فضائلِ صحابہؓ و اہلبیتؓ

مع مکتوبات شاہ عبدالعزیزؒ و شاہ رفیع الدینؒ دہلوی

مُصنّفہ

شاہ عبدالعزیز دہلویؒ

۱۲۴۳ھ
۱۸۲۴ء

قومی کُتب خانہ لاہور

Marfat.com

هوالمستعان

سلسلہ سیرت و کردار

فضائل

صحابہؓ و اہل بیتؓ

مع

مکتوبات شاہ عبدالعزیز و شاہ رفیع الدین (دہلوی)

از شاہ عبدالعزیز دہلوی (متوفی سنہ ۱۲۴۳ھ / ۱۸۲۴ء)

مع مقدمہ

محمد ایوب قادری ایم اے

ناشر

بیگم ہمایوں ٹرسٹ ۵۶ ریلوے روڈ لاہور

Marfat.com

سال طباعت	فروری سنہ ۱۹۶۷ء
بار دوم	ایک ہزار
قیمت	۹/۵۰ ساڑھے سات روپے
مطبوعہ	انجمن حمایت اسلام پریس لاہور

محمد نصیر ہمایوں نے باجازت محمد نعمت اللہ قادری مالک پاک اکیڈیمی کراچی بعد تصحیح
بیگم ہمایوں ٹرسٹ کے لئے ..... ۶۵ ریلوے روڈ لاہور سے
شائع کیا۔

Marfat.com

فضائلِ صحابہؓ واہلِ بیت

یعنی مجموعہ رسائل

(۱) سر الجلیل فی مسئلۃ التفضیل

(۲) عزیز الاقتباس فی فضائلِ اخیار الناس

(۳) وسیلۃ النجات

(۴) مکتوبات شاہ عبدالعزیز وشاہ رفیع الدین دہلوی

مؤلفہ شاہ عبدالعزیز دہلوی رف ۱۲۴۳ھ / ۱۸۲۴ء

(۵) حجۃ الوداع یعنی رسولِ اکرمؐ کا آخری خطبہ

Marfat.com

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ

(پ ۲۶ سورۃ الفتح قرآن مجید)

بیادگار

۱- مولانا عبدالشکور لکھنوی رح رف سنہ ۱۳۸۱ھ / ۱۹۶۲ء

۲- مولوی پیر غلام دستگیر نامیؒ لاہور رف سنہ ۱۳۸۱ھ / ۱۹۶۱

Marfat.com

فہرست مضامین

(۱) مقدمہ از محمد ایوب انصاری ۶ تا ۸۸

(۲) سر الجلیل فی مسئلۃ التفضیل فارسی متن ۸۹ تا ۱۰۸

" " " (اردو ترجمہ: از مفتی محمد شفیع صاحب) ۱۰۹ تا ۱۴۴

(۳) عزیز الاقتباس فی فضائل اخیار الناس فارسی متن ۱۴۵ تا ۱۶۶

(ایضاً) (فارسی ترجمہ از حسن علی محدث لکھنویؒ) ۱۶۷ تا ۲۰۰

(ایضاً) (اردو ترجمہ: مولوی نظام الدین کیرانویؒ

(۴) وسیلۃ النجات فارسی متن ۲۰۱ تا ۲۲۶

نظر ثانی و تہذیب: از مولوی حکیم عبد الغفورؒ ۲۲۷ تا ۲۵۹

(۵) مکتوبات شاہ عبد العزیز و شاہ رفیع الدین دہلوی فارسی متن) ۲۶۱ تا ۳۰۴

اردو ترجمہ: مولوی محمد سلیمان بدایونی (ر) ۳۰۵ تا ۳۵۱

مولوی محمد جمیل الدین بدایونی

(۶) حجۃ الوداع - رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری خطبہ

Marfat.com

(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)

مُقدّمہ

از محمد ایوب قادری ایم اے

شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ دہلوی، ۲۵ رمضان سنہ ۱۱۵۹ھ مطابق ۳۰ ستمبر سنہ ۱۷۴۶ء کو دہلی میں پیدا ہوئے تاریخی نام "غلام حلیم" ہے علوم متداولہ کی تحصیل اپنے والد شاہ ولی اللہ سے کی، والد کے انتقال کے بعد شیخ محمد عاشق پھلتی (سنہ ۱۱۸۷ھ) خواجہ محمد امین کشمیری (ف سنہ ۱۱۸۷ھ / ۱۷۷۳-۴ء) اور ان کے خسر مولوی نور اللہ بڈھانوی (سنہ ۱۱۸۷ھ / ۱۷۷۳-۴ء) نے تربیت فرمائی۔ سترہ سال کی عمر میں اپنے والد کے جانشین ہوئے علوم معقول ومنقول میں علامہ روزگار تھے۔ نامور مدرس، مصنف، خطیب، واعظ، شیخ طریقت، مفتی محدث اور مفسر تھے انہوں نے علوم دینیہ اور ملت اسلامیہ کی بڑی گرانقدر خدمات انجام دی ہیں۔ وہ مرجع علماء و مشائخ تھے، تمام عمر درس و تدریس، افتاء، فصل خصومات، وعظ و پند اور تلامذہ کی تربیت و اصلاح میں صرف کر دی۔ ۷ شوال سنہ ۱۲۳۹ھ مطابق ۵ جون سنہ ۱۸۲۴ء کو دہلی میں انتقال ہوا اور اپنے آبائی قبرستان مہندیوں میں دفن ہوئے۔ مومن دہلوی نے شاہ عبدالعزیز کے انتقال پر جو قطعہ تاریخ کہا ہے اس کا آخری شعر نقل کیا جاتا ہے جس سے تاریخ برآمد ہوتی ہے۔

Marfat.com

بے سر و پا گشتہ انداز دست بیداد اجل

عقل و دین، لطف و کرم، فضل و ہنر، علم و عمل

۱۰۰ + ۱ + ۹ + ۲۰۰ + ۸۰۰ + ۵۰ + ۳۰ + ۴۰ = ۱۲۳۹ھ / ۱۸۲۴ء

شاہ عبدالعزیز کے ایک ہمعصر وقائع نگار مولوی عبدالقادر رام پوری... وف ۱۲۶۵ھ / ۱۸۴۹ء لکھتے ہیں [1]

"مولوی شاہ عبدالعزیز، علم تفسیر، حدیث، فقہ، سیرت اور تاریخ میں شہرہ آفاق تھے اور ہیئت، ہندسہ، مجسطی، مناظرہ اصطرلاب، جرثقیل، طبیعیات، الٰہیات، منطق، مناظرہ، اتفاق اختلاف، ملل، نحل، قیافہ، تاویل، تطبیق، مختلف اور تفریق مشتبہ میں یکتائے زمانہ تھے، فن، ادب اور ہر قسم کے اشعار سمجھنے میں بلند مرتبہ رکھتے تھے، منقول میں کلام اللہ اور حدیث سے دلیل پیش کرتے تھے اور معقول میں جو ثبوت مناسب سمجھتے خواہ مخواہ یونانیوں میں سے افلاطون، ارسطو اور متکلمین میں سے فخر رازی وغیرہ کے اقوال کی تائید میں مبتلا نہیں ہوتے تھے اور اپنی تحقیقات کو فن معقول میں صاف صاف بیان کرتے تھے چاہے وہ کسی کی رائے کے موافق کے ہو یا نہ ہو۔"

---

[1] علم و عمل (وقائع عبدالقادری)، مرتبہ محمد ایوب قادری جلد اول ۴۶۴ آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس، کراچی ۱۹۶۰ء

Marfat.com

شاہ عبدالعزیز کا زمانہ ہندوپاکستان کے مسلمانوں کے زوال وانحطاط کا دور ہے وہ محمد شاہ بادشاہ (ف ۱۱۶۱ھ/۱۷۴۸ء) کی حکومت کے آخری زمانے میں پیدا ہوئے ۔ انہوں نے احمد شاہ (معزول ۱۱۶۷ھ/۱۷۵۴ء) عالم گیر ثانی (ف ۱۱۷۳ھ/۱۷۵۹ء) شاہ عالم ثانی (ف ۱۲۲۱ھ/۱۸۰۶ء) اور اکبر ثانی (ف ۱۲۵۳ھ/۱۸۳۷ء) کا زوال پذیر دور حکومت دیکھا یہ مغل بادشاہ اپنے وزراء اور اُمراء کے ہاتھوں مجبور اور بے بس تھے، شاہ عبدالعزیز کے بچپن میں احمد شاہ اندھا کرکے قید کر دیا گیا۔ عالمگیر ثانی کو قتل کرکے اس کی نعش جمنا کی ریتی میں پھینک دی گئی، شاہ عالم ثانی مدتوں پورب میں بھٹکتا پھرا۔ پھر انگریزوں سے معاہدہ کے بعد سندھیا کی حمایت میں اس نے دہلی کے اُجڑے تخت کو زینت بخشی، مگر بابر و اکبر کا یہ جانشین حسرت و یاس کی زندہ تصویر تھا تا آنکہ بصارت سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا کس حسرت سے کہتا ہے ؎

صرصر حادثہ برخاست پئے غوارئ ما
داد بر باد سر و برگ جہانداری ما

۱۸۰۳ء میں دہلی پر انگریزوں کا قبضہ ہوگیا۔ اکبر شاہ ثانی برائے نام پنشن خوار تھا۔ مغل متاخرین کے زمانہ میں غیر مسلم طاقتیں پوری قوت سے ملک میں جنگ و آرائیاں، پنجاب میں سکھوں، آگرہ اور بھرت پور میں جاٹوں اور تمام ملک میں مرہٹوں نے اودھم مچا رکھا تھا۔ مرہٹوں کے ہاتھوں بستیاں ویران اور غیر آباد ہو چکی تھیں۔ کسی کا جان و مال ان سے محفوظ نہ تھا۔ مرہٹوں نے سترہویں حملے تو شمالی ہند پر کئے جن میں پہلا حملہ ۱۱۵۴-۵ھ/۱۷۴۱-۲ء اور آخری حملہ ۱۲۲۹ھ/۱۸۰۴ء میں ہوا۔ مرہٹوں نے چھ مرتبہ بنگال پر تاخت کی پہلی مرتبہ ۱۱۴۵-۵ھ/۱۷۴۱-۲ء میں آخری مرتبہ

Marfat.com

۱۱۶۶ھ/۱۷۵۲-۵۳ء میں حملہ آور ہوئے مرزا ظہیر الدین اظفری لکھتے ہیں [1]

"یہ تمام خرابیاں مرہٹوں کی بدعملی اور بدنظمی کی وجہ سے ہیں سمجھ میں نہیں آتا کہ ان دکھنیوں کی مملکت میں آبادی کیونکر باقی رہے گی ہم نے تو اپنی زندگی میں یہی دیکھا کہ جب ہمارے ملک پر دکھنیوں کا عمل ہوا تو کوئی ایسی خرابی نہ تھی جو ملک میں نہ آئی ہو غرض ہندوستان کی یہ ساری تباہی دکھنیوں کے آنے کا نتیجہ ہے۔"

مرہٹوں اور سکھوں کے مظالم کے متعلق خود شاہ عبدالعزیز نے اپنے چچا شاہ اہل اللہ (ف ۱۱۸۷ھ/۱۷۷۳-۷۴ء) کو منظوم عربی حکایت میں لکھا ہے [2]

"اللہ تعالیٰ سکھ اور مرہٹوں کو ہماری طرف سے مزہ چکھائے
بہت برا مزہ بہت جلد بلا تاخیر و مہلت کے، ان شریروں نے
اللہ کی بہت سی مخلوق کو شہید کر ڈالا، اور غریب گڈریوں تک کو
اپنے ظلم و ستم سے ستایا، ہر سال یہ ہماری بستیوں اور شہروں پر چڑھائی
کرتے ہیں اور ہم پر صبح و شام حملہ کرتے رہتے ہیں۔"

مرکزی حکومت کی کمزوری اور بدحالی سے صوبے دار خود سر ہو چکے تھے بنگال میں علی وردی خاں اور اودھ میں برہان الملک سعادت خاں نے اپنی حکومتیں قائم کر لیں، دکن میں آصف جاہ نظام الملک کا اقتدار تھا۔

---

[1] واقعات اظفری از مرزا ظہیر الدین اظفری مرتبہ عبدالقادر، بہ تصحیح و ترجمہ محمد حسین محوی صفحہ ۱۱۱ مدراس ۱۹۳۷ء [2] تذکرہ حضرت شاہ ولی اللہ از مولانا مناظر احسن گیلانی صفحہ ۳۶، ۳۷، ۲۹ دلیا طاد ب کراچی ۱۹۵۳ء

Marfat.com

یہ تو سیاسی حالات کا ایک ہلکا سا جائزہ ہے، معاشی، اقتصادی، معاشرتی اور مذہبی حالات بد سے بدتر تھے اس زمانے کی عام تاریخیں، شخصی وقائع، روزنامچے شعراء کے شہر آشوب اور دوسرا ہم عصر ادب اس موضوع پر خاصی معلومات فراہم کرتا ہے محمد شاہ کے زمانے میں دکن کے ایک رئیس درگاہ قلی خاں (ف ۱۱۸۰ھ / ۱۷۶۶ء) نے دہلی کی سیاحت کی ہے یہ سیاحت نامہ "مرقع دہلی" کے نام سے طبع ہو چکا ہے اس کے پڑھنے سے شرم وحیا کی آنکھیں جھک جاتی ہیں اور غیرت وحمیت کو حجاب آتا ہے۔ سپاہی اور بادشاہ، عامی اور عالم ہر شخص حقیقت اور واقعیت سے فرار اختیار کرتا ہے۔ عمل سے گریز اس دور کی عام خصوصیت ہے، بدعات اور محدثات کا زور ہے، تفضیل کی گنجائش نہیں ہے۔ ایسے زمانے میں شاہ عبدالعزیزؒ نے اپنی اصلاحی تحریک شروع کی حقیقت یہ ہے کہ شاہ عبدالعزیز نے یوں تو اصلاح وتبلیغ کے ہر مورچہ کو سنبھالا مگر "شیعیت اور تفضیلیت" کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو جس کوشش اور حسن تدبر سے روکا یہ انہیں کا حصہ تھا اور یہ اس زمانے کا اہم مسئلہ تھا آیئے اب ذرا اس مسئلہ کا تاریخ کی روشنی میں جائزہ لیں۔

مغل متاخرین کے زمانے میں شاہی دربار میں ایرانی اور تورانی (شیعہ اور سنی) دو مستقل پارٹیاں تھیں۔ سیاسی اثر واقتدار کے لئے ان دونوں پارٹیوں میں مسابقت ہوتی تھی۔ ایرانی پارٹی اگرچہ اقلیتی پارٹی تھی۔ مگر اثر واقتدار کے اعتبار سے بہت مضبوط اور مستقل تھی۔ وہ بہت تدبر اور تنظیم سے کام کرتی تھی۔ اور اکثر کامیاب ہوتی تھی۔ اس کا اثر دربار سے لے کر بازار تک تھا۔ یوں تو اس تنظیم وفکر کی بنیاد دکن کی شیعہ حکومتوں نے قائم کی مگر شمالی ہند میں ہمایوں کے دوبارہ ہندوستان آنے

Marfat.com

پر اس جماعت کو فروغ حاصل ہُوا۔ اکبر کی پالیسی مذہبی معاملہ میں بڑی آزادانہ تھی۔ اس کا فائدہ بھی بلاواسطہ اسی جماعت کو ہُوا، اس کے زمانے میں نور اللہ شوستری (ف ۱۰۱۹ھ / ۱۶۱۰-۱۱) دارالسلطنت لاہور کے قاضی مقرر ہوئے ان کی کتاب مجالس المومنین مشہور و معروف ہے۔ جس میں انہوں نے اہل سنت کے اکابر مشائخ و علماء کو "زمرہ مومنین" میں دکھایا ہے۔ جہانگیر کے زمانے میں زمامِ حکومت نور جہاں کے ہاتھ میں تھی۔ شاہ جہاں کے زمانے میں نور جہاں کے بھائی آصف خاں اور اس کے خاندان کو اقتدار حاصل رہا کیونکہ آصف خاں کی کوششوں سے شاہجہاں "تخت شاہی" پر متمکن ہوا تھا اور اس کی بیٹی ممتاز محل، شاہجہاں کی چہیتی بیگم تھی۔ اورنگ زیب عالمگیر یوں تو متعصب سنی مشہور ہے۔ مگر اس کے امراء مصاحبین میں اہل تشیع کی ممتاز تعداد نظر آتی ہے۔ اورنگ زیب کا فرزند، بہادر شاہ اول جب تخت نشین ہوا تو اس نے شیعہ مسلک اختیار کیا، مؤلف سیر المتاخرین لکھتے ہیں [1]

"چوں بہ تحقیق خود مذہب شیعہ امامیہ را حق می دانست ہمیں مسلک اختیار نمودہ"

اور اس کی تبلیغ و اشاعت میں کوشاں ہوا [2]

"در ترویج و تقویت مذہب شیعہ می کوشید"

اس نے اپنے نام میں "سید" کا اضافہ کیا اور چوتھے سال جلوس ۱۱۲۱ھ / ۱۰-۱۷۰۹ء میں اپنے شیعہ وزیر منعم خاں کے مشورہ سے حکم دیا کہ جمعہ کے خطبہ میں خلفائے راشدین کے

---

[1] [2] سیر المتاخرین جلد دوم از غلام حسین طباطبائی صفحہ ۳۸۱ نولکشور پریس لکھنؤ ۱۸۹۷ء

Marfat.com

ذکر میں حضرت علی رض کے نام کے ساتھ "علی ولی اللہ وصی رسول اللہ" داخل کیا جائے اس حکم سے جمہور اہل سنت میں بددلی پیدا ہوئی اور اس پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے احمد آباد (گجرات) میں ایک خطیب مارا گیا۔ لاہور میں بات اس سے بھی زیادہ بڑھی، بہادر شاہ نے علمائے لاہور کو اپنے حضور میں طلب کیا۔ مولانا یار محمد کی قیادت میں مولوی محمد مراد دوسرے تین علماء کے ہمراہ بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوئے بادشاہ نے خود مباحثہ و مناظرہ کیا۔ مگر مولانا یار محمد نے نہایت جرأت اور استقامت سے اعلان حق کیا اور اپنے موقف پر ثابت قدم رہے بادشاہ نے برآشفتہ ہو کر کہا کہ "تو بادشاہوں کے غضب سے نہیں ڈرتا" تو اس مرد مجاہد نے جواب دیا[1]

"میں اپنے خدا سے چار چیزوں کی آرزو رکھتا تھا اول تحصیل علم دوم حفظ کلام اللہ سوم حج چہارم شہادت، الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے تین نعمتیں عطا کیں، ارزوئے شہادت باقی ہے امیدوار ہوں کہ بادشاہ کی توجہ سے اس میں ہوں۔"

اس مناظرہ کے نتیجہ کے سلسلہ میں شمس العلماء مولوی ذکاء اللہ دہلوی لکھتے ہیں[2]

"اس مباحثہ میں کئی روز لگے ایک ایک آدمی جن میں بعض افغان تمن دار بھی تھے۔ حاجی یار محمد سے متفق ہوئے شاہزادہ عظیم الشان بھی خفیہ

---

[1] تاریخ ہندوستان جلد نہم از شمس العلماء مولوی ذکاء اللہ دہلوی صفحہ ۷۲ (شمس المطابع دہلی ۱۸۹۸ء)

[2] تاریخ ہندوستان جلد نہم از مولوی ذکاء اللہ صفحہ ۷۳

Marfat.com

اس جماعت کا طرفدار تھا آخر کو جب حیدر نے خطبہ کے لئے عرضی دی تو بادشاہ نے اس پر دستخط کئے کہ عالمگیر کے زمانے کی طرح خطبہ پڑھا جایا کرے، اس طرح جھگڑا ختم ہوا کہتے ہیں کہ بادشاہ نے حاجی یار محمد اور دو اور فاضلوں کو جن سے وہ آشفتہ خاطر تھا ایک قلعہ میں بھیج دیا۔"

اس کے بعد سید برادران قطب الملک عبداللہ خاں (ف ۱۱۳۵ھ / ۱۷۲۲ء) اور امیر الامرا حسین علی خاں (ف ۱۱۴۲ھ / ۱۷۲۰ء) کا دور وزارت آیا اور ان دونوں بھائیوں نے اس قدر اقتدار اور غلبہ حاصل کیا کہ "بادشاہ گر" مشہور ہوئے وہ ملکی سیاست پر ہر طرح چھا گئے۔ ان کے عقائد و نظریات خوب اشاعت پذیر ہوئے اور انہیں قبول عام حاصل ہوا۔ امیر الامرا حسین علی خاں ہر مہینے کی گیارہ اور بارہ تاریخ کو مجلس منعقد کرتے تھے صمصام الدولہ شاہنواز خاں لکھتے ہیں [1]

احداث مجلس یازدہم و دوازدہم ہر ماہ در بلادہ عظیمہ دکن نمودہ کہ تا حال (سنہ ۱۱۶۰ھ) است"

فرخ سیر کے دور میں خاں دوراں خاں بخشی کے بھائی خواجہ محمد جعفر ایک متصوف تھے ان کے حالات میں تحریر ہے کہ ان کے گھر میں ائمہ طاہرین کی منقبت میں قوالیاں گائی جاتی تھیں۔ بعض مریدین و معتقدین سلام کی بجائے زمین بوس آداب کرتے تھے اور ائمہ اثنا عشریہ کی منقبت گاتے تھے۔ ملتان کے ایک واعظ شیخ عبداللہ دارالسلطنت دہلی پہنچے تو انہوں نے اس رجحان پر گرفت کی اور کہا کہ [2]

[1] اثر الامرا، جلد اول از صمصام الدولہ شاہنواز خاں صفحہ ۳۳۸ (کلکتہ سنہ ۱۸۹۰ء)

[2] تاریخ ہندوستان از شمس العلماء مولوی ذکاء اللہ، صفحہ ۱۲۱

"سجدہ سوائے معبود برحق کے کسی کو سزاوار نہیں اور سرود کا سننا بھی شریعت کے طریقہ کے خلاف ہے فقط حمد و منقبت اہل بیت کا سننا اور اصحاب کبار کے اسم اور ذکر کا نہ ہونا اسلام کے آئین اور طریقہ سے دور ہے۔"

اور شیخ عبداللہ ملتانی نے مسجد جامع میں جمعہ کے دن وعظ کہا کہ [1]

"حضرت علی داخل اہل عبا نہیں ہیں اور علوی کو سید نہیں کہہ سکتے اور جن پنجتن کو پاک کہتے ہیں اہل سنت کے عقیدہ کے خلاف ہے کیا اور اصحاب کرام پاک نہ تھے۔"

انجام یہ ہوا کہ [2]

"جمعہ کے روز کچھ مغل زادے اوباش وضع کربلا کی تسبیحیں گردن اور بازو میں ڈالے ہوئے وعظ کے وقت پہنچے اس پر گمان ہوا کہ وہ شیخ عبداللہ کے قتل کرنے کو آئے ہیں شیخ عبداللہ کے ہوا خواہوں نے فرخ سیر سے استغاثہ کیا جس کا فیصلہ یہ ہوا کہ عبداللہ واعظ ملتان جائے اور خواجہ جعفر شہر سے باہر نکلے۔"

دہلی میں عزاداری اور مرثیہ خوانی بڑے زوروں سے ہوتی تھی نواب درگاہ قلی خاں نے اس سلسلہ میں خاصی تفصیل دی ہے، جس طرح دہلی میں "قدم شریف"

---

[1] تاریخ ہندوستان از شمس العلماء مولوی ذکاء اللہ صفحہ ۱۲۱

[2] تاریخ ہندوستان جلد نہم صفحہ ۱۲۲

Marfat.com

کے نام مجاوروں نے ایک فرضی زیارت گاہ قائم کر رکھی تھی اور مشہور کر دیا کہ یہ نقش قدم حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے [1] اسی طرح امامیہ حضرات نے دہلی میں "شاہ مردان" اور "پنجہ شریف" [2] کی زیارات قائم کیں اور مشہور کر دیا کہ یہ حضرت علی کا نقش قدم ہے [3] اس کی یہ کیفیت تھی کہ [4]

"بروز شنبہ زائرین اور حاجت مندوں کا بڑا ہجوم ہوتا اور ۱۲ محرم کو دبروز زیارت خامس اہل عبا، خصوصیت سے اہل عزا برسم پرسہ داری گریاں و نالاں حاضر ہو کر مراسم تعزیت بجالاتے تھے اس روز کوئی متنفس ایسا نہ ہوتا تھا کہ زیارت سے محروم رہے۔"

مرثیہ خوانی کا بڑا زور ہوتا تھا درگاہ قلی خاں ایک مرثیہ خواں کے متعلق لکھتے ہیں [5]

"بنائے مرثیہ بر عجب سوز و گداز می گزارد معاملہ اندوہ است

---

[1] قدم شریف کے فرضی ہونے کے متعلق ملاحظہ ہو "مخدوم جہانیاں جہاں گشت"، از محمد ایوب قادری صفحہ ۲۱۰، ۲۲۱ (ادارہ تحقیق و تصنیف، کراچی سنہ ۱۹۶۳ء)

[2] "پنجہ شریف" کے متعلق مشہور ہے کہ وہاں حضرت علی رض کی انگلیوں کے نشان ہیں اور دہلی میں یہ شیعوں کا مشہور قبرستان ہے ملاحظہ ہو نجوم السماء صفحہ ۳۶۰ و ملفوظات شاہ عبدالعزیز صفحہ ۲۰۰/۲۰۱

[3] ملاحظہ ہو مخدوم جہانیاں گشت صفحہ ۲۲۔ ۲۲۳ عوام کو بہکانے کے لئے اوچ، حیدرآباد (مغربی پاکستان) میں حضرت علی رض کے نقش قدم اور ٹھٹھہ میں حضرت حسین رض کے نقش قدم شیعہ مجاوروں نے مشہور کر دیئے ہیں

[4] مرقع دہلی از نواب درگاہ قلی خاں صفحہ ۲۴ (مقدمہ، م ۳ (مطبع) حیدرآباد دکن سنہ طباعت ندارد

[5] مرقع دہلی صفحہ ۵۰-۵۱، ۵۲

Marfat.com

وکان الم مخزن مصیبت است وگنجینہ غم، میر اہتمام عاشور خانہ جاوید خال است و بمراعات زائراں و تعزیہ داراں، می پردازد

دوسرے کی کیفیت ملاحظہ فرمائیے [1]

"میر عبداللہ از تعزیہ داراں جناب حضرت ابا عبداللہ الحسین علیہ السلام است مرثیہ ہائے ندیم و حزیں را قسمے بآہنگ ہائے حزیں می خواند کہ بے اختیار شور از نہادِ سامعاں برمی خیزد از کثرت نوحہ و فریاد گوش فلک کر می گردد۔۔۔ در ماہ محرم مقدمش ہمہ جا واجب الاحترام، نبوت در تعزیہ خانہائے مردم عمدہ دارمی شود و بتقدیم مراسم عزا می پردازد خلائق در اماکن موعودہ بر یک دگر سبقت جستہ ہجوم می نمایند"

ایک اور تعزیہ دار اور مرثیہ خواں کا ذکر ملاحظہ ہو [2]

"میر درویش حسین از تعزیہ داران جناب خامس آل عبا است و در تقدیم مراسم شیوں بے ہمتا، آہنگ ہائے برجستہ، انتخابش پیش ہمہ کس مسلم الثبوت است و ایراد راد خلے نیست"

دہلی میں تعزیہ داری دکن سے آئی دہلی کے رزیڈنٹ چارلس مٹکاف کے زمانے (۱۸۲۵ء تا ۱۸۲۷ء) میں تعزیہ داری کے موقعہ پر جھگڑا ہو گیا تو اس

---

[1] مرقع دہلی صفحہ ۵۰ — ۵۱ — ۵۲

[2] مرقع دہلی صفحہ ۵۳

Marfat.com

نے مفتی اکرام الدین صدر الصدور دہلی (ف سنہ ۱۲۶۰ھ) سے اس کے آغاز و ابتدا کے متعلق استفسار کیا تو مفتی صاحب نے بتایا کہ [1]

"ماہ محرم از قدیم است مگر تعزیہ داری نبود ہر گاہ اورنگ
زیب عالمگیر بادشاہ در دکن رفتند لشکریاں شاہی از
عبداللہ پیرزادۂ دکن کہ در آنجا تعزیہ داری می کردایں رسم
آموختند آناں در شاہجہاں آباد نیز رسم تعزیہ داری جاری گردید

یہ حالات تھے کہ حکیم الامت شاہ ولی اللہ دہلوی نے دو معرکۃ الآرا تصانیف "ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفاء" اور قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین"، تصنیف کیں ازالۃ الخفا کے آغاز میں شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں [2]

"دریں زماں بدعت تشیع آشکار شد و نفوس عوام شبہات
ایشاں متشعب گشت"

مندرجہ بالا اقتباسات سے ہم اس دور کی عام مذہبی زندگی کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ امراء و وزراء کی سرپرستی میں شیعیت اور تفضیلیت کو کس قدر فروغ ہو رہا تھا کہ ہر شخص اسی رنگ میں رنگا ہوا تھا۔ مذہب اور ادب ہر شعبہ حیات میں اس کی چھاپ نظر آتی ہے اردو شاعری کے اساطین شعراء، میر (سنہ ۱۲۲۵ھ / ۱۸۱۰ء)، فغاں (سنہ ۱۱۸۶ھ / ۱۷۷۲ء) سودا (سنہ ۱۱۹۵ھ / ۱۷۸۱ء) سوز (سنہ ۱۲۱۲ھ / ۱۷۹۸ء) میر حسن (سنہ ۱۲۰۱ھ / ۱۷۷۶ء) انشا (سنہ ۱۲۳۲ھ / ۱۸۱۷ء)

---

[1] سیر کریمی از نواب کریم اللہ خاں رام پوری صفحہ ۶۳ (قلمی)، مخزونہ صولیتہ لائبریری (رام پور)

[2] ازالۃ الخفا من خلافۃ الخلفاء از شاہ ولی اللہ دہلوی ص ۱ (مطبع صدیقی بریلی سنہ ۱۲۸۶ھ)

Marfat.com

سلیمان شکوہ سلیمانؔ (ف ۱۸۲۷ء)، نظیر (۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۰ء)، آتش (ف ۱۲۶۳ھ / ۱۸۴۷ء)، ناسخ (ف ۱۲۵۴ھ / ۱۸۳۸ء) سب اسی جماعت کے ارکان ہیں اور اسی فکر و نظر کے مبلغ و منادِ شعرا اور متصوفین کے ذریعہ یہ افکار و خیالات خوب اشاعت پذیر ہوئے اور تفضیلی مشائخ شاہ فخرالدین دہلوی (ف ۱۱۹۹ھ / ۱۷۸۴ء) وغیرہ نے تو اس لئے کو آگے بڑھایا جس کی تفصیل حسب موقع پیش کی جائے گی اس سلسلہ میں ڈاکٹر ذاکر حسین رقمطراز ہیں [1]

"ہندوستان میں جن حضرات نے تصوف کے پردہ میں تبلیغ دین فرمائی ان کو تمام تر سُنّی المذہب قرار دینا غلط ہے اس لئے کہ اثنا عشری اور اسماعیلی شیعہ بھی تصوف کے بھیس میں ایران سے ہندوستان آتے رہے ہیں اور اپنے اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے رہے ہیں نزاری اور مستعلی اسماعیلیوں کی تبلیغ تمام تر تصوف کے پردے میں ہوئی ہے۔ چنانچہ نزاریوں کے پیر صدرالدین اور حسن کبیرالدین [illegible] اس سلسلے میں کافی شہرت رکھتا ہے اثنا عشری علماء مبلغین [illegible] بھی تصوف کے پردہ [illegible] ہندوستان میں تبلیغ کرتے رہے جن کا ایک واضح اشارہ ابوالفضل نے بھی آئین اکبری میں کیا ہے۔"

یہ تو خاص مرکز دہلی کے حالات کا ایک ہلکا سا نامکمل جائزہ ہے دکن، سندھ اور بنگال کا بھی یہی حال تھا، دکن میں یہ پودا سب سے پہلے بار آور ہوا اور دکن کی شیعہ حکومتوں نے اس کو خوب پروان چڑھایا اس دور میں ایران سے امراء و علماء آئے اور دکن

---

[1] اردو مرثیہ اور شاہی سرپرستی از ڈاکٹر ذاکر حسین فاروقی بی اے پی ایچ ڈی رضا گارڈ لاہور، اربعین نمبر ۱۹۶۳ء

Marfat.com

میں قیام پذیر ہو کر اپنے ادارے قائم کر کے امامیہ مذہب کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف ہو گئے، آخر میں آصف جاہ نظام الملک نے حیدر آباد دکن میں جو ریاست قائم کی اس میں شیعہ امیروں، رئیسوں، زمینداروں اور جاگیرداروں کے غلبہ واقتدار کی وجہ سے یہ افکار و نظریات خوب پھیلے، سندھ میں "امیران سندھ" کا بھی یہی مسلک تھا، تاریخ و ادب اور شعر و شاعری سب میں ان ہی افکار و خیالات کی صدا گونجتی نظر آ رہی ہے سندھی ادبی بورڈ نے اس دور کا جو فارسی لٹریچر شائع کیا ہے اس میں اس کی بھرپور تفصیل ملتی ہے یہاں صرف ایک مثال ملا محمد معین سندھی (ف ۱۱۶۱ھ / ۱۷۴۷-۸ء) "دراسات اللبیب" کی پیش کی جاتی ہے کہ ایک طرف تو وہ "غیر مقلدیت" کے مبلغ ہیں تو دوسری طرف "رفض و شیعیت" میں ڈوبے ہوئے ہیں[1] اور یہ اس دور کے متصوفین، شعراء اور امراء کا عام رجحان تھا، "امیران سندھ" کے اقتدار کی آخری نشانی "ریاست خیرپور" تھی کہ جس نے اس معاملہ میں اپنی ذمہ داری کو پوری مستعدی سے پورا کیا، سندھ کے دوسرے امیروں اور متصوفین کا بھی یہی حال تھا، تاریخ اوچ کے مؤلف مولوی محمد حفیظ الرحمٰن بہاولپوری (ف ۱۳۷۹ھ / ۱۹۵۹ء) "اوچ میں شیعیت کا آغاز" کی سرخی کے تحت رقم طراز ہیں[2]

---

[1] دراسات اللبیب کو مولانا محمد عبد الرشید نعمانی نے ایڈٹ کیا ہے اس کے مقدمہ میں انہوں نے ملا محمد معین کے حالات تفصیل سے لکھے ہیں اور ان کے افکار و معتقدات کا جائزہ لیا ہے ملاحظہ ہو مقدمہ دراسات اللبیب صفحہ ۱-۱۰۷، (سندھی ادبی بورڈ - کراچی ۱۹۵۷ء)

[2] تاریخ اوچ از مولوی محمد حفیظ الرحمٰن صفحہ ۱۱۶ دہلی ۱۹۳۱ء)

Marfat.com

"جندووڈہ شاہ نے سندھ میں بالغ ہو کر ایک طوائف گوہر خاتون
سے نکاح کر لیا اور میر سہراب خاں تالپر کے اثر تربیت و صحبت
سے مذہب شیعہ اختیار کر لیا اور ۱۲۲۴ھ / ۱۸۰۹ء میں اپنے مریدوں
کی ایک جماعت کے ساتھ اوچ میں وارد ہوا اور مخدوم ناصر الدین
صادس کے لقب سے سجادہ نشین خانقاہ حضرت جلال (بخاری)
(مخدوم جہانیاں جہاں گشت) بن گیا ... جندووڈہ شاہ پہلا
سجادہ نشین اوچ بخاری ہے جس نے سندھ سے مسلک شیعہ
لاکر اوچ اور ریاست بہاولپور میں مروج کیا۔"

عہد فیروزی کے مشہور سہروردی بزرگ مخدوم جہانیاں جہاں گشت ۷۸۵ھ / ۱۳۸۴ء
کی خانقاہ کا یہ حال ہے اور اس کے سجادہ نشین اب اہل تشیع ہیں۔

بنگال اس معاملہ میں سب سے آگے تھا نظامت مرشد آباد کے بانی، مرشد
قلی خاں" ایک شیعہ امیر تھے۔ اس کے بعد جب مسند مرشد آباد پر علی وردی خاں کی
بالادستی قائم ہوئی تو مرشد آباد اور عظیم آباد اس تحریک کے دو خاص مرکز قائم ہو گئے
علی وردی خاں نے ان رجحانات کی اشاعت میں خاصا حصہ لیا ان کے زمانے میں فضلائے
ایران جوق در جوق بنگال و بہار میں پہنچے اور حکومت کی سرپرستی میں اپنے عقائد و
افکار کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف ہوئے۔ نواب علی وردی خاں مہابت جنگ خود
بھی روزانہ بعد عصر ان ایرانی افاضل و اکابر کے ساتھ مجلس مذاکرہ منعقد کرتے اس
مجلس میں سید الافاضل میر محمد علی فاضل، تقی قلی خاں، حکیم ہادی خاں میرزا
محمد حسین صفوی وغیرہ شریک ہوتے کتاب کافی مصنفہ شیخ محمد بن یعقوب کلینی

سے دو احادیث روزانہ پڑھی جاتیں اور میر محمد علی فاضل اس کی شرح کرتے تھے [1]

غلام حسین طباطبائی نے سیر المتاخرین کی ایک فصل میں ان افاضل ایران کا تفصیل سے ذکر کیا ہے [2] جو علی وردی خاں کے زمانے میں وارد بنگال و بہار ہوئے ان حضرات کی تبلیغ کا انداز بھی خوب تھا۔ غلام حسین طباطبائی مؤلف سیر المتاخرین کی نانی کے حقیقی چچا شاہ حیدری کربلائی حائری تھے وہ اپنے معتقدات میں بہت پختہ تھے [3]

"در تشیع نہایت و بے باک و در کمال استغناء بود

شاہ حیدری بھاگل پور (بہار) میں مقیم تھے وہاں کے ایک رئیس محمد غوث خاں بیمار ہوئے تو ان شاہ صاحب نے کس طرح اپنے معتقدات کی تبلیغ کی ملاحظہ ہو [4]

"محمد غوث خاں اتفاقاً بیمار شد و بیماریش اشتداد یافتہ، از حیاتش امیدے نماند، در آں وقت شاہ حیدری کہ از مبانیت مذہبش نفور اما از شجاعتش راضی و مسرور بود بسر وقتش رسیدہ بشرط قبول مذہب تشیع ضامن شفائے او شد و او قبول نمود و شفا یافت و ارادت کامل باشاہ حیدری بہم رسانیدہ، مع اولاد مطیع و منقادش بود"

---

[1] ملاحظہ ہو سیر المتاخرین از غلام حسین طباطبائی صفحہ ۶۰۹ - ۶۱۰ نولکشور پریس لکھنؤ ۱۸۹۷ء)

[2] سیرۃ المتاخرین صفحہ ۶۱۵ - ۶۲۰

[3] سیر المتاخرین صفحہ ۶۱۳

Marfat.com

اس کے بعد اودھ کی حکومت کا جائزہ لیتے ہیں اس کا مدت قیام بھی زیادہ رہا اور اس کے حکمرانوں نے اپنے عقائد و افکار کی اشاعت میں بہت سرگرمی سرگرمی دکھائی اس حکومت کے بانی برہان الملک سعادت خاں (ف سنہ ۱۱۵۱ھ / ۱۷۲۹ء) ہیں جن کو پہلے مرشد قلی خاں، ناظم مرشد آباد کی سرپرستی حاصل رہی (سنہ ۱۱۳۲ھ / ۱۷۲۰ء) میں وہ اودھ کے مستقل صوبیدار ہوئے برہان الملک کی پیشانی پر سب سے بڑا داغ یہ ہے کہ انہوں نے نادر شاہ کے ہاتھوں دہلی کو تباہ و برباد کرایا۔ حکیم نجم الغنی خاں تاریخ مظفری کے حوالے سے لکھتے ہیں [1]

"روز دیگر فردوس آرام گاہ خلعت میر بخشی گرمی بہ نظام الملک فتح جنگ مرحمت فرمودند سعادت خاں برہان الملک کہ امیدوار ایں خدمت بود از حد کبیدہ خاطر گشت و نادر شاہ را برفتن دار الخلافہ شاہجہان آباد ترغیب نمود داد او نمک حرامی ادا کرد و خزائن و دفائن آنجا گوش زد کرد"

مفتاح التواریخ میں بھی اس بات کی تصریح کی ہے

"از گفتن او (برہان الملک) نادر شاہ از میدان قتال کرنال بہ بہانۂ ضیافت در قلعہ شاہجہان آباد داخل شدہ والا ارادۂ نادر شاہ چنیں نہ بود چنانچہ تاریخ وفاتش بزیادت یک عدد چنیں یافتہ اند ع بے سعادت نمک حرام مرد"

---

[1] تاریخ اودھ جلد اول از حکیم نجم الغنی ص ۸۱ (نولکشور پریس لکھنؤ سنہ ۱۹۱۳ء)

Marfat.com

برہان الملک کے بعد ان کے جانشین ان کے داماد ابو المنصور خاں صفدر جنگ (ف ۱۱۶۷ھ / ۱۷۵۳ء) ہوئے جنہوں نے دہلی کی مرکزی حکومت میں وزارت کا منصب حاصل کیا۔ صوبہ اودھ سے ملی ہوئی فرخ آباد اور روہیل کھنڈ کی ریاستیں تھیں جن کے حکمران بنگش اور روہیلہ پٹھان تھے مذہبًا یہ لوگ سُنّی تھے۔ اختلاف مذہب کی وجہ سے ان دونوں ریاستوں کا وجود صفدر جنگ کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹکتا تھا اور انہوں نے ان دونوں مسلم ریاستوں کو ختم کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی، ان کی اس آرزو کی تکمیل ان کے بیٹے شجاع الدولہ اور پوتے آصف الدولہ کے ہاتھوں ہوئی۔ برہان الملک اور صفدر جنگ کے زمانے میں بہت سے ایرانی اودھ میں آئے اور حکومت کے نظم و نسق میں ہاتھ بٹایا نجم الغنی خاں لکھتے ہیں۔

"ان (صفدر جنگ) کی سرکار میں سواران مغلیہ بیس ہزار تھے لیکن اکثر ہندوستانی بھی صفدر جنگ کا ادھر میلان پاکر ان کا سا لباس پہن کر بات چیت کرتے تھے اور تنخواہ پاتے تھے۔"

صاف ظاہر ہے کہ فوج کی ملازمت کے لئے ایرانی لباس و زبان ضروری تھے تو الناس علی دین ملوکہم کے مصداق معلوم نہیں کتنوں نے آبائی عقائد کو خیرباد کہا ہوگا، اختلاف مذہب کی وجہ سے ان حکمرانوں کے زمانے میں سنی علماء و مشائخ کی بہت سی جائدادیں ضبط ہوگئیں۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی لکھتے ہیں [۲]

---

[۱] تاریخ اودھ جلد اول از نجم الغنی خاں صفحہ ۲۹۷

[۲] مآثر الکرام جلد اول از غلام علی آزاد صفحہ ۲۲۲ (آگرہ ۱۹۱۰ء)

Marfat.com

"تا حدود سنہ ۱۱۳۰ھ ہنگامۂ علم و علماء دریں گل زمین (بلگرام)
گرمی داشت تا آنکہ برہان الملک سعادت خاں نیشاپوری
در آغاز جلوس محمد شاہ حاکم اودھ شد و اکثر بلاد عمدۂ صوبہ الہ باد
... نیز دار الخیر جون پور و بنارس و غازی پور و کڑہ و مانک پور و
کوڑہ جہاں آباد وغیرہا ضمیمہ حکومت گردید و وظائف و سیور
غالات خانوادہائے قدیم و جدید یک قلم ضبط شد و کار شرفا رو بخراب
بہ پریشانی کشید، و اضطرار مردم آنجا از کسب علم باز داشتہ و رواج
تدریس و تحصیل بآں درجہ نماند، و مدارسے کہ از عہد قدیم معدن
علم و فضل بود یک قلم خراب افتاد انجمن ہائے ارباب کمال بیشتر
بہم خورد انا للہ و انا الیہ راجعون، و بعد ارتحالِ
برہان الملک نوبت حکومت بجواہر زادہ او ابو المنصور خاں صفدر
جنگ رسید و ظائف و اقطاعات بدستور زیر ضبط ماند و در
اواخر عہد محمد شاہ سنہ ۱۱۵۹ھ صوبہ داری الہ آباد نیز صفدر جنگ
مقرر شد و تتمہ وظائف آں صوبہ کہ تا حال از آفت ضبط محفوظ
ماندہ بود بضبط در آمد و در عہد جہاں دار شاہ، صفدر جنگ
بپایۂ وزارت اعلیٰ صعود نمود و نائب صوبہ کار برابر باب وظائف
تنگ تر گرفت و تا حین تحریر کتاب ایں دیار پامال حوادث
روزگار است"

جائداد اور املاک کی واگزاری کے لئے بہت سے قدیم خاندانوں نے اپنے

Marfat.com

آبائی مذہب کو خیر باد کہہ دیا۔ اس سلسلہ میں مآثر الکرام کے مقدمہ میں بابائے اردو مولوی عبدالحق لکھتے ہیں [1]

"ایک بات تاریخی حیثیت سے اس تذکرہ میں نمایاں طور پر قابل لحاظ ہے کہ ان علماء و فضلائے بلگرام میں سے جن کا اس میں ذکر ہے ایک بھی اہل تشیع میں سے نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب شیعہ نے وہاں بعد کے زمانے میں رواج پایا"

حقیقت یہ ہے کہ سادات بلگرام نے معاشی اور معاشرتی مجبوریوں سے پہلے تقیہ اور پھر شیعیت اختیار کی اور آخر زمانے میں تو یہ رنگ بہت پختہ ہوگیا۔ یہاں کی تعزیہ داری نے دور و نزدیک شہرت پائی۔ بلگرام کے صرف ایک محلہ میدان پورہ کی تعزیہ داری کا حال ملاحظہ ہو [2]

"۱۰ محرم کو گیارہ بجے تک کل محلہ میدان پورہ کے تعزیئے جن کی فہرست درج ذیل معہ بنانے والوں کے ہے جو تعداد میں چوبیس، پچیس کے ہوتے اور ہمراہ منید تعزیہ کے گشت میں شامل رہ کر کربلا جاتے مشہور تعزیوں میں بیٹوں کا تعزیہ، کنجڑوں کا تعزیہ کرم میاں پیر زادہ کا تعزیہ، رسول بخش کا تعزیہ، حیدری نیچہ بند کے تعزیئے تھے اس کے بعد بزقصابوں گاؤ قصابوں، خیاطوں، معماراں، جوگیاں، نور باقاں، گاذراں کے تعزیے امام باڑے میں آکر شریک گشت ہوتے تھے اہل ہنود کے یہ لوگ تعزیہ

---

[1] مآثر الکرام جلد اول (مقدمہ) صفحہ ۱۴

[2] تاریخ خطہ پاک بلگرام از قاضی شریف الحسن بلگرامی ص ۲۵۸ و علی گڑھ سنہ ۱۹۶۰ء

بناتے تھے اور شریک عزاداری ہوتے تھے، الیشری شاہ بقال
ہیرالال سیورجی، سوہن بقال، گوکل تنبولی، لچھمن بقال، سوہن
نجار... قریب ۵ بجے دن کے جبکہ تعزیہ متصل مکان مولوی،
محمد عالم صاحب پہنچتا تو شیخ مظہر حسین مذکور مرثیہ۔

ع قتل جب رن میں ہوا سبط رسول الثقلین

خاص اپنے چیدہ بازوؤں کے ساتھ بہت شان سے پڑھتے
اس مرثیہ میں ہندی کے الفاظ کی ٹپیں ہیں جو بہت دردانگیز
اور بھلی معلوم ہوتی ہیں۔ اس مرثیے کے سننے کے واسطے تمام بلگرام
کے معززین اہل ہنود اور حکام ماں تحصیل و تھانہ آتے تھے مجمع نہایت
کثیر اور پر رونق ہوتا تھا، ہجوم مردماں کی وجہ سے مرثیہ خوان بمشکل
ایک دو ہاتھ سے زیادہ نہیں پڑھ سکتے تھے اس مرثیہ کا جواب بھی
اہل ہنود ہی پڑھا کرتے تھے بعدہٗ واپسی تعزیہ از کربلا تمام بندگوار و
اہالیان محلہ امام باڑہ میں موجود ہو کر غم امام علیہ السلام میں شریک ہوتے
اور مجلس شربت کی ہوتی اور یہی مجلس سوم اور چہلم کو کربلا میں ہوا
کرتی تھی۔

اودھ اور روہیل کھنڈ میں تعزیہ داری کا یہ رنگ بھی نوابان اور شاہان اودھ
کی ترغیب و تحریص اور ان کی سرپرستی کی وجہ سے پیدا ہوا، بلگرام کی تعزیہ داری
کی جو تفصیل بیان ہوئی ہے نام و مقام کو چھوڑ کر کم و بیش روہیل کھنڈ کے شہر و قصبات
میں بھی تعزیہ داری کا یہی انداز تھا۔ تقسیم ہندوستان سے قبل۔ آنولہ، بدایوں، اوجھانی

Marfat.com

بریلی، پیلی بھیت، رام پور اور امروہہ وغیرہ میں اسی زور شور سے تعزیہ داری ہوتی تھی۔ آج کراچی میں تقسیم کے بعد سے تعزیہ داری کا رنگ اس سے بھی چوکھا ہو گیا ہے بات ذرا آگے بڑھ گئی ذکر تھا صفدر جنگ کے جائدادوں کے ضبط کرانے کا آئینہ اودھ کے مؤلف ابوالحسن مانکپوری لکھتے ہیں۔

"سادات موضع بتی، برگنہ سہوہ و فتح پور خاص میں مقیم ہوئے مدت تک اولاد ان کی بہ مذہب آبائی (اہل سنت) قائم رہی لیکن بعہد ریاست ابوالمنصور خاں صفدر جنگ مذہب امامیہ اختیار کرتے گئے"۔[1]

"ان (سید غلام حسین ثانی ساکن بہرائچ) کے دو پسر غلام محمد و غلام رسول ثانی (ہوئے) یہ معاصر تھے نواب شجاع الدولہ بہادر کے بعد شکست بکسر کے بسبب صلح نامہ گورنمنٹ انگلشیہ سے ہوا نواب ممدوح الذکر نے حکم ضبطی کل معافیات صوبہ اودھ کا صادر کیا یہ دونوں بھائی بہ طمع بحالی معافی بہ تبدیلی مذہب آبائی (اہل سنت) پابند مذہب امامیہ ہو گئے"۔[2]

صفدر جنگ کے بعد شجاع الدولہ (ف ۱۱۸۸ھ / ۱۱۷۵ء) سریر آرائے حکومت ہوئے وہ اپنی مذہبی بالیسی میں اپنے والد بزرگوار کے سختی سے پابند رہے بلکہ ان کے زمانے

---

[1] آئینہ اودھ از ابوالحسن مانک پوری صفحہ ۱۱۰ (مطبع قطاعی کانپور ۱۸۸۰ء)

[2] آئینہ اودھ صفحہ ۱۵۵

Marfat.com

میں یہ پودا اور بھی برگ و بار لایا۔ انہوں نے فرخ آباد کے بنگش اور روہیل کھنڈ کے روہیلہ حکمرانوں کا پورے طور سے استیصال کیا۔ احمد خاں بنگش کے صاحبزادے نواب نواب دلیر ہمت خاں مظفر جنگ (ف ۱۷۹۶ء) کے زمانے میں ۱۷۷۲-۷۳ء میں ریاست فرخ آباد شجاع الدولہ کے ماتحت ہوگئی اور ۱۷۷۳ء نواب مظفر جنگ نے باقاعدہ شیعہ مسلک اختیار کر لیا۔ لوح تاریخی (تصنیف ۱۲۵۵ھ) کے مولف منور علی خاں لکھتے ہیں:

"کول (علی گڑھ) کی راہ میں ایک قصبہ جلالی ہے کہ سید اس میں رہتے ہیں وہاں محرم کا چاند دکھائی دیا تب نواب شجاع الدولہ نے وہیں قیام کیا اور تعزیہ داری وہیں کی۔ امام باڑہ کپڑے کا کھڑا کیا گیا اور چاندی کے تعزیے رکھے گئے جو امیروں کے ہمراہ رہتے ہیں رہتے ہیں۔ چنانچہ نواب مظفر جنگ اس مقام پر شیعہ ہوئے۔"

شجاع الدولہ نے جلالی میں ایک صاحب حکیم خیرات علی کے امام باڑے کے لئے چار گاؤں مال پور، کمال پور، تورتہ اور نزولی معاف کئے۔[۲]

۱۷۷۴ء میں شجاع الدولہ نے انگریزوں کی مدد سے روہیلوں پر چڑھائی

---

[۱] لوح تاریخی از منور علی خاں ورق ۱۲۰ (قلمی، سال کتابت ۱۲۷۳ھ)
(مخزونہ مسلم یونیورسٹی لائبریری، علی گڑھ)

[۲] حیات حافظ رحمت خاں از سید الطاف علی بریلوی صفحہ ۲۵۹
(طبع ثانی، کراچی ۱۹۶۲ء)

کردی، روہیلہ سردار حافظ الملک حافظ رحمت اللہ خاں مہراں پور کٹرہ کی جنگ میں شہید ہوئے۔ تمام ریاست روہیل کھنڈ پر شجاع الدولہ کا قبضہ ہو گیا اور اس کی ایک دیرینہ آرزو پوری ہو گئی۔ اہل روہیل کھنڈ کو سخت مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ شہر و قصبات بری طرح تاراج کئے گئے، امراء درؤسا اور علماء مشائخ کو سخت تکلیفیں اٹھانی پڑیں شعائر اسلامی کی اعلانیہ بے حرمتی کی گئی۔ مشیو پرشاد کی کتاب فرح بخش کے حوالہ سے نجم الغنی خاں لکھتے ہیں [1]

"مسجدوں، مدرسوں، خانقاہوں اور مقبروں میں تلنگے گوبر سے چوکا دیتے اور کھانا پکاتے ہیں، آنولہ نواب علی محمد خاں کے عہد میں دارالاسلام تھا اور نواب ممدوح نے بڑی کوشش کے ساتھ آبادی میں ترقی دی تھی قلعہ اور مسجدیں تعمیر کرائی تھیں الغرض کی دینداری پر بلاد اسلام کو رشک تھا شجاع الدولہ کی فتح کے بعد اس شہر کی یہ نوبت پہنچی کہ آخوند محمد رحیم کی مسجد میں جو ایک مقدس اور مجتہد شخص تھے رنڈیاں اور فاحشہ عورتیں رہنے لگیں اور اعلانیہ ان میں بلبیڑ کمر کسب کرتیں بار تعلی میں مشغول رہتیں ان سے کوئی یہ تعرض نہیں کرتا کہ تم مسلمانوں کے ایک مقدس مقام میں ایسا کیوں کرتی ہو"

شجاع الدولہ نے فتح روہیل کھنڈ کے سلسلہ میں مشہور حق گو صوفی، شیخ، پیرزادہ مدد کی جائداد ضبط کر لی اور ان کو قید کر دیا، قید ہی میں ان کا انتقال ہوا یہ وہی شاہ

---

[1] تاریخ اودھ جلد دوم از نجم الغنی خاں صفحہ ۲۷۱ نولکشور پریس لکھنؤ سنہ ۱۹۱۹ء

مدن ہیں جن کے متعلق مشہور ہے ؎

بڑھائی شیخ نے داڑھی اگرچہ سن کی سی
مگر وہ بات کہاں مولوی مدن کی سی

ضبطی جائداد کے سلسلہ میں ہم عصر مؤرخ منشی فیض بخش بن غلام سرور کاکوروی مرتب " رقعات " رقعات لچھمی نرائن " لکھتے ہیں [1]

" بعد انقضائے مدت دہ سال کہ صحبت شاہ مدن بجہات شتی کہ اظہار آں محض طول مقال است از وزیر الممالک نواب شجاع الدولہ بہادر برہم خورد و دہیات جاگیر انشیاں کہ قریب بہ حاصل یک لکھ روپیہ بود بہ ضبط سرکار دولت مدار درآمد شاہ موصوف بایں ہمہ طنطنہ مشیخت و سیادت محبوس زنداں شدند "

اس سلسلہ میں مزید تفصیل نامہ مظفری میں ملاحظہ ہو [2]

" شجاع الدولہ کے سالے نواب سالار جنگ جو بہو بیگم کے بھائی تھے وہ نہایت متعصب، حاسد شخص تھے شاہ (مدن) صاحب کے احترام سے انہیں دلی عناد تھا اکثر وہ شجاع الدولہ کے دل میں شاہ صاحب کی برائیاں جماتے تھے شاہ صاحب حافظ الملک کے سرور طرفدار تھے۔

---

[1] رقعات لچھمی نرائن مرتبہ منشی فیض بخش بن غلام سرور کاکوروی صفحہ ۵ مطبع جعفری، کانپور ۱۲۷۸ھ

[2] نامہ مظفری حصہ دوم از منشی محمد مظفر حسین خاں صفحہ ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲ مطبع مجتبائی لکھنؤ ۱۹۱۷ء

Marfat.com

کیونکہ حافظ الملک شاہ صاحب کے ارادت مند تھے بلکہ بعض راوی، حافظ صاحب کو شاہ صاحب کا مرید بتلاتے ہیں اس وجہ سے شجاع الدولہ نے شاہ صاحب پر حافظ الملک سے سازش رکھنے کا الزام لگایا اور ان کی جاگیرات ضبط کرلیں اور اسی پر اکتفا نہ کی بلکہ یہاں تک ظلم کیا کہ شاہ آباد کے قیام میں اثاث البیت اور مستورات کے زیورات تک شاہ صاحب سے منگوا لئے اس کے چھ ماہ کے بعد شاہ مارن صاحب نے انتقال کیا شاہ صاحب کے صبر اور حافظ الملک کے خون ناحق نے شجاع الدولہ کو ایک سال بھی خوشی نصیب نہ ہونے دی حافظ الملک کے قتل کرنے کے نو مہینے بعد اور شاہ مارن صاحب کے انتقال کے تین ماہ کے بعد عین شباب میں ۴۵ برس کی عمر میں ۲۴ ذیقعدہ ۱۱۸۸ھ کو شجاع الدولہ نے انتقال کیا۔"

شجاع الدولہ کے عہد کے دو واقعات کی طرف اشارہ کرنا اور ضروری ہے کہ اس کے عہد میں اس زمانے کے دو نامور فاضل ملا عبدالعلی بحرالعلوم (ف ۱۲۲۵ھ / ۱۸۲۰ء) اور ملا محمد حسن فرنگی محلی (ف ۱۱۹۹ھ / ۱۷۸۴ء) اختلاف عقائد کی وجہ سے لکھنؤ سے خارج البلد کئے گئے، اور ان ہستیوں کو پھر کبھی اپنا وطن دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ ملا عبدالعلی بحرالعلوم نے ساری عمر شاہجہان پور، رام پور، ہگلی اور پٹنہ میں غریب الوطنی میں گزاری اور وہیں ہی میں پیوند خاک ہوئے ملا محمد حسن نے رام پور میں سکونت اختیار کرلی اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔ لکھنؤ کی سرزمین ان افاضل پر فخر کرتی ہے مگر یہ حقیقت یہی ہے کہ اہل لکھنؤ اور حاکم لکھنؤ (شجاع الدولہ) نے ان کے ساتھ کیسا ننگ انسانیت سلوک

Marfat.com

کیا ع آسمان راحق بود گر خوں ببارد برزمین

ملا عبدالعلی بحرالعلوم کے سلسلہ میں مولانا فضل امام خیرآبادی لکھتے ہیں [1]

"بعدازاں بہ سببے از اسباب از لکھنؤ برآمدہ چندے در رام پور

ماند وآنجا بہ افادہ وافاضہ پرداختند"

مؤلف اغصان اربعہ اس سبب کی کسی قدر نشان دہی کرتے ہیں [2]

"در اوائل حال او (ملا عبدالعلی بحرالعلوم) را سانحۂ عظیمے در وطن

پیش آمد، بہ سبب آں صورت قیام در آنجا مناسب نہ دیدہ، ہر چند

اعانت و امداد از خویشاں و عزیزاں درخواست، آنہا ہم شریک

اور گشتند لاکن گفتند کہ ما یاں مدام در خانہ نمی باشیم ... ملا مذکور

فساد ارباب شہر دیدہ قیام دریں شہر نتوانست و راہی شاہجہان پور

گشت حاکم آنجا حافظ رحمت خاں مرحوم آمدن فرزند مولانا نظام الدین

در ملک خود غنیمت دانست بکمال اعزاز و اکرام اور گرفتہ وجہ

معقول برائے مصارف طلبہ علم مقرر ساخت و نواب شاہجہاں پور عبداللہ

خاں مرحوم آمدہ اندرون قلعہ در حویلی خود اورا جا داد تا حیات حافظ

رحمت خاں مرحوم ہماں جا سکونت داشت"

[1] تراجم الفضلاء از فضل امام خیرآبادی صفحہ ۱۲ (پاکستان ہسٹاریکل

سوسائٹی، کراچی ۱۹۵۶ء)

[2] اغصان الاربعہ للشجرہ الطیبہ از ولی اللہ لکھنوی صفحہ ۱۲۲ - ۱۲۳

مطبع کارنامہ فرنگی محل لکھنؤ ۱۲۹۸ھ / ۱۸۸۱ء)

Marfat.com

واقعہ یہ تھا کہ بلگرام کا ایک رئیس نورالحسن خاں ملا بحرالعلوم کے مدرسہ کے پاس ان کے ایک عزیز مولوی محب اللہ کے مکان میں علاج کی غرض سے مقیم تھا محرم کا مہینہ آگیا اس رئیس نے وہاں تعزیہ منگوایا اس بات پر جھگڑا ہوگیا، بحرالعلوم کی جان کے لالے پڑ گئے ان کو لکھنؤ چھوڑنا پڑا اور پھر کبھی وطن نصیب نہ ہوا۔

ملا حسن بھی اسی نوع کے قضیے میں لکھنؤ سے نکالے گئے، مؤلف اعصان الاربعہ لکھتے ہیں [1]

"بشرارت بعضے از حساد مفسدۂ عظیم در وطن رسیدہ کہ در آں اہلاک خود را مشاہدہ ساخت وطعام وطن ممکن ندانستہ راہی روہیل کھنڈ شد وبقیۂ عمر در حمایت حکام آں ملک بسر برد و در رام پور وفات یافت"

شجاع الدولہ کے بعد نواب آصف الدولہ (ف ۱۲۱۲ھ / ۱۷۹۷ء) مسند نشین حکومت ہوئے چونکہ فتح روہیل کھنڈ کے بعد جلد ہی شجاع الدولہ کا انتقال ہوگیا تھا لہٰذا نظم ونسق کے قیام کی تمام پالیسی آصف الدولہ کو وضع کرنی پڑی، آصف الدولہ نے بڑی حد تک اپنے باپ اور دادا کی روایات کو برقرار رکھا، قدیم جاگیرداروں کی جاگیریں ضبط ہوئیں۔ روہیلوں کے مرکزی مقامات کے محلات اور سرائیں ضبط ہوکر ان شیعہ عمال اور افسران کو ملیں جو آصف الدولہ کی طرف سے ان مقامات پر مقرر ہوئے آنولہ میں نواب علی محمد خاں کے قلعہ میں شیعہ سادات آباد کئے گئے یہ لوگ ۱۹۴۷ء تک قلعہ کے ایک حصہ چوبرجی میں قابض و دخیل رہے، تقسیم

---

[1] اعصان الاربعہ صفحہ ۸

Marfat.com

ہند کے بعد یہ تتر بتر ہو گئے، سید الطاف علی بریلوی لکھتے ہیں [1]

"شاہان اودھ کے عہد حکومت میں اہل تشیع حضرات کی مہذب و
ذی علم آبادی کا کافی اضافہ ہوا روہیل کھنڈ کے ہر ایک ضلع میں ہمارے
ان بھائیوں کے مشہور خاندان آکر سکونت پذیر ہو گئے اور حکومت
جانب سے ان کو معقول زمینداریاں اور جاگیریں عطا کی گئیں۔ بریلی
میں حسینی باغ گزری کی مسجد اور آصف الدولہ کا کالا امام باڑہ وغیرہ
اسی عہد کی مشہور یادگاریں ہیں۔"

محرم کی عزاداری کے سلسلہ میں بریلوی صاحب رقمطراز ہیں [2]

"سرزمین روہیل کھنڈ میں موجودہ زمانے کی سی دھوم دھام کی محرم
داری جس میں باجے تاشے، نوبت، علم، تخت، تعزیوں وغیرہ کے جلوس
نکالے جاتے ہیں اس کا روہیلوں کے دور حکومت یا اس سے قبل کے
زمانے میں جہاں تک تحقیق کی گئی، وجود نہیں ملتا، اس قسم کی تعزیہ داری کا سلسلہ
بعد شہادت حافظ الملک والیانِ اودھ کے بست و ہفت سالہ عہد
سلطنت میں شروع ہوا، کالا امام باڑہ تعمیر کردہ نواب آصف الدولہ
اور بریلی میں شیعہ حضرات کی دوسری عمارتیں بھی اسی زمانے کی یادگار ہیں"

بسولی میں نواب دوندے خاں کا تعمیر کردہ شیش محل تھا اس کی ایک پرانی محل
سرا میں میر اشرف علی کو مقیم کیا جو شجاع الدولہ کے زمانے میں ایران سے وارد لکھنؤ

---

[1] حیات حافظ رحمت اللہ خاں (طبع دوم)، صفحہ ۴۱۸

[2] حیات حافظ رحمت خاں (طبع دوم)، صفحہ ۳۳۵—۳۳۶

Marfat.com

ہوئے تھے، ان کی اولاد تقسیم ملک تک اس محل سرا میں رہتی تھی اور یہ حصہ حویلی سادات
. . . . کہلاتا تھا۔ اس خاندان کے آخری نمائندے سید محمود علی تھے۔ قیام پاکستان کے بعد
بسولی میں وہ فوت ہوئے۔ اسی طرح اودھیانی کا قلعہ جو نواب عبداللہ خاں ولد نواب
علی محمد خاں کا تعمیر کردہ تھا وہ بھی شیعہ سادات کو ملا۔ اس خاندان کے آخری آدمی سید رشید
علی بن سید حمزہ علی تھے، آصف الدولہ کے زمانے میں اودھیانی میں محلہ سا ہر کارہ، ایک وسیع
اور عالی شان امام باڑہ بھی بنا تھا نواب آصف الدولہ نے خادم حسین خاں متولی امام باڑہ
کو چھ گاؤں برائے امام باڑہ وقف کئے تھے، اس امام باڑہ کی تمام عمارت ختم ہو گئی صرف
صدر دروازہ باقی ہے اس خاندان کے آخری آدمی مرزا صفدر حسین تھے جو کراچی میں اندھے
ہو کر مرے انہوں نے امام باڑہ کی تمام موقوفہ جائداد موضع ننا کھیڑہ اور پیر پور ضلع بدایوں
بیچ کر خورد برد کر دی تھی۔

غرض کہ آصف الدولہ کے دور میں روہیل کھنڈ میں اثنا عشری مسلک کی خوب
نشر و اشاعت ہوئی۔ حکومت کی طرف سے تحریص و ترغیب اور تنبیہ و تخویف کے حربے
بھی استعمال کئے گئے، گزیٹیر مراد آباد کا درج ذیل اقتباس ملاحظہ ہو[1]

"اکبر کے عہد سے (نوابان) اودھ کے تسلط و حکومت کے ابتدائی زمانہ
تک) امروہہ کے تمام سید موخر الذکر مذہب (اہل سنت و جماعت)
کے پابند تھے نوابان اودھ چونکہ بذات خود غالی شیعہ تھے اس لئے امروہہ
کے بہت سے سیدوں نے اپنا قدیم مذہب ترک[2] (شیعیت)

---

[1] گزیٹیر مراد آباد صفحہ ۱۸۴ (مطبوعہ الہ آباد ۱۹۱۱ء) [2] گزیٹیر کا یہ بیان درست نہیں کہ ان
کا قدیم مذہب شیعہ تھا بلکہ ان کا قدیم مذہب اہل سنت و جماعت تھا۔

Marfat.com

پھر اختیار کر لیا اور اس طرح تبدیل مذہب کرنے سے انہیں بہت سے دنیوی فوائد بھی، صحرائی و سکنائی جائداد و املاک کے حصول کی صورت میں حاصل ہو گئے۔

اس سلسلہ میں آل حسن بخشی مؤلف نخبۃ التواریخ کا بیان ملاحظہ ہو[1]

"سید علی احمد در ابتداء مذہب قدیم اہل سنت و جماعت داشت چوں او را و ہم دیگر سادات جاگیرداران امروہہ را پئے استخلاص محال جاگیر ضبط کردۂ نواب آصف الدولہ کہ در آں وقت متصرف ایں ممالک بود اتفاقاً بہ لکھنؤ افتاد و چند گاہ آنجا اقامت اختیار کردند و صحبت ہائے شیعان آنجا کہ معادن کار آناں بودند، بر داشتند، الصحبۃ مؤثرۃ" مذہب تشیع اختیار کردند پیش ازو دریں سلسلہ کسے متہم بہ شیعیت نہ شد"

مولوی محب علی خاں عباسی مؤلف آئینہ عباسی اس مسلک کی اشاعت کا چشم دید حال اس طرح بیان کرتے ہیں[2]

"اس شہر (امروہہ) میں بعد سالار غازی کہ آٹھ سو برس ہوئے ہوں گے اہل اسلام سادات و شرفاء بود و باش رکھتے ہیں سب کا ایک مذہب اہل سنت و جماعت تھا جیسا کہ آثار و اطوار و تصانیف و اخبار سے بخوبی

---

[1] بحوالہ تاریخ امروہہ جلد اول از محمود احمد عباسی صفحہ ۲۶۹ دہلی سنہ ۱۹۳۰ء

[2] بحوالہ تاریخ امروہہ جلد اول صفحہ ۲۷۸

ثابت ہے اب عرصہ ۷۵ برس سے بوجہ آنے عملداری نواب وزیر کہ وہی
اس مذہب کا موجد ہندوستان میں ہے بفحوائے الناس علیٰ دین ملوکھم
بعض بعض نے بہ طمع نفسانی اپنے بزرگوں کا مذہب چھوڑ کر تشیع اختیار کیا
اب ہمارے سامنے اس مذہب کی ترقی ہوئی"

جنہوں نے نوابانِ اودھ کے مذہب کو قبول نہیں کیا ان کا کیا حشر ہوا اس کی داستان بھی سُنیے مؤلف تذکرہ کاملان رام پور، علی برادران (مولانا محمد علی و شوکت علی مرحومین) کی نانہال کے سلسلہ میں رقمطراز ہیں [1]

"اودھ کے تسلطِ روہیل کھنڈ کے وقت امروہہ کے امراء نے تبدیل مذہب اور حاضری دربار کی بدولت اپنی جاگیروں کو قائم رکھا اس خاندان میں سے کوئی سلطنت اودھ کے دربار میں شریک نہیں ہوا اس لئے کثیر حصہ جائداد کا ضبط ہوگیا۔

بدایوں میں حکومت اودھ کی طرف سے ۱۷۷۴ء میں خواجہ آفتاب خاں پہلا عامل مقرر ہُوا اور اپنے پیش رو فتح خاں خانساماں (ف ۱۱۸۷ھ / ۱۷۷۲ء) کی حویلی میں مقیم ہوا۔ کیونکہ فتح خاں کا خاندان قید ہو کر لکھنؤ اور الہ آباد پہنچ چکا تھا اسی زمانے سے بدایوں میں تعزیہ داری شروع ہوئی شیعہ حکام کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے تعزیہ داری کے جلوس حکام کی قیام گاہ محلہ بھاجی ٹولہ (حسینی گلی) سے نکالے گئے خواجہ آفتاب کے بعد مسلمان عاملوں میں خواجہ عین الدین، مہدی علی خاں، الماس علی خاں اور

---

[1] تذکرہ کاملان رام پور از حافظ احمد علی خاں صفحہ ۱۳۰

Marfat.com

حسین علی خاں آئے [1] ان شیعہ حکام کے قیام کی غرض سے اس گلی سے خاص طور سے تعزیہ داری کے جلوس گزرتے شروع ہوئے اور ان کے قیام کی وجہ ہی سے اس گلی کا نام "حسینی گلی [2] پڑ گیا خواجہ عین الدین اس مسلک میں بڑے غالی تھے [3]

"(وہ ائمہ اطہار سے بے حد محبت رکھتا تھا۔ یہ روایت مشہور ہے کہ عشرہ محرم میں معمول تھا کہ عاشورے کو تمام مال و متاع و نقد و جنس اور عمارات اور زن و مرد بلکہ اپنی ذات سمیت جناب سید الشہداء کے نام خیرات کر دیتا تھا اور پھر قرض اوہار سے زر نقد پہنچا کر مول لیتا تھا جس جگہ تھوڑے دنوں کے لئے جاتا تو امام باڑہ اور مسجد کی پہلے نیو ڈالتا"

---

[1] عمدۃ التواریخ (تاریخ بدایوں) از مولوی عبدالحئی صفا بدایونی صفحہ ۳۸ - ۳۹
(مطبع مطلع العلوم مرادآباد ۱۸۷۹ء)

[2] بدایوں کے اس تاریخی کوچہ "حسینی گلی" کی طرف ذرا اشارہ کرنا ضروری ہے ۱۸۸۶ء و ۱۸۷۷ء میں مسٹر لیمب کلکٹر ضلع بدایوں کے زمانے میں عشرۂ محرم اور دسہرہ ایک ساتھ پڑے ہندو اور مسلمانوں کے درمیان بعض امور پر جھگڑا ہوا، ہندو مانع تھے کہ اس گلی سے تعزیے نہ نکلیں مسلمان مصر تھے کہ حسب معمول نکلنے چاہئیں واقعہ یہ ہے کہ یہ محلہ اور راستہ قطعاً ہندوؤں کی بستی ہے صرف ایک دو مکان مسلمانوں کے، ایک مسجد اور ایک مزار اس گلی میں ضرور واقع ہیں، اس جھگڑے کے موقعہ پر مسٹر نیل کمشنر روہیل کھنڈ کے معاینہ کے وقت مسلمانوں نے اس مزار کا فرضی نام "سید حسین شہید" رکھ کر اسی نام سے "حسینی گلی منسوب کیا تنقیح طلب امر یہ ہے کہ یہ محلہ پورا ہندوؤں کا ہے اس راستے سے مسلمانوں کے علم، تعزیے اور جلوس کیوں نکلے جبکہ وہ محلہ میں آباد بھی نہیں شہر کے اور راستے ہو سکتے تھے واقعہ یہ ہے کہ اودھ کے شیعہ حکام کی وجہ سے تعزیہ داری کے جلوس اسی گلی سے نکلے اور اسی وجہ سے اس گلی کا نام "حسینی گلی" پڑا [3] تاریخ اودھ جلد سوم صفحہ ۱۵۲

Marfat.com

بدایوں میں اس مسلک کی ترویج و اشاعت کے متعلق مولوی محمد سلیمان بدایونی (ف ۱۹۶۳ء) اپنے ایک مقالہ "بدایوں کے اہل تشیع" میں لکھتے ہیں [1]

"صورت سنگھ نے بدایوں کا چارج لے کر اندازہ کیا کہ عوام کی تالیف قلوب عطیات سے کی جاوے اور علماء میں سے بھی انتخاب کر کے مخالفت کی آواز کو بالکل نہ اُٹھنے دیا جائے چنانچہ اس کی نظر انتخاب مفتی محمد علی صدیقی حمیدی اور مولوی محمد علی عثمانی پر پڑی، مولوی صاحب (محمد علی عثمانی) نے موضع شادی پور تحصیل داتا گنج میں معافی کی اراضی لے کر سکوت اختیار کر لیا۔

مفتی صاحب نے علاوہ ہدایا اور عطایا کے حکومت کا مذہب بھی اختیار کر لیا اور ان کی اولاد اس وقت تک شیعیت پر قائم ہیں مفتی جی کی ترویج شیعیت سے ان کے اکثر عم زادوں نے شیعیت اختیار کی مفتی جی کے بیٹے مفتی مظفر علی نے "عروج الشیعہ فی البدایوں" لکھی ایک امام باڑہ تعمیر کرایا جو بڑا امام باڑہ کہلاتا ہے یہ میرے مکان کی شمالی حد تھا اس امام باڑے کے نام موضع خیر پور [2] تحصیل بدایوں میں معافی عطیہ

---

[1] بدایوں کے اہل تشیع از مولوی محمد سلیمان بدایونی صفحہ ۶، سائیکلو اسٹائل کاپی، کراچی سنہ ۱۹۵۹ء مملوکہ محمد ایوب قادری

[2] اس امام باڑے کیلئے خیر پور (ضلع بدایوں) میں ۲۲۱ ایکڑ اراضی وقف تھی، ملاحظہ ہو بدایوں کی معافیات کا دخل نامہ مورخہ ۹ اگست ۱۸۵۵ء جاری شدہ صدر بورڈ آف ریونیو شمالی مغربی صوبہ آگرہ و محمد ایوب قادری

Marfat.com

نواب آصف الدولہ ہے ،،

اسی زمانے میں بدایوں کے مشہور شاعر ظہور اللہ خاں نوادر (سنہ ۱۲۴۶ھ / ۱۸۲۶ء) ولد مولوی علی دلیل اللہ صدیقی حمیدی نے بھی اثنا عشری مسلک اختیار کر لیا تھا۔ نوا مدتوں لکھنؤ۔ حیدرآباد اور ایران کے درباروں میں رہے۔ ان ہی درباروں کے اثر سے یہ مسلک اختیار کیا ہوگا۔ بدایوں میں ایک اور امام باڑہ (سنہ ۱۲۲۱ھ / ۱۸۰۶ء) میں تعمیر ہوا ضلع بدایوں کے قصبہ اسلام نگر میں بھی شیعہ سادات عہد آصفی کی یادگار ہیں اسلام نگر میں ایک امام باڑہ بھی تھا۔ شیعہ سنی تعلقات کے سلسلہ میں مولوی محمد سلیمان بدایونی لکھتے ہیں [1]

"بدایوں میں شیعہ سنیوں میں اس وقت تک باہم دگر شادی و بیاہ ہوتے ہیں عموماً شیعہ لڑکیوں کی اولاد شیعہ ہوتی ہے اور اکثر سنی لڑکیاں اپنے خاوندوں کے مذہب پر شیعہ ہو جاتی ہیں۔ بدایوں شہر (حدود میونسپلٹی) کا کوئی سید، شیعہ نہیں ہے جتنے بھی ہیں شیخ صدیقی ہیں نہ حیدری نہ علوی نہ جعفری"

نواب آصف الدولہ نے سنہ ۱۲۰۹ھ / ۱۷۹۴ء میں رام پور پر چڑھائی کی اور ریاست کا ایک حصہ ضبط کر لیا اس واقعہ کی تہہ میں بھی مذہبی جذبہ کارفرما تھا نواب فیض اللہ خاں کے انتقال کے بعد ان کے فرزند نواب محمد علی خاں مسند نشین ریاست ہوئے چونکہ وہ آصف الدولہ کے دربار لکھنؤ میں رہے تھے اس لئے نواب کی ترغیب سے انہوں نے شیعہ مذہب اختیار کر لیا تھا انہوں نے سریر آرائے حکومت ہونے کے بعد لکھنؤ کے آئین و قانون رعیہ پٹھانوں پر جاری کئے انہوں نے غلام محمد خاں کو شریک بنا کر محمد علی خاں کو ختم کر دیا۔ بس پھر کیا تھا

---

[1] بدایوں کے اہل تشیع صفحہ ۸

Marfat.com

انگریزوں کو ساتھ لے کر آصف الدولہ نے فوج کشی کی اور مقتول کے صاحبزادے احمدی خاں کو مسند نشین کیا۔ اسی زمانہ سے رام پور میں شیعیت کا زور ہوا اور نواب کلب علی خاں کو چھوڑ کر رام پور کے تمام نواب اثنا عشری ہوئے، نواب محمد سعید خاں کے زمانے میں شاندار امام باڑہ تیار ہوا۔

مارہرہ ضلع ایٹہ کا مشہور قصبہ ہے یہاں پیرزادوں کا ایک قدیم مشہور خاندان ہے جس میں نامی گرامی مشائخ گذرے ہیں۔ ان کا تعلق بلگرام کے سادات سے ہے۔ ان میں اثنا عشری مسلک کی ترویج کے سلسلہ میں اسی خاندان کے ایک مؤرخ مولوی سید محمد میاں مارہروی لکھتے ہیں[1]

"ہمارے اسلاف کرام اور ان کے اخلاف فخام سب بحمداللہ تعالیٰ ہمیشہ سے دین اسلام و مذہب مہذب اہل سنت و جماعت سے آراستہ و پیراستہ چلے آئے تھے اور اپنے اس دین متین و مذہب مہذب میں تعصب و تغلب کو مقبول و محمود جانتے اور مانتے اور بتاتے رہتے تھے اور اگرچہ اودھ کی رافضی سلطنت کے قرب اور اثر سے بلگرام اور اس کے نواح کے مقامات میں رہنے والے بعض ہماری نسل کے منتسبین میں شیعیت کا دخل ایک عرصۂ کثیر و دراز سے ہوگیا تھا جو باامتداد زمانہ بڑھتا رہا مگر بحمدہٖ تعالیٰ ہمارے اجداد کرام کے علم و عمل ظاہری و باطنی اور ان کی پختگی دین و مذہب و حفاظت شریعت نے ہمارے مارہرہ کی نسل میں اس ضلالت

---

[1] خاندان برکات از مولوی سید محمد میاں صفحہ ۸۱ - ۸۲ (مطبوعہ حسنی پریس بریلی سنہ ۱۹۲۵ء)

Marfat.com

کو داخل نہ ہوتے دیا جہاں تک معلوم ہوتا ہے اول جما میاں صاحب[1]
لکھنؤ اور پورب کی صحبتوں سے اس طرف مائل ہوئے اور اب ان کی باغ بخچہ
کی نسل کی جو حالت ہے وہ میں اوپر بتا چکا ہوں اور حضرت سید شاہ
آل حسین بچے میاں صاحب قدس سرہ کے بعد ان کے دوسرے بیٹے
سید محمد تقی خاں صاحب سے ان کی نسل میں بھی شیعیت کی کچھ کچھ داغ
بیل پڑنا شروع ہوئی اور اب فقیر کے علم میں اس نسل کا کوئی بھی ایسا نہیں
جو شیعہ بتفاوت مراتب نہ ہو اور ہمارے حضرات کی صاحبزادیوں کی بھی
جو نسل مارہرہ سے باہر کوات، بلگرام، باڑی سانڈی وغیرہ میں ہے
ان میں بھی ایک عرصہ سے شیعیت گھس گئی ہے۔"

چونکہ آصف الدولہ کے دور میں علاقہ روہیل کھنڈ میں خاص طور سے اثنا عشری
مسلک کی تبلیغ و اشاعت ہوئی اس لئے ہم نے اس کا قدرے تفصیلی جائزہ لیا ہے آصف
الدولہ کو ان کے نائب سرفراز الدولہ نواب حسن رضا خاں کی وجہ سے اس معاملہ میں خاصی
دلچسپی تھی مولوی سید عبدالحی مصنف گل رعنا لکھتے ہیں[2]

"نواب آصف الدولہ کے زمانے کا یہ کارنامہ بھی یاد رکھنے کے قابل
ہے کہ لہو و لعب میں مشغول ہونے کے ساتھ مذہب تشیع کی اشاعت میں انہوں

---

[1] جما میاں کا نام آل امام بن آل برکات ہے ۱۱۹۴ھ میں پیدا ہوئے ۸ رمضان ۱۲۴۵ھ
میں فوت ہوئے تفصیل کے لئے دیکھئے خاندان برکات ۲۴ - ۲۵

[2] گل رعنا از مولوی عبدالحی صفحہ ۱۵۲ - ۱۵۳

Marfat.com

نے دل سے کوشش کی ان کے نائب حسن رضا خاں بھی مذہبی آدمی تھے وہ بھی اسی کوشش میں لگے رہتے تھے ان کی کوششوں سے ہزاروں خاندان سُنّی سے شیعہ ہو گئے اور ان کو جاگیریں ملیں اور جو اپنی ضد پر قائم رہے ان کی جاگیریں، جو شاہان مغلیہ کے وقت سے چلی آتی تھیں ضبط کی گئیں۔"

سید غلام علی نقوی مصنف عماد السعادت لکھتے ہیں[1]

"بانی جمعہ و جماعات و اثنا عشریاں در لکھنؤ او (حسن رضا خاں) بود است در ہیچ شہرے از شہر ہائے ہندوستان نماز جمعہ و جماعت و مذہب امامیہ رائج نبود بلکہ کسے را گمانِ ایں ہم نہ بود کہ در ایران و بلاد عرب نماز جماعت در عشریاں گزاردہ می شود"

سید کمال الدین حیدر مشہدی اس واقعہ کو قدرے تفصیل سے لکھتے ہیں[2]

"دوسرا امر عنات دینی یہ ہوا کہ لکھنؤ میں سو منیجر برائے نام شیعہ تھے۔ اور اپنی عدم واقفیت سے اعمال عوام خلاف بھی کرتے تھے اس قدر ضروریات مذہب سے آگاہ نہ تھے اور بعض جواز راہ علم واقف تھے طریقہ ہدایت پند و عظ و جماعت نماز علی الرؤس الاشہاد نہ کہہ سکتے تھے ہر چند اپنے ایمان میں کامل تھے یہ ترقی شریعت محمدی کی فقط مرزا حسن رضا خاں کی جہت سے ہوئی اتفاقاً اسی زمانے میں مرزا جواں بخت شاہزادے (فرزند

---

[1] عماد السعادت از سید غلام علی نقوی صفحہ ۳۷؛ نولکشور پریس لکھنؤ ۱۸۶۴ء

[2] قیصر التواریخ جلد اول صفحہ ۱۱۳، ۱۱۴ نولکشور پریس لکھنؤ ۱۸۹۶ء

Marfat.com

شاہ عالم ثانی، مہمان جناب عالی (آصف الدولہ) تھے کس واسطے کہ وہ
سنی تھے پہلے نماز جمعہ جماعت میں جناب عالی (آصف الدولہ) بھی شریک
ہوئے جناب غفرآں مآب سید دلدار علی زیارت عتبات عالیات اور تحصیل
کتب فقہ امامیہ اور اجازت جہاد (اجتہاد؟) جناب میر سید علی صاحب
طباطبائی لے کر آئے تھے صالحین و مقدسین جو اس زمانے میں صاحب
احتیاط مشہور تھے ان کے صلاح و مشورہ سے جناب غفران مآب کا جانا بھی
عتباتِ عالیات کا ہوا تھا نظر باحتیاط امامت نماز اپنی گوارا نہ کی ان کے
واسطے تجویز کی تھی ورنہ جناب غفران مآب مرزا حسن رضا خاں کے بیٹے
کے معلم تھے غرض غفران مآب پیشوا و مقتدائے مومنین ہوئے چنانچہ ان کے
فیضان صحبت سے بہت سے شیعہ نکلے بہت سے شاگرد رشید ہوئے جن
کی تعلیم و تلقین سے اکثر جاہل ناواقف اپنے اعمال خلاف سے باز رہے توفیق
ہدایت پائی اور رواج درس و تدریس و تصانیف ہونے لگا اور دستخط احکام
مسائل اثنا عشریہ جاری ہوئے۔"

"صالحین و مقدسین" کی نشان دہی کرتے ہوئے سید عبدالحئی لکھنوی لکھتے ہیں[1]
"شاہ اکبر علی چشتی مودودی کے مشورہ اور ملا محمد علی فیض آبادی کی تحریک
سے نواب حسن رضا خاں نے جمعہ و جماعت قائم کر کے سب سے پہلے مولوی
سید دلدار علی نصیر آبادی کے اقتدا میں ۱۳ رجب ۱۲۰۰ھ کو نماز ادا کی

---

[1] محل رعنا صفحہ ۱۵۴

Marfat.com

یہ پہلا دن ہے کہ وسط ہند میں شیعوں نے اپنا جمعہ وجماعت علیحدہ کر لیا

نائب امام کی حیثیت سے مجتہدین کے ہاتھ میں زمام مذہب دی"

ملا محمد علی فیض آبادی کی مساعی جمیلہ کے سلسلہ میں مولوی مرزا محمد علی مؤلف نجوم السماء لکھتے ہیں [1]

"وقتیکہ جناب غفران مآب دریں بلاد بنائے اقامت جمعہ وجماعت فرمودہ واشاعت شعائر شریعت نمودہ، باعث آں ملا علی مذکور شد کہ بہ ترغیب وتحریص او ایں امر خیر از نواب آصف الدولہ وزیرش نواب سر فراز الدولہ مرزا حسن رضا خاں مرحوم کہ از عقیدت مندانِ ملا علی بودند بظہور پیوست۔"

ملا محمد علی فیض آبادی کی مذکورہ ترغیب وتحریص کے سلسلہ میں یہی مصنف رقمطراز ہے [2]

"دریں اثناء قدوۃ الافاضل وفخر الاماجد والاماثل مقبول بارگاہ الہ ملا محمد علی کشمیری ملقب بہ پادشاہ طلب فرماہ کہ در علم فقہ علم اشتہار برافروختہ ودر فیض آباد رحل اقامت انداختہ بود در رسالہ در بیان فضیلت نماز جمعہ کہ از احادیث ماثورہ وغیر آں بادلہ شرعیہ واضح ست تالیف نمودہ وخطبہ آنرا بنام نامی جناب نواب مرحوم (آصف الدولہ) مزین فرمودہ ودر پنج باب مبوب گردانیدہ وباب چہارم آں را متضمن ایامی

---

[1] نجوم السماء از مرزا محمد علی صفحہ ۳۵۱ د مطبع جعفری لکھنؤ سنہ ۱۳۰۳ھ)

[2] نجوم السماء صفحہ ۳۴۷

Marfat.com

سہ کس را کہ بہ طبق تحقیق شاں دریں بلاد قابلیت پیش نمازی داشتند
نوشتہ باب پنجم را متضمن التماس کہ بخدمت وزیر الممالک نواب آصف
الدولہ مرحوم کردہ و در آں رسالہ مندرج ساختہ مرسل نمودہ "
ملا محمد علی فیض آبادی کے اس رسالہ کا خاطر خواہ اثر ہوا یہی مؤلف لکھتا ہے [1]
"سخن ملا علی در دل نواب مرحوم (آصف الدولہ) استقرار یافت و چناں
تقسیم فرمود کہ ہر گاہ اتفاق مراجعت جناب مولانا از وطن بلدۂ لکھنؤ افتد
تکلیف گزاردن نماز جماعت بآں عالی جناب نماید افتاد نواب جنت مکاں
التماس گزاردن نماز بجماعت فرمود و دریں باب مبالغہ از حد گزرانید
آصف الدولہ نے لکھنؤ میں دس لاکھ روپے کی لاگت سے ایک بڑا امام باڑہ
تیار کرایا اور نجف اشرف میں دریائے فرات سے ایک نہر نکلوائی جس سے زوار کو پانی کی
سہولت ہوئی آصفی دور کی سب سے اہم دریافت "درگاہ حضرت عباس" کا قیام ہے، ایک
شخص فقیر انام نے ایک علم دریائے گومتی کے کنارے پوشیدہ دفن کر دیا اور مشہور یہ کیا کہ
مجھے خواب میں بتایا گیا ہے کہ "حضرت عباس کے ہاتھ میں جو علم معرکۂ کربلا میں تھا وہ فلاں
مقام پر دفن ہے تو اس کو نکال لے" چنانچہ اس کے بعد وہ چند آدمیوں کے ساتھ وہاں پہنچا
تو علم نکلا رفتہ رفتہ اس بات کی شہرت ہوئی ضعیف الاعتقاد عوام منت مرادیں مانگنے لگے
اتفاق سے ایک روز نواب آصف الدولہ اپنے کسی خدمتگار سے خفا ہو گیا اور کہا کہ کل تیری
ناک کٹوا دوں گا۔ وہ بھی بھاگا ہوا درگاہ عباس پر منت مانگنے پہنچ گیا، آصف الدولہ

---

[1] نجوم السماء صفحہ ۳۴۹

Marfat.com

کو دوسرے دن یاد بھی نہ رہا۔ کچھ دنوں کے بعد وہ مہربان ہوگیا ایک روز خادم نے باتوں باتوں میں نواب کو ناراضی کا واقعہ یاد دلاتے ہوئے کہا "بعنایت خدا و بہ تصدق علم جناب عباس علیہ السلام و تفضلات حضور ناک غلام کی بچ گئی" نواب آصف الدولہ نے علم کی کیفیت پوچھی، نواب آصف الدولہ نے فقیر کو بلا کر ایک ہزار روپیہ دیا۔ نجم الغنی خاں لکھتے ہیں [1]

"نواب آصف الدولہ ہزار جان و دل سے شہدائے کربلا کے جاں نثار تھے اس علم کی زیارت کے لئے آنے لگے اور ایک گنبد اینٹوں کا وہاں تعمیر کرا دیا۔ یہ گنبد اور بھی موجب ترقی ہوا"

نواب آصف الدولہ کے سریر آرائے حکومت ہونے کے بعد ان کے بھائی سعادت علی خاں دف ۱۲۲۹ھ / ۱۸۱۴ء، روہیل کھنڈ کی صوبے داری سے معزول ہو کر بنارس پہنچے، سعادت علی خاں نے یہ نیت کی کہ اگر آصف الدولہ کے بعد لکھنؤ کی حکومت مجھے مل گئی تو میں علم جناب عباس کی درگاہ کو رونق دوں گا، چنانچہ آصف الدولہ کے متبنیٰ وزیر علی خاں کے علیحدہ ہونے کے بعد سعادت علی خاں نواب اودھ بنے اور ان کی دلی مراد بر آئی۔ نواب سعادت علی خاں نے درگاہ علم عباس کے گنبد خشتی کو طلائی کیا اور درگاہ کو وسعت دی۔ اس میں دو دروازے ترتیب اور مردانے قائم کئے اور وہاں کی رونق بہت بڑھ گئی اس کے بعد غازی الدین حیدر نے بلند نقار خانہ بنوایا۔ نوبت اور گھڑیال رکھے گئے، انہ سنل درگاہ، دروازہ اور منبر چاندی کے بنائے گئے اور آرائش کا سامان

---

[1] درگاہ علم حضرت عباس کے لئے ملاحظہ ہو تاریخ اودھ از نجم الغنی خاں جلد سوم صفحہ ۳۰۳

Marfat.com

رکھا گیا۔ نصیر الدین حیدر کے وقت میں ملکۂ زمانیہ نے درگاہ کا باورچی خانہ تعمیر کرایا سلہ غرض اس قسم کی درگاہیں قائم کر کے عوام کے لئے عقیدت کے آستانے فراہم کئے گئے ۲ھ

ہم نے اودھ کے پہلے چار حکمرانوں کے دور کا جائزہ لیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اثنا عشری مسلک کی اشاعت میں بھرپور کوشش کی آصف الدولہ کے زمانے میں اس مسلک کی سب سے زیادہ اشاعت ہوئی اس کے زمانے میں نظام حکومت تو بالکل ڈھیلا پڑ گیا۔ انگریزوں کی گرفت سخت سے سخت تر ہو گئی مگر اثنا عشری مسلک کی تنظیم کی بنیادیں خوب مضبوط ہو گئیں۔ ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی لکھتے ہیں سہ

سلہ درگاہ علم حضرت عباس کے لئے ملاحظہ ہو تاریخ اودھ از نجم الغنی خاں جلد سوم صفحہ ۳۰۰، ۳۰۲

ھ ماہنامہ "عارف" لاہور ستمبر ۶۴ء میں "رضا کار لاہور" مجریہ ۱۶ جولائی ۱۹۶۴ء سے ایک مضمون نقل ہوا ہے جس کا عنوان ہے "قافلہ نبوت لاہور میں" مضمون نگار کا نام علیم خادم اسلم ہے جنہوں نے لکھا ہے کہ حضرت علیؓ کی صاحبزادی رقیہ زوجہ مسلم بن عقیل، عقیل کی پانچ بہنوں کے ہمراہ واقعہ کربلا (۶۱ھ) کے بعد ہندوستان آئیں اور لاہور میں بیبیاں پاک دامناں" کی جو قبریں ہیں وہ ان ہی خواتین کی ہیں مضمون میں کشف و کرامات اور افسانے کے سوا کچھ نہیں ہے، تاریخ کا منہ چڑایا گیا ہے حیرت تو ہمیں ماہنامہ "عارف" عبدالرحمٰن شوق مصنف تاریخ اسلام پر ہے کہ انہوں نے اپنے موقر جریدہ میں کیسے نقل کر دیا، پیر غلام دستگیر نامی (ف ۱۳۸۱ھ / ۱۹۶۱ء) نے اس کی تردید فرمائی ہے۔ ملاحظہ ہو تاریخ جلیلہ از پیر دستگیر نامی صفحہ ۱۳۲، ۱۳۳ (لاہور ۱۹۶۰ء)

سہ لکھنؤ کا دبستان شاعری از ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی صفحہ ۲۸ (لاہور ۱۹۵۵ء)

Marfat.com

"نواب وزیر اور ان کے خاص محل کے ذاتی اثر نے اس عقیدے (امامیہ مسلک) کو لکھنوی تمدن کا ایک نمایاں عنصر بنا دیا۔"

اسی زمانے میں دہلی میں ذوالفقار الدولہ نجف خاں امیر الامرا دف ۱۱۹۶ھ/۱۸۸۲ء شاہ عالم ثانی کی حکومت کے سیاہ و سپید کے مالک بنے ہوئے تھے ۱۷۷۱ء میں جب شاہ عالم ثانی دہلی آئے تو انگریزوں نے نجف خاں کو سپہ سالار فوج کی حیثیت سے بادشاہ کے ساتھ بھیجا امراء کی آپس کی کمزوری، نفاق اور دشمنی نے موقعہ دیا کہ وہ سب پر بازی لے گئے وہ اپنے عقائد میں نہایت متصلب اور متعصب تھے مرزا محمد علی مولف نجوم السماء لکھتے ہیں [1]

"نواب نجف خاں مرحوم کہ سرآمد امرائے روزگار، او از شیعانِ ائمہ اطہار بود۔"

شیخ غلام ہمدانی مصحفی لکھتے ہیں [2]

"در عہد شاہ عالم بادشاہ کہ بہ سبب بودن امیر الامراء ذوالفقار الدولہ بہادر در دہلی علوی اہل تشیع بیشتر بود،"

ذوالفقار الدولہ نجف خاں امیر الامراء کا دس گیارہ سال تک دہلی میں استیلا اور غلبہ رہا ان کے زمانے میں ان کے مسلک کو بڑا فروغ اور سنیوں کو سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ مرزا مظہر جانجاناں لکھتے ہیں [3]

---

[1] نجوم السماء صفحہ ۲۵۳ [2] عقد ثریا از غلام ہمدانی مصحفی (مرتبہ مولوی عبدالحق) صفحہ ۵۵ (اورنگ آباد ۱۹۳۴ء) [3] کلمات طیبات (ملفوظات و مکتوبات مرزا مظہر جانجاناں) مرتبہ ابوالخیر محمد بن احمد مرادآبادی صفحہ ۴۵ (مطبع مجتبائی، دہلی ۱۳۰۹ھ)

Marfat.com

"حال مردم این شہر از روزیکہ نجف خاں، است از شاہ تا گدا تباہ است"

اکابر صحابہ کرام مثل خلیفہ دوم سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر حضرت مظہر جان جاناں جیسے شیخ کی موجودگی میں مرثیہ خواں تبرا کرتے تھے ملفوظات مظہری میں ہے [1]

"حضرت ایشاں (مرزا مظہر جاں جاناں)، می فرمود کہ یک بار فقیر را بر جمع از مرثیہ خوانانِ شیعی اتفاق گذر افتاد ناگاہ یکے از آناں بے ادبی در جناب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کشود چو تاب تحمل و طاقت ضبط آں نماند زمام اختیار از دست رفت"

اس زمانے میں دہلی میں محرم کی مجالس میں صحابہ کرام اور اولیائے عظام کے بعد حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی پر تبرا ہوتا تھا [2] مرزا نجف خاں کے زمانے میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مشہور و معروف بزرگ اور اجل شیخ حضرت مرزا مظہر جاں جاناں کی شہادت ہوئی حضرت مرزا نے اس دور میں شیعیت کے طوفان کو بڑی پامردی

---

[1] معمولات مظہریہ از مولوی نعیم اللہ بہرائچی صفحہ ۵۰ مجتبائی نظامی کانپور، ۱۲۷۵ھ)

[2] اخبار رنگیں از سعادت یار خاں رنگین (مرتبہ ڈاکٹر سید معین الحق)، صفحہ ۲۰ (پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی، ۱۹۶۲ء)، مرزا محمد رفیع سودا نے حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رح کی ہجو کی ہے قصیدہ کا مطلع ہے ؎ کروں چین میں اگر جا کے غزل خوانی ۔۔۔ تو بلبلیں ہوں میرے پنجے کی دیوانی تفصیل کے لئے دیکھیے، "سودا" از شیخ چاند صفحہ ۲۵۵ (اورنگ آباد ۱۹۳۶ء)

Marfat.com

سے روکا تھا اور عقائد اہل سنت کی حکیمانہ انداز میں تبلیغ کی مرزا صاحب کے مکتوبات اس پر شاہد ہیں [۱] ذوالفقار الدولہ نجف خاں کے ایک لشکری فولاد خاں شیعہ [۲] نے مرزا صاحب کو شہید کیا ایک ہم عصر تذکرہ نگار لکھتا ہے [۳]

"در دورۂ نواب نجف خاں بہ سبب اختلاف مذہب از دست شخصے شیعہ بضرب طپانچہ رخصت شہادت یافت"

ایک قریب العصر مؤرخ مولوی عبدالقادر رام پوری لکھتے ہیں [۴]

"جناب مرزا کو نواب نجف خاں کے ایک نادان شیعہ لشکری نے رات کے وقت آکر اور حضرت کو تنہا پاکر بندوق کی گولی ماردی اس شیعہ لشکری نے یہ کام مذہبی تعصب کی بنا پر کیا اس زخم نے مرزا مظہر جانجاناں کو ان کے بزرگوں کے پاس پہنچا دیا۔ کہتے ہیں کہ شاہ عالم نے اس سانحہ کو سن کر انگریز ڈاکٹر کو معالجہ کے لئے تجویز فرمایا اور نجف خاں کو تاکید کی کہ ان کے قاتل کو پکڑ کر قصاص کے لئے حضور میں پیش

---

[۱] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو کلمات طیبات مرتبہ ابوالخیر محمد (مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۰۹ھ)
مقامات مظہری مرتبہ شاہ غلام علی مجددی (مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۰۹ھ) و مکتوبات مظہریہ
مرتبہ مولوی نسیم اللہ بہرائچی (مطبع نظامی ۱۲۷۵ھ)

[۲] آب حیات از شمس العلماء محمد حسین آزاد صفحہ ۱۴۴ (شیخ مبارک علی، لاہور)

[۳] طبقات سخن از مبتلا میر ممتی بحوالہ مرزا مظہر جانجاناں اور ان کا اردو کلام ص ۹۴

[۴] علم و عمل (وقائع عبدالقادر خانی) جلد اول ص ۲۲۹

Marfat.com

غیرتِ اسلامی اور معافی

کرے جناب مرزا نے اس حالت میں بادشاہ کو مضمون لکھا۔
دست شیعہ کے زخم کا علاج عیسائی سے کرانا اپنے کی شکایت غیر
سے ہے جس کو میں اچھا نہیں سمجھتا اور فقیر کا قاتل اگر گرفتار ہو جائے
تو اس کو احقر ہی کے حوالے کر دیں تاکہ بطریق معافی خود قصاص لے لوں"
علی ابراہیم نے گلزار ابراہیم میں لکھا ہے [1]

"گویند بہ سبب تعصب مذہب منع تعزیہ سید الشہدا علیہ السلام
می نمود بدیں جمیت از دست یکے از ساکنان دہلی در سنہ یک ہزار
و یک صد و نو دو چہار ہجری [2] کہ عمرش قریب صد بود کہ مقتول شد
علی لطف اس سلسلہ میں کچھ مزید گوہر افشانی فرماتے ہیں [3]

"کہتے ہیں کہ ہفتم روز عاشورہ کو لب بام یہ اپنے گھر میں سر راہ بیٹھے
تھے اور کوئی سردار روہیلوں کا بھی آیا تھا واسطے ان کی ملاقات کے
کہ ناگاہ گزرشدوں کا ان کے زیر بام سے ہوا اس روہیلے نے کھڑے
ہو کر سینہ زنی بھی کی اور مواقف سلام سے ہوا اور میرزائے مذکور جس طرح
بیٹھے تھے اسی طرح بیٹھے رہے بلکہ متبسم ہو کر فرمانے لگے کہ بارہ سو برس
جس مقدمہ کو ہو چکے ہوں ہر سال اسے زیادہ کرنا کیا بدعت ہے اور

---

[1] علم و عمل (وقائع عبدالقادر خانی) جلد اول صفحہ ۲۲۹

[2] گلشن ہند از مرزا علی لطف (تحشیہ و تصحیح از شبلی نعمانی و مقدمہ از مولوی عبدالحق)
۲۱۶ (حیدرآباد دکن ۱۹۰۶ء)

[3] گلشن ہند صفحہ ۲۱۷ یہ تاریخ غلط ہے ۷ محرم ۱۱۹۵ھ / ۱۸۹۰ء کو یہ واقعہ ہوا۔

Marfat.com

لکڑیوں کو سلام و تسلیم کرنا نہایت عقل کی خفت ہے یہ گفتگو بجنسہٖ وہ
۵۰ لوگ جو کہ علم اور شدوں کے ساتھ تھے انہوں نے سنی اور تعصب
کی مرزائے مذکور کے امام باڑوں میں اور محفلوں میں دو تین شب گفتگو
رہی آخر شب شہادت کو کہ عبارت شب چہار دہم عاشورہ سے
ہے کوئی شخص ان کے دروازہ پر آیا اور ان کو باہر بلوایا جب باہر
آئے تو بے گفتگو ایک چوٹ طپنچے کی نذر کی اور کام ان کا پورا کر کے
نلوہ راہ اپنے گھر کی لی "

غرض نجف خاں کی امیر الامرائی میں حضرت مرزا مظہر جاں جاناں جیسے
اجل پنج دن دھاڑے قتل ہو گئے جن کے ہزاروں مرید و معتقدین پاک و ہند میں پھیلے
ہوئے تھے خود دہلی میں ان کا بڑا اثر و قبول عام تھا اور پھر اس ظلم صریح کی داد و فریاد
شاہ غلام علی دہلوی لکھتے ہیں [1]

"نجف خاں کہ برتفائے او مرتکب ایں امر دشہادت مرزا
شدہ بودند وے در اجرائے حد تغافل کرد، عنقریب مرد و اتباع او
باہم مجادلات نمودہ رخت حیات بربستند تنے از آں ظالماں پیدا
نیست "

کسی نے کیا خوب کہا ہے [2]

---

[1] مقامات مظہری از شاہ غلام علی دہلوی صفحہ ۶۲ (مطبع مجتبائی دہلی سنہ ۱۳۰۹ھ)

[2] معمولات مظہریہ از محمد نعیم اللہ بہرائچی صفحہ ۱۴۲ (مطبع نظامی کانپور سنہ ۱۲۷۵ء)

Marfat.com

نجف خاں نماند و نجف قانیش　　نہ افراسیاب و رنہ ہمرانیش

نہ لشکر بماند و مرزا شفیع!　　شود حاکم تو بفصل ربیع

خود شاہ عبدالعزیز اور ان کے خاندان کو نجف خاں کے زمانے میں شدائد و مصائب اختیار کرنے پڑے اس کا سبب شاہ صاحب کا شیعیت کے خلاف قلمی ولسانی جہاد میں حصہ لینا تھا۔ شاہ صاحب کی جائداد اور املاک ضبط ہوئی اور وہ شہر دہلی سے نکالے گئے مؤلف مناقب فخریہ کا بیان ہے [1]

"فرزندان شاہ ولی اللہ مغفور در انچہ متصدیان سلطانی حویلی علیحدہ ساختہ و حویلی را بضبط آوردہ بودند"

سیر الروایات میں ہے [2]

(نجف خاں) نے شاہ عبدالعزیز صاحب اور شاہ رفیع الدین کو اپنے قلمرو سے نکال دیا تھا اور یہ ہر دو صاحبان معہ زنانوں کے شاہدرہ تک پیدل آئے تھے اس کے بعد مولانا فخرالدین صاحب

---

[1] مناقب فخریہ از غازی الدین خاں نظام صفحہ ۱۶ (مطبع احمد دہلی ۱۳۱۵ھ)

[2] حکایات اولیاء مرتبہ مولانا اشرف علی تھانوی صفحہ ۴۲ (مطبوعہ لاہور ۱۹۵۶ء)

شاہ عبدالعزیز اور شاہ رفیع الدین دہلوی کا دہلی سے نکالا جانا اور کسی تاریخی ماخذ یا ہم عصر لٹریچر میں نظر سے نہیں گزرا پھر دہلی سے لکھنؤ یا جونپور جانا کیا معنی رکھتا ہے وہاں بھی نوابان اودھ کی حکومت تھی اگر جاتے تو روہیل کھنڈ (رام پور) وغیرہ جاتے اور پھر لکھنؤ یا جون پور کے اس دور کے کسی شخص نے ان بزرگوں کی آمد کا ذکر نہیں کیا ہے۔

Marfat.com

سعی سے زنانوں کو تو سواری مل گئی تھی اور وہ پہلے روانہ ہو گئے تھے مگر شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالعزیز صاحب کو سواری نہ ملی تھی اور شاہ رفیع الدین صاحب پیدل لکھنؤ چلے گئے تھے اور شاہ عبدالعزیز صاحب پیدل جون پور چلے گئے تھے کیونکہ ان دونوں بھائیوں کو نہ سوار ہونے کا حکم تھا اور نہ ساتھ رہنے کا "

اگرچہ یہ روایت قدرے مبالغہ آمیز ہے مگر ضبطی جائداد کا واقعہ صحیح ہے کیونکہ جائداد کے متعلق تحریری حوالہ ملتا ہے کہ شاہ عبدالعزیز دہلوی نے ۳۰ر جون ۱۸۰۷ء کو ایک درخواست رزیڈنٹ دہلی کے توسط سے سیکرٹری، پولیٹیکل ڈپارٹمنٹ کو دی تھی کہ دہلی میں ان کی جو جائداد ضبط ہو چکی ہے وہ واگزاشت کی جائے اس درخواست کو قابل اعتنا سمجھا گیا چنانچہ کیفیت کے خانہ میں درج ہے۔

The Resident, Delhi forwards copy and leiter from the Superintendent of the Assigned Territory and recommends that the land in Haveli Palam formerly owend by Maulvi Shah Abdul Aziz be restored to him

شاہ عبدالعزیز دہلوی کی یہ درخواست منظور ہو گئی اور ۱۰ر جولائی ۱۸۰۷ء سیکرٹری پولیٹیکل ڈپارٹمنٹ کی طرف سے رزیڈنٹ کو اطلاع دی گئی کہ گورنمنٹ

Marfat.com

شاہ عبدالعزیز کی جائداد واگزاشت ہونے کی تجویز منظور کرتی ہے [1]

معلوم ہوتا ہے کہ جب شاہ عبدالعزیز صاحب کو دہلی میں دوبارہ رہنے کی اجازت مل گئی تو وہ پرانی دہلی (کوچہ انبیاء) اور پھر حویلی خاں دوراں خاں (کلاں محل) میں مقیم رہے چنانچہ پرانی دہلی کے قیام میں بھی شیعہ حضرات کی طرف سے ایذا رسانی کا سلسلہ جاری رہا [2] پھر مکانات واگزاشت ہوگئے ہوں گے اور صحرائی... جائداد باقی رہ گئی ہوگی جو انگریزی حکومت کے قیام کے بعد واگزاشت ہوئی۔ مگر ان شدائد و مصائب کے باوجود شاہ عبدالعزیز نے اپنے تبلیغی اور اصلاحی مشن کو جاری رکھا۔ ملفوظات عزیزی کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے فرمایا [3]

"غازی الدین حیدر بلا منصب و جاگیر مجھے طلب کرے تو میں جانے کو تیار ہوں بشرطیکہ تعرض نہ کرے اور انشاء اللہ خلقت الٰہی کو بڑی ہدایت ہوگی اور میں اپنی تقریروں میں مناسب تبدیلی کر کے ان کو مفید بنا دوں گا اور نئے انداز کی تقریریں کروں گا

---

[1] جائداد اور اس کی واگزاشت ہونے کے متعلق ملاحظہ ہو "پریس لسٹ آف اولڈ ریکارڈس ان دی پنجاب سیکرٹریٹ" جلد اول (دہلی رزیڈنسی اینڈ ایجنسی ۱۸۰۶ - ۱۸۵۷) (لاہور سنہ ۱۹۱۱ء) ممکن ہے شاہ عبدالعزیز دہلوی کی یہ اصل درخواست لاہور کے ریکارڈ آفس میں موجود ہو

[2] ملاحظہ ہو ملفوظات شاہ عبدالعزیز (ترجمہ مفتی انتظام اللہ شہابی و مولوی محمد علی) صفحہ ۵۵، ۱۱۲، ۱۱۶ (پاکستان ایجوکیشنل پبلشرز، کراچی سنہ ۱۹۶۰ء)

[3] ملفوظات شاہ عبدالعزیز صفحہ ۱۱۱

Marfat.com

جو عوام میں مقبول ہوں گی اور لوگ فریفتہ ہوں گے۔"

اس زمانے میں شیعیت کے فروغ کے ساتھ "تفضیلیت" کا بھی باقاعدہ پرچار ہوا بلکہ شیعیت کا پہلا زینہ تفضیلیت ہی ہے یہ لوگ حضرت علی رض کو شیخین السیدین حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر من حیث الوجوہ فضیلت دیتے ہیں۔ پنجتن پاک اور چہاردہ معصوم کا عقیدہ رکھتے ہیں، ائمہ طاہرین کا دم بھرتے اور محرم میں عزاداری کرتے ہیں۔ متصوفین کے ذریعے تفضیلیت کی تبلیغ واشاعت ہوئی ہے اکبر کے زمانے کے مشہور صوفی شیخ میر عبدالواحد بلگرامی (سنہ ۱۰۱۷ھ / ۱۶۰۸ء) نے اپنی معرکتہ آلارا تصنیف سبع سنابل کا پہلا سنبلہ (باب) تفضیلی عقائد اور متفضلہ سادات ہی کے رد میں لکھا ہے شاہ عبدالعزیز کے زمانے میں تفضیلی عقائد کی نشر واشاعت میں حضرت شاہ فخرالدین دہلوی (ف سنہ ۱۱۹۹ھ / ۱۷۸۴ء) نے سب سے زیادہ حصہ لیا وہ باقاعدہ شیعہ حضرات کو بیعت کرتے تھے امام باڑے جاتے، ایک روپیہ نذر کرتے اور پانی کی سبیل لگاتے بلکہ شیعہ لوگ ان کو شیعہ اور سنی ان کو سنی سمجھتے تھے [1] ایک مرتبہ شاہ عبدالعزیز نے شیعوں کے بیعت کرنے پر شاہ فخر صاحب پر اعتراض کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ شیعہ اس طرح دبیعت کرنے سے دسب وشتم اور تبرا سے باز آجاتے ہیں [2] اگرچہ یہ بات کسی حد تک درست ہو لیکن شیعوں کے دوسرے معتقدات کی اشاعت بھی عام سنیوں

---

[1] ملفوظات شاہ عبدالعزیز صفحہ ۱۲۱

[2] ملفوظات شاہ عبدالعزیز صفحہ ۷۹

Marfat.com

میں اسی اختلاط کی وجہ سے ہوئی اور عوام اہل سنت میں پنجتن پاک، ائمہ معصومین، چہاردہ معصومین، بارہ امام، امام ضامن، بی بی کی صحنک اور دوسرے شیعہ معتقدات و معمولات نے جڑ پکڑی اور پھر اس کا نقطۂ عروج مراسم محرم اور تعزیہ داری کی شکل میں ظاہر ہوا حضرت شاہ فخر دہلوی رح کے خلیفہ شاہ نیاز احمد بریلوی رح (ف ۱۲۵۰ھ / ۱۸۳۴ء) روہیل کھنڈ میں تفضیلی عقائد کے سب سے بڑے مبلغ ہیں ان کے افکار سمجھنے کے لئے صرف ایک واقعہ نقل کیا جاتا ہے [1]

"حضرت نیاز بے نیاز کا معمول تھا کہ دوپہر کو اندر مکان کے قیلولہ فرما کر قبل نماز ظہر خانقاہ میں برآمد ہوتے تھے لیکن ایک روز ایسا ہوا کہ آپ وقت معین پر خانقاہ میں تشریف نہیں لائے ظہر کا وقت گزر گیا اور عصر کا وقت قریب آگیا اس وقت خادماں و غلامان موجود خانقاہ اس خلاف معمول امر سے سخت پریشان ہوئے اور زنانہ مکان کی ڈیوڑھی پر حاضر ہوکر سبب عدم تشریف آوری کا دریافت کرنے لگے آپ نے فرمایا کہ میرے خانقاہ نہ آنے کا یہ باعث ہے کہ تم خانقاہ میں ایسی کتاب لائے ہو جس میں مولا علی کی شان میں طریق گستاخانہ

---

[1] نازونیاز معصر اول حالات و ملفوظات شاہ نیاز احمد بریوی، مرتبہ نصیر الزماں خاں صفحہ ۶۹ نظامی پریس بدایوں سال طباعت ندارد

Marfat.com

کا استعمال کیا ہے اس کتاب کو ہماری خانقاہ سے باہر کردو
جب خانقاہ میں آئیں گے یہ سُنکر حاضرین میں سے ایک صاحب
نے معذرت کی کہ فی الحقیقت یہ خطا مجھ سے ہوئی ہے۔ آج
دوپہر کو میں ایک دوست سے کتاب تحفہ اثناء عشریہ پڑھنے
کے لئے خانقاہ میں لے آیا تھا اب فوراً کتاب واپس کرتا ہوں
غرض جب کتاب خانقاہ سے چلی گئی، جب حضرت خانقاہ میں
تشریف لائے کتاب تحفۂ اثناء عشریہ درحقیقت تصنیف شاہ
عبدالعزیز محدث دہلوی کی ہے اگرچہ انہوں نے اس کو اپنے
ایک شاگرد کے نام سے شائع کیا ہے

اس کے بعد مؤلف رازونیاز نصیر الدین صاحب نے حضرت شاہ
ولی اللہ اور حضرت شاہ عبدالعزیز کی مزید تخفیف، تنقیص بلکہ تبرا کیا ہے[1]
اسی کے قریب زمانے میں حضرت شاہ دلدار علی مذاق بدایونی رح (ف ۱۳۱۲ھ / ۱۸۹۴ء)
مشہور تفضیلی بزرگ گزرے ہیں[2] انہوں نے روہیل کھنڈ میں سب سے پہلے
علی کرم اللہ وجہہ کا میلاد شریف "میلاد مصطفوی و مرتضوی" لکھا اور مروج کیا
اسی طرح حضرت علیؓ کا ایک سہرا لکھا جو اکثر شادی کے موقعہ پر گایا جاتا ہے اس

---

[1] رازونیاز (حصہ اول) صفحہ ۶۹ — ۷۰

[2] شاہ دلدار علی مذاقؔ کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو تذکرۃ الواصلین از رضی الدین
بدایونی صفحہ ۲۶۲ — ۲۶۴ (نظامی پریس بدایوں ۱۹۲۵ء)

Marfat.com

سہرے کا پہلا شعر ہے ؎

علی نوشہ بنا سہرا بندھا مشکل کشائی کا
ملا خلعت نبی سے خلق کی حاجت روائی کا

اودھ میں تفضیلیت کی اشاعت تکیۂ کاکوری کے مشہور قلندریہ مشائخ کے ذریعہ ہوئی انہوں نے یہ صور اتنی بلند آہنگی سے پھونکا کہ جس کی صدائے بازگشت آج تک سنائی دیتی ہے۔ اضلاع سہارن پور، میرٹھ، مظفر نگر اور بلند شہر میں بھی تفضیلی عقائد تیزی سے پھیلے ان میں بعض تو شیعہ ہو گئے [1] دیوبند میں تو (تمام شیخ عثمانی) تفضیلی تھے [2] نانوتہ کے صدیقی شیخ زادگاں میں شیخ تفضل حسین بن شیخ علی محمد شیعہ ہو گئے تھے [3] شیعہ اور سنی حضرات میں آپس میں شادی بیاہ ہوتے تھے مولانا محمد قاسم نانوتوی لکھتے ہیں [4]

"بنواحے کہ زاد و بوم احقر است شیعان و سنیاں چناں مخلوط اند کہ رشتہ و رابطہ قرابت طرفین را بطرفین محکم و مستحکم است"

دیوبند کے ایک عثمانی شیخ زادے شیخ احمد بن مولوی محمد وجیہہ الدین عثمانی نے تفضیلیت کے بعد مسلک اختیار کیا اور اس کی تبلیغ کے لئے ایک کتاب انوار الہدیٰ

---

[1] حکایات اولیاء صفحہ ۱۴۱

[2] سوانح قاسمی جلد اول از مولانا مناظر احسن گیلانی صفحہ ۶۱

[3] سوانح قاسمی جلد اول صفحہ ۶۲، ۶۳

[4] فیوض قاسمیہ از مولانا محمد قاسم نانوتوی صفحہ ۵، ۶ (کتب خانہ اعزازیہ دیوبند سال طباعت ندارد)

Marfat.com

لکھی اس کتاب کے آغاز میں وہ خود لکھتے ہیں [1]

"خاکسار ذرۂ بے مقدار شیخ احمد بن جناب مولانا مولوی محمد وجیہہ الدین صاحب عثمانی ساکن دیوبند ضلع سہارن پور مضاف صوبہ دارالخلافہ شاہجہان آباد خدمت ارباب تحقیق میں عرض کرتا ہے کہ سن شعور سے از روئے عقیدۂ آبائی یہ عاجز متمسک طریقہ اہل سنت و جماعت کا تھا اور اس مذہب کے حق ہونے پر نہایت درجہ غلو رکھتا تھا اور فرقہ شیعہ سے بالخصوص ایک قسم کی نفرت تھی مگر خارج از مذہب ایک یہ عقیدہ کہ جناب علی مرتضیٰ جمیع صحابہ سے افضل ہیں درحقیقت ورثہ پدری میں پہنچا تھا اور اگرچہ متمسکان طریقہ امامیہ سے ایک کاوش تھی لیکن اس عقیدہ پر نہایت مستقل طور سے قائم تھا اب اس عقیدہ کا نتیجہ کیا نکلا وہ ملاحظہ ہو [2]

"اب بالکل یقین اس بات کا ہو گیا کہ مذہب اہل سنت والجماعت کسی طرح مذہب حق نہیں ہے بلکہ مذہب امامیہ اثنا عشریہ برحق ہے اور معلوم ہوا کہ میاں جعفر زٹلی کا یہ قول صحیح ہے کہ "السنی متمسک مذہب ناحق بزور جہادلہ"

---

[1] انوار الہدیٰ از شیخ احمد بن مولوی وجیہ الدین عثمانی صفحہ ۲ مطبع اثنا عشری دہلی سنہ ۱۳۰۹ھ

[2] انوار الہدیٰ صفحہ ۴

Marfat.com

حضرت شاہ عبدالعزیز کے زمانے میں بعض مشہور مشائخ بھی اسی رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔

اوپر ہم نے حضرت فخرالدین دہلویؒ اور شاہ نیاز احمد بریلوی وغیرہ کا ذکر کیا ہے یہاں ہم ایک واقعہ مجالس رنگین سے نقل کرتے ہیں جس سے اندازہ ہو سکے گا کہ پیری مریدی کے ذریعہ سے بھی اثناء عشری مسلک کس خوبی سے پروان چڑھا سعادت یار خاں رنگین لکھتے ہیں [1]

"سہارن پور کے قریب ایک اشرافوں کا شہر ہے اس کو منہاروں کا رام پور کہتے ہیں اس میں ایک جدی آدھے سنی آدھے شیعہ آباد ہیں مگر ہمیشہ ان سب میں باعث دین کے نزاع رہتی ہے پر ہر ایک اپنے مذہب سے دل شاد ہیں ہر گاہ فرقہ سنیوں کا کچھ لکھنؤ میں زیادتی شیعوں کی سنیوں پر سنتے ہیں تو باہم نہایت غم کرتے ہیں اور آزردہ ہوتے ہیں اور جب فرقہ شیعوں کا کچھ رام پور جو افغانوں کا ہے اس میں کچھ زیادتی سنیوں کی شیعوں پر سنتے ہیں تو باہم مل کر ماتم کر کے روتے ہیں۔ قصہ کوتاہ اب کی سال جو فرقہ شیعوں نے سُنا کہ میاں صابر بخش پیرزادے نے امام باڑہ بنا کر تعزیہ داری اختیار کی اور پیر محمدی صاحب کو جو بڑے مشائخ سنیوں کے تھے انہوں نے محرم میں سر بازار بھبُس اڑا کر اور سینہ زنی اور ماتم کر کر اپنی ماتم داری اظہار

---

[1] اخبار رنگین ص ۱۷، ۱۸

Marfat.com

کی تو انہوں نے کمال اس بات کی ثناوی کی کہ سبحان اللہ ایسے دو مشائخ زبردست گروہ سنیوں میں سے اس مذہب کو اچھا جان کر داخل ہو کر ظاہر ہوئے اور فرقہ سنی یہ سمجھ کر نہایت خوش ہوئے کہ الحمدللہ کو جو چور ہم میں چھپے ہوئے لوگوں کو مرید کر کر گمراہ کرتے تھے ہم ان سے باہر ہوئے۔"

شاہ میر محمدی دف سنہ ۱۲۱۰ھ / ۱۸۲۰ء، حضرت شاہ فخرالدین دہلوی کے خلیفہ ہیں [۱] صابر بخش دف سنہ ۱۲۳۷ھ / ۱۸۲۰ء، چشتی صابری سلسلہ کے دہلی کے مشہور بزرگ ہیں [۲] حضرت شاہ فخرالدین دہلوی کے ایک مرید و خلیفہ مشہور شاعر مرزا قمرالدین منت (دف سنہ ۱۲۰۸ھ / ۱۷۹۴ء) تھے [۳] انہوں نے کھلم کھلا شیعہ مسلک اختیار کر لیا قمرالدین منت کے متعلق مولوی عبدالقادر رام پوری لکھتے ہیں [۴]

---

[۱] میر محمدی بیدار کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو (۱) مقدمہ دیوان بیدار از جلیل احمد قدوائی ص ۲-۱۴ دبستان اکیڈیمی الہ آباد سنہ ۱۹۳۶ء، مجموعہ نغز از قدرت اللہ قاسم (مرتبہ پروفیسر محمود شیرانی ص ۱۱۷، ۱۸) (لاہور سنہ ۱۹۳۴ء) [۲] ملاحظہ ہو علم و عمل (وقائع عبدالقادر خانی)، ص ۲۶۲، ۲۶۳ آثار انصاریہ صفحہ ۲۳، ۲۴ (باب چہارم)، لکھنؤ سنہ ۱۸۷۶ء [۳] قمرالدین منت کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو (۱) علم و عمل (وقائع عبدالقادر خانی)، جلد دوم صفحہ ۲۰۰، ۲۰۱ (۲) لکھنؤ کا دبستان شاعری از ابواللیث صدیقی ص ۱۲۹، ۱۳۲ (لاہور سنہ ۱۹۵۵ء) (۳) مجموعہ نغز جلد دوم ص ۲۱۵ (۴) فخر المطالبین (ملفوظات شاہ فخرالدین دہلوی)، مرتبہ نورالدین حسینی ص ۱۹ - ۲۰ (مطبع مجتبائی دہلی سنہ ۱۲۱۵ھ)

[۴] علم و عمل (وقائع عبدالقادر خانی)، جلد دوم صفحہ ۲۰۰، ۲۰۱

Marfat.com

"میر قمرالدین منت جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کے عزیزوں میں سے ہیں اور یگانۂ آفاق جناب مولوی فخرالدین اورنگ آبادی مولداً و دہلوی مرقداً طاب ثراہ کے مرید ہوئے۔ اور ایک عالم کے مرشد ہو گئے... قمرالدین منت نے کچھ عرصہ کے بعد لکھنؤ میں نواب حسن رضا خاں اور حیدر بیگ خاں کا تقرب حاصل کر لیا اپنے کو اثنا عشری ظاہر کیا۔ اور اس راہ (مذہب اہل سنت) سے پھر گیا حیدر بیگ خاں کی رفاقت میں کلکتہ آیا اور مر گیا۔"

قمرالدین منت شاہ ولی اللہ کے پوتے ورثہ یافتہ اور شاہ عبدالعزیز کے عزیز اور شاگرد تھے [1] شاہ صاحب نے اصول حدیث کی مشہور کتاب عجالۂ نافعہ ان ہی کے لئے قلم بند فرمائی [2]

تعزیہ داری اور مرثیہ خوانی وغیرہ کے زور شور کو دیکھ کر شاہ غلام علی مجددی (ف ۱۲۴۰ھ / ۱۸۲۴ء) اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں [3]

"درویشاں ایں شہر اسماء می خوانند و تعویذہا می نویسند برائے تسخیر و رجوع خلق و تفضیل جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

ص ۹۲

[1] قمرالدین منت کے شیعہ ہونے کا اشارہ ملفوظات عزیزی میں بھی ملتا ہے ملاحظہ ہو ملفوظات شاہ عبدالعزیز

[2] عجالہ نافعہ از شاہ عبدالعزیز دہلوی صفحہ ۳ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۴۸ھ

[3] مکاتیب شریفہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی مرتبہ روف احمد مجددی صفحہ ۱۶۱ لاہور ۱۳۷۱ھ

Marfat.com

بر خلفاء ثلثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم می نمایند و تعزیہ ہا می
سازند و مرثیہ ہا می شنوند و امر می کنند بایں دو کار و
شنیدن طنبور و سارنگی و بدعتہا طریقہ دارند

ایک دوسرے خط میں لکھتے ہیں [1]

"و تعزیہ ساختن و مرثیہ خواندن و تصویر پیش خود داشتن و
تراشیدہ نام قدم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بر آں نہادہ
خلق را سنگ پرست ساختن و تقصیر ریش کردن، و نماز
تبرک قومہ و جلسہ و طمانیت ضائع نمودن و لہو با و مزمع
جنگ نیدن و نغمۂ تار طنبور و اعمال جوگیاں و انواع اذکار
کہ از قدما مروی نیست معمول داشتن طریقۂ صحابہ نیست"

ایک اور خط میں لکھتے ہیں [2]

"شنیدن تار و نغمہ و تعزیہ با و مرثیہ ہا و صور تصاویر
معاذ اللہ اکابر چشتیہ و قادریہ رحمۃ اللہ علیہم نامریداں را
بایں بدعتہا نفرمودہ اند۔"

یہ حضرات بعض اوقات امام مسجد اور پیش نمازین کر بھی جمہور اہل سنت
کی مساجد میں امامت کے فرائض انجام دیتے اور اس طرح اپنے مسلک کی تبلیغ

---

[1] ایضاً صفحہ ۱۵۹

[2] ایضاً صفحہ ۱۴۶

Marfat.com

کرتے رہے ہیں۔ ایک مشہور شیعہ مشنری نقاء علی حیدری بدایونی (وف ۱۹۶۴ء) اپنی خود نوشت حالات میں لکھتے ہیں [1]

"رنگون کی مجالس کے سلسلہ میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ پہلے دن چاندو صاحب (مہتمم مجالس) نے فرمایا کہ بنگالی مسجد کے امام چاہتے ہیں کہ آپ کی تقریر سے قبل کچھ بیان کریں میں نے منظور تو کر لیا لیکن یہ اندیشہ ہوا کہ اگر انہوں نے کچھ ہمارے عقیدے (شیعی مسلک) کے خلاف بیان کیا تو مجبوراً جواب دینا پڑے گا بہر حال وہ جناب مجلس میں تشریف لائے ان کا حلیہ یہ تھا۔ بہت لانبی داڑھی، عبا و قبا و جبہ دستار سے مزین، لانبا عصا، ہاتھ میں متعدد رنگ برنگ کی تسبیحیں گلے میں ڈالے، لوگ تعظیم کو کھڑے ہوئے میں نے بھی تعظیم کی، دعا دی چند منٹ کے بعد منبر پر تشریف لے گئے، پہلے ایک فارسی قصیدہ حضرت امیر المومنین کی شان میں شمس تبریزیہ یا کسی دوسرے نامی صوفی کا پڑھا پھر چند منٹ کچھ فضائل اہل بیت اور خاتمہ پر جناب علی اصغر کی شہادت بیان کی، تقریر کے بعد کہنے لگے۔ میں تقریر کرنے نہیں آیا تھا صرف حیدری صاحب کا بیان سننے آیا ہوں، وہ منبر سے اترے اور میں نے ایک گھنٹے کے قریب فضائل و مصائب حضرات اہل بیت اطہار بیان کئے"

---

[1] سرگزشت از نقاء علی حیدری صفحہ ۳۶، ۳۷ (کراچی ۱۹۶۳ء)

Marfat.com

لوگ بے حد متاثر ہوئے ختم تقریر کے بعد مجھ سے گلے ملے اور میرے کان میں کہا "نجم الحسن[1] سے کہہ دینا کہ علی حسین ملا تھا" جب میں نے لکھنؤ پہنچ کر قبلہ و کعبہ سے یہ سارا واقعہ بیان کیا بے ساختہ کھل کھلا کر ہنس پڑے اور فرمایا یہ مفتی صاحب اعلی اللہ مقامہ کے شاگرد ہیں "

اس دور میں جو غیر مسلم داخل اسلام ہوتے تھے وہ اثنا عشری ـــــ مسلک کے متبع نظر آتے ہیں اس سلسلہ میں محمد حسین فتیل فرید آبادی (ف ۱۲۳۳ھ / ۱۸۱۸ء) اور مکند رام قدری لاہور کی مثالیں موجود ہیں کہ یہ دونوں نو مسلم عقیدتاً شیعہ تھے اور اس مسلک کا اس قدر غلبہ تھا کہ ہندو مصنفین بھی حمد و نعت کے بعد منقبت علیؓ یا ائمہ اطہار لکھنی ضرور سمجھتے تھے، وقائع عالم شاہی کا مؤلف کنور پریم کشور فراقی لکھتا ہے [2]

"صلوات بے غایات و نیاز بے نہایات بر ابن عم و وصی اعظم او کہ مظہر العجائب و اسد اللہ الغالب و صاحب ذو الفقار و قیم الجنۃ و النار راست "

ریاشنکر نسیم مثنوی گلزار نسیم میں لکھتے ہیں

---

[1] نجم الحسن مشہور مجتہد و مہتمم مدرسۃ الواعظین لکھنؤ

[2] وقائع عالم شاہی از کنور پریم کشور فراقی (مرتبہ امتیاز علی خاں عرشی صفحہ ۲ رام پور ۱۹۴۹ء)

Marfat.com

پانچ انگلیوں میں یہ حرف زن ہے
یعنی کہ مطیع پنج تن ہے

راجا رتن سنگھ زخمی (ف ۱۲۶۷ھ) ایک "قصیدہ ہفت بند" حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں (۱۲۵۴ھ / ۱۸۳۸ء) میں لکھا ہے اس کے آخری بند کے تین شعر درج ذیل ہیں [1]

تا بے دردو غم ندارد پیش ازیں زخمی دگر
زود رحمے کن بحالش اے شہ والا مقام
تا بکے ایں درد غربت تا کے ایں رنج سفر
در بریلی باز کے بینم دل خود را بکام
بر تو شاہا صد سلام و بر تو شاہا صد درود
زخمی غم دیدہ را بہر خدا دریاب زود[2]

اس دور میں امارت و وزارت، جاگیرداری و منصب داری کے عہدوں پر شیعہ حضرات فائز تھے اور رفاہ معیشت بھی ان کو حاصل تھی اسی لئے فریقین اہل سنت و اہل تشیع میں مناکحت و مصاہرت کے رشتہ بھی ہوتے تھے اور اس طرح کبھی ان کے مسلک کی اشاعت ہوتی تھی قاضی ثناء اللہ پانی پتی (ف ۱۲۲۵ھ / ۱۸۱۰ء) اپنے وصیت نامہ میں ان امور کی طرف خاص طور سے نشان دہی کرتے

---

[1] قصیدہ ہفت بند حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لئے دیکھئے مصنف علی گڑھ بابت ۱۵ اپریل ۱۹۲۶ء

[2] بعض حضرات کا خیال ہے کہ مزاقی اور زخمی مسلمان ہو گئے تھے اگر ایسا ہے تو وہ فارسی اور قتیل کے ساتھ محشور ہوں گے۔

ہوئے فرماتے ہیں [1]

"از جملہ تقدیم مصلحت دینی بر مصلحت دنیوی آنست کہ
در مناکحت دینداری کا منظور دارد و چوں دریں زمانہ دریں
شہر مذہب روافض بسیار شیوع یافتہ است و شرفا بیشتر
بر علو نسب یا رفاہِ معیشت نظر می دارند اول رعایت ایں با
کرد دختر بکسے رافضی یا متہم بر فض اگرچہ صاحب دولت عالی
نسب باشد نباید داد روز قیامت سوائے دین و تقویٰ ہیچ بکار
نخواہد آمد و نسب را نخواہند پرسید"

قاضی صاحب اپنی معرکۃ الآرا تصنیف السیف المسلول کے آغاز میں "مذہب
روافض بسیار شیوع یافتہ است" کی تشریح اس طرح کرتے ہیں [2]

"روافض خصوصًا اثنا عشریہ در زمانہ دریں وقت در دیار
دیار مذہب اثنا عشریہ ظہورے پیدا کردہ و بسبب
جہل و حمق اکثر اہل زماں خصوص بعض از اہل بلدہ پانی پت
کہ آباد و اجداد شاں اہل سنت و ایمان بودند گمراہ شدند فقیر خواست
کہ کتاب بعبارت فارسی آسان در رد روافض نویسد تا ہر عامی
از آں نفع گیرد و شاید کہ کسے براہ ہدایت آید و اجر و ثواب

---

[1] مجموعہ وصایا اربعہ مرتبہ محمد ایوب قادری صفحہ ۱۴۸، ۱۴۹ دشاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدرآباد ۱۹۶۴ء)

[2] السیف المسلول از قاضی ثناء اللہ پانی پتی صفحہ ۲ دمطبع احمدی دہلی ۱۲۶۸ھ

براقسم عابد گردد "

قاضی صاحب نے عبدالرحیم شیعی ملتانی کے رد میں ایک اور رسالہ "شہاب ثاقب لرد الروافض الشیاطین المارقین" تصنیف کیا جو مطبع محمدی دہلی میں طبع ہو چکا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ شیعیت و تفضیلیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو اس دور میں اکابر مشائخ نقشبندیہ شاہ ولی اللہ دہلوی رح حضرت مرزا مظہر جان جاناں رح حضرت شاہ غلام علی نقشبندی رح حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رح وغیرہم نے بڑی پامردی اور ہمت سے روکا۔ ان حضرات کے بعد سب سے زیادہ کوشش اس سلسلہ میں حضرت شاہ عبدالعزیز رح نے کی نوبت یہاں تک پہنچی تھی کہ یہ سیلاب بڑھتے بڑھتے خود ان کے خاندان میں داخل ہو چکا تھا[1] ان کے شاگرد اور رشتہ دار قمرالدین منت شیعہ ہو چکے تھے ان حالات میں شاہ عبدالعزیز نے قلمی جہاد فرمایا، اس سلسلہ میں ان کے والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی دو معرکۃ آرا تصانیف ازالۃ الخلفاء اور قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین نے مشعل راہ کا کام دیا ہوگا۔ شاہ عبدالعزیز نے اپنے والد کے مشن کو جاری رکھا اور "ہر چہ پدر تمام نہ کند پسر تمام کند" کے مقولہ کو ثابت کر دکھایا۔

اس سلسلہ میں شاہ عبدالعزیز کی سب سے معرکۃ الآرا تصنیف تحفہ

---

[1] ملفوظات شاہ عبدالعزیز صفحہ ۹۲

Marfat.com

اثنا عشریہ" ہے جو اپنے موضوع پر نہایت مدلل، مفصل، متوازن اور واضح کتاب ہے۔ علمائے محققین اس کی تعریف میں رطب اللسان اور علمائے مخالفین اس کے دلائل و براہین کے سامنے عاجز ہیں شاہ صاحب کا انداز بیان نہایت حکیمانہ اور متاثر کن ہے۔ کلامی مباحث کو دل نشین انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ رشتۂ اعتدال کو کہیں ہاتھ سے نہیں چھوڑا ہے۔ حوالے نہایت ذمہ داری اور احتیاط سے نقل کئے گئے ہیں۔

شاہ صاحب لکھتے ہیں [1]

"دریں رسالہ انچہ از کتب معتبر شیعہ منقول است احتمال افترا و بہتان را در آں گنجائش ندہد زیرا کہ کتب منقول عنہا از مشاہیر کتب شیعہ و معتبرات ایشاں اند باید کہ بے دماغی نفرماید و نقل را با اصل مطابقت دہد و ناں نترسد کہ اگر صحت نقل ظاہر شود تقبل آں لازم گردد۔"

تحفۂ اثنا عشریہ کے سبب تالیف کے متعلق خود شاہ صاحب لکھتے ہیں [2]

"غرض از تسوید ایں رسالہ و تحریر ایں مقالہ آں است کہ دریں بلاد کہ ما ساکن آنیم و دریں زماں کہ ما در آنیم رواج مذہب اثنا عشریہ و شیوع آں بحدے اتفاق افتادہ کہ کم خانہ

---

[1] تحفہ اثنا عشریہ از شاہ عبد العزیز صفحہ ۳

[2] تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۲ دفتر اول طبع دہلی سنہ ۱۲۶۹ھ

Marfat.com

باشند کہ یک دو کس ازاں خانہ بآں مذہب متمذہب نباشند
و راغب، بایں عقیدہ نشوند لیکن اکثرے از جہلیہ علم تاریخ و اخبار
خود عاطل و از احوال اصول و اسلاف خود بے خبر و غافل می
باشند، و ہر گاہ در محافل و مجالس با اہل سنت و جماعت
گفتگو می نمایند کج مج می گویند و شتر گربہ می آرند حسبۃ للہ
تعالیٰ، بتحریر ایں رسالہ پرداختہ شد تا در وقت مناظرہ از جادۂ
خود بیرون نروند و اصول خود را منکر نشوند و در بعضے از امور
واقعی شک و تردد را راہ ندہند و دریں رسالہ التزام کردہ شد
کہ در نقل مذہب شیعہ و بیان اصول ایشاں و الزاماتے کہ عاید
بایشاں می شود غیر از کتب معتبرہ ایشاں منقول عنہ نباشد۔"

تحفہ کو بارہ اماموں کی نسبت سے مندرجہ ذیل بارہ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔

باب اول، در کیفیت حدوث مذہب تشیع و انتساب آں بفرق مختلفہ
باب دوم، در ممالک شیعہ و طرق اضلال و تلبیس
باب سوم، در ذکر اسلاف شیعہ علماء و کتب ایشاں
باب چہارم، در احوال اخبار شیعہ و ذکر رواۃ اینہا
باب پنجم، در الہیات
باب ششم، در نبوات
باب ہفتم، در امامت

Marfat.com

باب ہشتم ، در معاد

باب نہم ، در مسائل فقہ

باب دہم ، در مطاعن خلفاء ثلثہ و ام المومنین و دیگر صحابہ

باب یازدہم ، در خواص مذہب شیعہ ، اوہام ، تعصبات ، ہفوات

باب دوازدہم ، در تولا و تبرا

شاہ صاحب نے تحفہ اثنا عشریہ بارھویں صدی کے گذرنے کے بعد لکھا ہے خود فرماتے ہیں [1]

"بعد از انقضاء قرن ثانی عشر از ہجرت خیر البشر علیہ التحیہ والسلام صورت تالیف پذیرفتہ و جلوہ ظہور گرفتہ"

خاتمہ کتاب میں لکھتے ہیں [2]

"ایں نسخہ عجیبہ کہ مسمیٰ بہ تحفہ اثنا عشریہ است بعد از گزشتن دوازدہ قرن صدری از ہجرت حضرت خیر الانام علیہ و علیٰ اہل بیتہ و اصحابہ التحیۃ والسلام سمت تحریر یافت ، نقش اختتام پذیرفت"

تحفہ اثنا عشریہ ۱۲۰۴ھ (۱۷۸۹-۹۰ء) میں تالیف ہوا کسی نے تاریخ تالیف کہی ہے [3]

تحفہ را یک فن مداں کہ دردد سوئے ہر معرفت سراغ آمد

---

[1] تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۲ - ۴۰۱

[2] ملفوظات عزیزی صفحہ ۷۰

Marfat.com

سوئے الفاظ معانی اش بنگر　　ہست دریا کہ در ایاغ آمد
لبکہ نور ہدایت است یقین　　سال تصنیف او چراغ ، آمد

سنہ ۱۲۰۴ھ

تحفہ اثناء عشریہ کے رد میں شاہ صاحب کے ایک معاصر حکیم مرزا محمد المتخلص بہ کامل دہلوی رف سنہ ۱۲۳۵ھ / ۱۸۱۹-۲۰ء نے سب سے پہلے قلم اٹھایا اور انہوں نے تحفہ اثناء عشریہ کی تالیف کے دو سال بعد ایک کتاب نزہت اثنا عشریہ سنہ ۱۲۰۶ھ / ۱۷۹۱-۹۲ء میں تالیف کی [1] تحفہ اثناء عشریہ ذوالفقار الدولہ مرزا نجف خاں امیر الامراء کے مرنے کے بعد لکھا گیا۔ مرزا کا انتقال ۶ اپریل سنہ ۱۱۹۶ھ / ۱۷۸۲ء میں ہوا ہے۔

مرزا نجف خاں کے مرنے کے بعد دہلی کی سیاست پر مرزا نجف خاں کی بہن خدیجہ سلطان بیگم ، اور اس کی پارٹی کے چار ممتاز رکن افراسیاب ، مرزا شفیع ، نجف قلی خاں اور محمد بیگ ہمدانی پوری طرح اثر انداز رہے [2] اول الذکر افراسیاب اور مرزا شفیع نجف خاں کے پروردے اور متبنیٰ تھے اور مرزا نجف خاں کے مرنے کے بعد یہی دونوں امیر الامرائی کے منصب پر قابض ہوئے [3] ان دونوں کے خاتمہ کے بعد مہاداجی سندھیا اور غلام قادر روہیلہ کا عمل دخل ہوا

---

[1] نجوم السماء کی تالیف سنہ ۱۲۸۶ھ میں ہوئی ہے اور اس وقت وہ لکھتا ہے کہ نزہت اثناء عشریہ کی تالیف کو اسی سال ہو گئے (ملاحظہ ہو نجوم السماء صفحہ ۳۵۹)۔

[2] سنہ ۱۲۰۲ھ اس سلسلہ میں ملاحظہ ہو فال آف دی مغل ایمپائر جلد سوم صفحہ ۱۶۴ ، ۱۹۷ (کلکتہ سنہ ۱۹۵۳ء)

Marfat.com

مگر اس وقت بھی شیعہ امراء زین العابدین دبراور مرزا نجف خاں، نجف قلی خاں، محمد بیگ ہمدانی اور اسماعیل بیگ ملکی سیاست پر بری طرح چھائے ہوئے تھے[1] ان لوگوں کے اقتدار، تشیع کے عام غلبہ اور اودھ کے نواب وزیر کے سیاسی اثر و استیلاء کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاہ عبدالعزیز نے تحفہ اثنا عشریہ میں بحیثیت مصنف اپنا نام لکھنا مناسب نہ سمجھا اور انہوں نے مصنف کی حیثیت سے اپنا غیر معروف (تاریخی) نام "غلام حلیم بن شیخ قطب الدین احمد"[2] لکھا ہے تحفہ اثنا عشریہ نے شیعیت اور تفضیلیت کے بڑھتے ہوئے اثرات کو روکنے میں بہت کام کیا۔ شاہ صاحب لکھتے ہیں[3]

"غرض کہ منظور ردایں مذہب بود کہ مردم بدیدن ایں
کتاب ودآں اعتقاد سست شوند یا ترک نمایند الحمدللہ کہ
ایں معنی حاصل شد منظور فقیر ازیں مقدمات سلوک ایں
طریق جدید بہ اذہان اولی الالباب وطالبان راصواب
بود الحمدللہ کہ حاصل شد"

---

[1] اس سلسلہ میں ملاحظہ ہو فال آف دی مغل ایمپائر جلد سوم صفحہ ۱۶۴-۱۹۷ (کلکتہ سنہ ۱۹۵۳ء)

[2] شاہ عبدالعزیز کے والد شاہ ولی اللہ دہلوی کا نام قطب الدین احمد بھی تھا

[3] فتاوائے عزیزی جلد اول (بہ تصحیح مولوی محمد احسن نانوتوی) صفحہ ۱۳۱ (مطبع مجتبائی دہلی سنہ ۱۳۴۱ھ)

Marfat.com

مرزا محمد علی مؤلف نجوم السماء لکھتے ہیں [1]

"چوں فاضل عزیز تحفۂ خود را ظاہر نمود اضلالت شیوع گرفت و مردم جہاں و ناحق بیں بطرف آں گردیدند"

تحفہ اثنا عشریہ کے متعلق سر سید احمد خاں رف ۱۸۹۸ء لکھتے ہیں [2]

"اوائل حال میں فرقہ اثنا عشریہ نے شورش کو بلند کیا اور باعث تفرقہ خاطر جہال اہل تسنن کے ہوئے حضرت شاہ عبدالعزیز نے بسبب التماس طالبین کمال کے کتاب تحفہ اثنا عشریہ کہ غایت شہرت محتاج بیان نہیں بدل توجہ قلیل بصرف اوقات وجہیز سے بایں کثرت ضخامت تصنیف کی کہ وقت عبارت اس کتاب کی اس طرح سے زبانی ارشاد کرتے جاتے تھے کہ گویا از بر یاد ہے اور حوالہ کتب شیعہ کے جن کو علمائے فرقہ مذکور نے شاید بجز نام کے سنا نہ ہوگا، باعتماد حافظہ بیان ہوتے جاتے تھے اور اس پر متانت عبارت اور لطائف وظرافت جیسے ہیں ناظرین پر ہویدا ہے"

سر سید احمد خاں نے ۱۸۴۴ء میں تحفہ اثنا عشریہ کے دسویں اور بارھویں باب کا اردو ترجمہ "تحفہ حسن" کے نام سے شائع کیا [3] یہ دونوں باب خلفائے

---

[1] نجوم السماء صفحہ ۳۵۲ [2] تذکرہ اہل دہلی (آثار الضادید باب چہارم از سر سید احمد خاں) مرتبہ احمد میاں اختر جوناگڑھی، صفحہ ۵۲، ۵۴ (انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی ۱۹۵۵ء) [3] سیرت فریدیہ از سر سید احمد خاں (مرتبہ حکیم محمود احمد برکاتی)، صفحہ ۱۷ (پاک اکیڈیمی، کراچی ۱۹۶۴ء)

Marfat.com

ثلاثہ، ام المومنین اور صحابہؓ کے مطاعن کے جواب اور تولا و تبرا بیان کیے ہیں، سرسید نے یہ ترجمہ اپنے استاد مولوی نورالحسن صاحب کی مدد سے کیا تھا چنانچہ سید صاحب خود اسی میں لکھتے ہیں "مجھ میں ایسی قابلیت نہ تھی کہ جو میں اس کتاب کا ترجمہ کر سکتا لیکن استاذی مولوی نورالحسن کاندھلوی کی مدد سے یہ کام انجام کو پہنچا"۔[1] یہ تحفہ اثنا عشریہ کا (جزوی طور سے) پہلا اردو ترجمہ ہے جو سرسید احمد خاں کے ہاتھوں ظہور پذیر ہوا۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ جنگ آزادی سے دس بارہ سال پہلے بھی اس مسلک کا اس قدر زور تھا کہ سرسید احمد خاں جیسے معتدل مصلح نے بھی اس موضوع پر کتاب لکھنی ضروری سمجھی۔ حالانکہ جب علامہ شبلی نے "الفاروق" کی تالیف شروع کی تو سرسید احمد خاں کو خیال ہوا کہ کہیں شیعہ و سنی بحث پھر شروع نہ ہو جائے۔

تحفہ اثنا عشریہ کے متعلق شیخ محمد اکرام لکھتے ہیں[2]

"تحفہ اثنا عشریہ فی الحقیقت ایک عہد آفریں کتاب ہے اور شاہ عبدالعزیز نے اس کی تالیف میں بیحد محنت اور جانفشانی

---

[1] سرسید کا علمی کارنامہ از قاضی احمد میاں اختر جوناگڑھی صفحہ ۳۵ ایجوکیشنل کانفرنس، کراچی ۱۹۶۴ء)

[2] رود کوثر از شیخ محمد اکرام صفحہ ۵۷۱، ۵۷۲ لاہور ۱۹۵۸ء)

Marfat.com

سے کام لیا اس سے پہلے مختلف شیعہ سنی مسائل پر کتابیں
تصنیف ہوئیں خود شاہ ولی اللہ صاحب نے قرۃ العینین فی
تفضیل الشیخین، ازالۃ الخلفا اور بعض رسائل میں ان مسائل سے بحث
کی تھی لیکن ایسی جامع و مانع کتاب کوئی نہ تھی فی الحقیقت تحفۂ اثنا
عشریہ شیعہ سنی مسائل کا ایک انسائیکلوپیڈیا ہے کتاب کا مطبوعہ نول
کشوری ایڈیشن بڑی تقطیع کے ساڑھے چھ سو صفحوں پر محیط ہے
لیکن چونکہ بیان میں بڑے ایجاز و اختصار سے کام لیا گیا ہے اسلئے
مطالب و معانی اور دلائل و حوالے بے شمار آگئے ہیں کتاب کے جامع
و مانع ہونے کے علاوہ اس کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ روایات و
بیانات کے بیان میں فقط مستند از معتبر شیعہ کتب پر انحصار
کیا گیا ہے اور تواریخ و تفسیر میں سے فقط ان ہی چیزوں کو
چُنا ہے جن پر شیعہ سنی دونوں فریق متفق ہیں کتاب کی زبان
اور طرز بیان بھی متین اور مہذبانہ ہے۔"

علمائے شیعہ نے تحفہ کے رد میں پوری کوشش کی ہے مگر اس کے ساتھ ہی
شاہ عبدالعزیز کے علمی وقار و مرتبہ کو بھی مجروح کرنے کی مذموم سعی کی ہے کبھی تو یہ
الزام تراشا کہ اس کی تصنیف میں دوسرے علماء بھی شریک رہے ہیں اور اس بات کو
شہرت دی کہ یہ کتاب مسروقہ ہے اور خواجہ نصر اللہ کابلی کی "صواعق مولقہ" کا فارسی
ترجمہ ہے[1] لکھنؤ میں یہ اعتراض بڑی شد و مد سے کیا گیا۔ چنانچہ شاہ

---

[1] نجوم السماء صفحہ ۲۵۳، ۲۵۸۰

Marfat.com

صاحب نے اپنے تلمیذ رشید مرزا حسن علی محدث لکھنوی (ف ۱۲۵۵ھ / ۱۸۳۹ء) کے ایک استفسار کے جواب میں ایک طویل مکتوب ارقام فرمایا ہے جس سے نہ صرف یہ بے بنیاد اعتراض رفع ہو جاتا ہے بلکہ تحفہ اثنا عشریہ کے ماخذ اور اس کی ترتیب پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ شاہ صاحب لکھتے ہیں [1]

"در وقت تصنیف تحفہ اثنا عشریہ از کتاب ہائے اہلسنت کہ در رد مذہب شیعہ و کتب شیعہ کہ در رد مذہب اہل سنت تالیف شدہ سہ قسم بہم رسیدہ بود قسم اول در مجادلہ ایں مسئلہ خاص یعنی اثبات خلافت خلفائے ثلثہ و ردّ آں مثل نواقض الروافض و مرافض الروافض و صواعق محرقہ و شرح تجرید از طرف اہل سنت و مصائب النواصب و ردّ شبہات الاعور و اظہار الحق و سفینۃ النجات از طرف شیعہ قسم دوم آں کتاب ہا است کہ در مسئلہ امامت و شروط آں و مواقع آں بہ تفصیل تصنیف شدہ مثل بحث امامت در شرح مقاصد و شرح مواقف و طوالع الانوار و اربعین از طرف اہل سنت و تصانیف علامہ حلّی و مقداد و حدائق مولیہ در ردّ صواعق محرقہ و مقداد از طرف شیعہ قسم سوم آں است کہ تمام مذہب شیعہ را ہم در الہیات و ہم در معاد و ہم در امامت و ہم در روایت احادیث و ہم در اصول رد

---

[1] فتاویٰ عزیزی جلد اول صفحہ ۱۲۹، ۱۳۱

Marfat.com

کردہ اند مثل البطال الباطل و صواعق مولفہ تالیف ،
نصر اللہ کابلی از طرف اہل سنت منہج الحق علامہ حلی واحقاق
الحق نیز ہمیں ترتیب دارد و البطال الباطل نیز ہمیں
ترتیب دارد لیکن ترتیب صواعق بسیار مختصر و خوش نما
بہ نظر آمد ہماں را اختیار کردہ شد مگر مبحث تولا و تبرا
در آں نبود و شرح حدیث الثقلین نیز در آں نبود و مسئلہ
انکار نبوت والحاد کہ لازم مذہب شیعہ است بشرح و بسط
نیز در آں نبود ایں الباب افزودہ شد و باب مطاعن و
جواب آں اصلا در آں کتاب مذکور نیست و نیز در صواعق
اکتفا بر دلائل کلامیہ نمودہ در روایات از کتب امامیہ کوشیدہ
شد پس ایں کتاب را ترجمۂ آں گفتن محض نظر بظاہر ترتیب آں
می تواند شد مانند آں کہ مواقف را از طوالع و مسلم را از مختصر
مختصر الاصول ابن حاجب ماخوذ دانند حالا فرق واضح شد
پس فی الحقیقت ایں را ترجمہ قرار دادن کہ دور از عقل و
ادراک است در ہر دو کتاب نظر تامل بکار بردہ شود تا ایں
خیال بالکلیہ زائل گردد"

تحفہ اثنا عشریہ متعدد مطابع میں چھپتا رہا ہے اس کا اردو ترجمہ بھی
شائع ہو چکا ہے پہلا اردو ترجمہ مولوی عبد المجید خاں پیلی بھیتی نے کیا تھا جو
ہدیۂ مجیدیہ کے نام سے شائع ہوا تھا۔ حال میں کارخانہ تجارت کتب (کراچی) نے

Marfat.com

بھی اردو ترجمہ شائع کیا ہے ترجمہ کے فرائض مولوی سعد حسن خاں یوسفی نے انجام دیئے ہیں۔ تحفہ اثنا عشریہ کا عربی ترجمہ مولوی اسلمی مدراسی (ف ۱۲۷۲ھ) نے کیا کہا جاتا ہے کہ نواب علی محمد خاں والا جاہ کے صاحبزادے نے عربی ترجمہ عرب بھیجا تھا [1] مولانا اسلمی کے عربی ترجمہ کی تلخیص مصر سے شائع ہو چکی ہے۔

اب ہم شیعہ علماء کی ان کوششوں کا جائزہ لیتے ہیں جو انہوں نے تحفہ اثنا عشریہ کے رد کے سلسلہ میں صرف کی ہیں اس ضمن میں حکیم مرزا محمد المتخلص بہ کامل دہلوی (ف ۱۲۳۵ھ) کا نام سرفہرست ہے وہ اپنے دور کے نامور فاضل اور طبیب تھے اور بقول مؤلف نجوم السماء تحفہ کی تالیف سے پہلے حکیم صاحب اور شاہ عبدالعزیز کے درمیان آپس میں ملاقات کا سلسلہ جاری تھا۔ انہوں نے سب سے پہلے ۱۲۰۶ھ - ۱۷۹۱ء میں نزہت اثنا عشریہ کتاب تالیف کی مؤلف نجوم السماء نے نزہت اثنا عشریہ کا ایک طویل اقتباس اپنی کتاب میں نقل کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حکیم صاحب تہذیب و متانت اور شرافت و ثقاہت کے دامن کو چھوڑ کر سب و شتم پر اتر آئے ہیں [2] مرزا محمد

[1] ملفوظات عزیزی صفحہ ۷۰

[2] نجوم السماء صفحہ ۳۵۵ تا ۳۵۷

Marfat.com

نے تحفہ اثنا عشریہ کا دوسرا نام نصرۃ المومنین و ذلۃ الشیاطین رکھا[1] اس کتاب میں تحفہ کے پہلے، تیسرے، چوتھے۔ پانچویں اور نویں باب کا رد کیا گیا ہے مؤلف نجوم السماء کا بیان ہے کہ تحفہ اثنا عشریہ کے جواب میں شاہ عبدالعزیز نے ایک رسالہ عزۃ الراشدین لکھا جس کے جواب دینے سے حکیم مرزا محمد نے اعراض کیا مگر ایک دوسرے شیعہ عالم حکیم باقر علی خاں نے جو اپنے آخر زمانے میں دہلی میں رہ پڑے تھے عزۃ الراشدین کے جواب میں ایک کتاب معین الصادقین لکھی عزۃ الراشدین کا دوسرے شیعہ علماء نے بھی جواب لکھا[2]

دوسرا قابل ذکر نام مجتہد العصر سید دلدار علی (ف ۱۲۳۵ھ / ۱۸۲۰ء) کا ہے ان کی تبلیغی کوششوں کا اوراق گزشتہ میں جائزہ لیا جا چکا ہے انہوں نے تحفہ اثنا عشریہ کے مختلف ابواب و مضامین کی تردید میں مختلف چھ رسالے۔

(۱) صوارم البیات

(۲) حسام الاسلام

(۳) احیاء السنہ

---

[1] نجوم السماء ۳۵۸۳

[2] نجوم السماء صفحہ ۳۵۹

Marfat.com

(۴) رسالہ ذوالفقار

(۵) کتاب صوارم (رسالہ در اثبات امامت)

(۶) رسالہ غیبت لکھے [1]

مجتہد العصر کے فرزند سید محمد (ف ۱۸۶۷ء) نے تحفہ اثنا عشریہ کے رد میں دو رسالے البوارق فی مبحث الامامت و طعن الرماح فی مبحث فدک والقرطاس لکھے [2] اور ان کے تلمیذ مفتی سید محمد قلی خاں کنتوری (ف ۱۲۶۰ھ) نے تحفہ کے رد میں متعدد رسالے لکھے انہوں نے پہلے باب کے رد میں سیف ناصری دوسرے باب کے رد میں تقلیب المکائد، ساتویں باب کے رد میں برہان السعادت اور آٹھویں باب کے رد میں تشئید المطاعن وکشف الضغائن اور گیارھویں باب کے رد میں مصارع الافہام لکھیں تشئید المطاعن دو ضخیم جلدوں میں ہے [3] اور مفتی کنتوری کے فرزند مولوی حامد حسین نے اپنی تمام

---

[1] نجم السماء صفحہ ۳۵۰

[2] الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند از سید عبدالحی صفحہ ۲۲۰ دمشق ۱۹۵۸ء)

[3] نجوم السماء صفحہ ۴۲۲ نیز دیکھئے الذریعہ الی تصانیف الشیعہ از محسن حسن جلد سوم صفحہ ۹۶ (نجف ۱۳۵۷ھ)

Marfat.com

عمدہ تحفہ کے رد میں صرف کردی سید عبدالحیؒ لکھتے ہیں [1]

"وفاتہٗ صرف عمرہ فی الرد علی التحفہ"

ملفوظات شاہ عبدالعزیز میں ہے کہ حسن رضا خاں نے تحفہ کے رد کے لئے علامہ تفضل حسین خاں (۱۲۱۵ھ) سے کہا تھا مگر انہوں نے اس کا رد لکھنے سے انکار کردیا [2]

شاہ عبدالعزیز نے تحفہ اثنا عشریہ کے خاتمہ کے طور پر ایک رسالہ "سراالجلیل فی مسئلۃ التفضیل" لکھا ہے جس میں انہوں نے عقلی ونقلی دلائل سے فضیلت شیخین رضؓ کو "کالشمس فی النہار" کی طرح واضح کیا ہے یہ رسالہ گیارہ مقدمات پر مشتمل ہے شاہ صاحب اس رسالہ کے سبب تالیف میں لکھتے ہیں۔

"چوں از تسوید وتبییض تحفہ اثنا عشریہ
بعون عنایت الٰہی فراغت حاصل شد
بعضے از دوستان صادق ویاران
موافق بآرزوئے تمام اشتیاق لاکلام
استدعائے نمودند کہ مسئلہ تفضیل را

---

[1] الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند از سید عبدالحیؒ صفحہ ۲۲۰

[2] ملفوظات شاہ عبدالعزیز صفحہ ۲۱۶

Marfat.com

نیز تفضیلے لائق دادہ شود تا دریں مباحث
کہ نقل ہر مجلس و مشغلہ ہر محفل اند تعطشی
باقی نماند برآں ایں رسالہ مختصر
بطریق عجالہ آں وقت بتحریر درآمد
کہ مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ " سمیتہا
بالسر الجلیل فی مسئلۃ التفضیل "

رسالہ کے خاتمہ میں لکھتے ہیں ۔

"چوں ایں مقدمات احدی عشر تمام شد
خاتمۂ کتاب تحفہ اثنا عشریہ تمام شد

رسالہ سر الجلیل فی مسئلہ التفضیل ، فتاوای عزیزی کی جلد دوم میں شامل ہے ، اس رسالہ کا ایک قلمی نسخہ مولانا رشید احمد گنگوہی (ف ۱۹۰۵ء) کے کتب خانہ سے مفتی محمد شفیع دیوبندی صاحب کو دستیاب ہوا تھا مفتی صاحب نے مولوی عتیق احمد دیوبندی مدیر قاسم العلوم ، دیوبند کی فرمائش پہ اس کا اردو ترجمہ ۱۳۴۹ھ میں رسالہ قاسم العلوم کی مختلف اشاعتوں میں شائع کیا تھا ۔ پھر یہ رسالہ علیحدہ کتابی صورت میں شائع ہوا ۔ مفتی صاحب کا وہی ترجمہ ان کی اجازت سے اس مجموعہ میں شامل ہے ۔

شاہ عبد العزیز نے ایک دوسرا رسالہ عزیز الاقتباس

Marfat.com

فی فضائل اخیار الناس تحریر فرمایا اس میں شاہ صاحب نے وہ احادیث جمع فرمائی ہیں جو خلفائے اربعہ کے فضائل میں مروی ہیں اس رسالہ کا آخری حصّہ ان احادیث پر مشتمل ہے جو اہل بیت کے فضائل میں ہیں اس کا فارسی ترجمہ مرزا حسن علی لکھنوی نے کیا تھا ۱۹۰۴ء میں یہ رسالہ ظہیر الدین.. سید احمد ولی اللہی کی سعی ہے اردو ترجمہ کے ساتھ شائع ہوچکا ہے ترجمہ اور تحشیہ کے فرائض مولوی نظام الدین کیرانوی نے انجام دیئے ہیں - اس پر نظر ثانی حکیم عبد الغفور مرحوم نے فرمائی ہے یہ رسالہ بھی اس مجموعہ میں شامل ہے -

اس موضوع پر شاہ صاحب کا ایک اور رسالہ "وسیلۃ النجات" ہے جس میں شاہ صاحب نے کسی شخص کے سوال کے جواب میں دلائل و براہین سے ثابت کیا ہے کہ فرقہ ناجیہ "اہل سنت و جماعت" ہے اور اس رسالہ میں شاہ صاحب نے بڑی حد تک نصوص قرآنی ہی کو بنیاد بنایا ہے اور صحابہ کرام کے مرتبہ کو بڑے مؤثر کن انداز میں بیان کیا ہے یہ رسالہ بھی فتاوی عزیزی جلد اول میں شامل ہے اور علیحدہ بھی متعدد بار چھپ چکا ہے ، یہ رسالہ بھی اس مجموعہ میں شامل ہے ، اردو ترجمہ پر نظر ثانی کے فرائض مولوی حکیم عبد الغفور دف ۱۴ رمضان ۱۹۶۴ء)

Marfat.com

نے انجام دیئے ہیں۔

شاہ عبدالعزیز نے بہت سے ان مسائل کا مفصل بیان کیا ہے جو اس زمانے میں شیعہ سنی مباحثہ کے موقعہ پر زیر بحث آتے تھے یہ تمام مسئلے فتاویٰ عزیزی میں موجود ہیں۔ اگر ان مسائل کی تبویب کی جائے تو بآسانی معلوم ہو جائے گا کہ شیعیت اور تفضیلیت کے متعلق ہر مسئلہ پر شاہ عبدالعزیز نے اپنی رائے کا اظہار فرمایا ہے اور مذہب اہل سنت وجماعت کی حقانیت کو ثابت کیا ہے

شاہ عبدالعزیز کے آخر الذکر تینوں رسالے

(۱) سراالجلیل فی مسئلۃ التفضیل

(۲) عزیز الاقتباس فی فضائل اخیار الناس

(۳) وسیلۃ النجات ایک مجموعہ میں جمع کر دیئے گئے ہیں اور مجموعہ کا نام "فضیلت صحابہؓ و اہل بیت" رکھا گیا ہے مجموعہ کے آخر میں شاہ عبدالعزیز اور ان کے بھائی شاہ رفیع الدین (ف ۱۲۳۳ھ / ۱۸۱۷ء) کے مکتوبات بھی شامل کر دیئے ہیں یہ مکتوبات مختلف کتابوں اور رسالوں سے جمع کئے گئے ہیں۔ ان کا ترجمہ مولوی محمد سلیمان بدایونی مرحوم (ف ۱۹۶۳ء) اور مولوی محمد جمیل الدین بدایونی نے کیا ہے۔

پاک اکیڈیمی" کراچی کی کوششیں قابل تحسین اور مبارک باد

Marfat.com

ہیں کہ اس نے شاہ عبدالعزیز رح کے ان نادر اور قیمتی رسائل کو فراہم کر کے "فضیلت صحابہ اور اہل بیت" کے نام سے شائع کیا ہے اللہ تعالیٰ جمیع مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ ان رسائل سے استفادہ کریں اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اعلیٰ مقام کو پہچانیں۔

محمد ایوب قادری

یکم جمادی الاول سنہ ۱۳۸۴ھ

مطابق ۹ ستمبر سنہ ۱۹۶۴ء

بروز چہارشنبہ

۱۴۱/۱ وحیدآباد

کراچی ۱۸

Marfat.com

سرّ الجلیل

فی

مسئلۃ التفضیل

(فارسی متن)

(مؤلفہ)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ

مفتی محمد شفیع صاحب

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی الہ ذوالفضل العظیم وصحبہ اولی الفخر الجسیم۔

اما بعد:- چوں از تسوید تبییض تحفہ اثنا عشریہ بعون عنایت الٰہی فراغت حاصل شد بعضے از دوستان صادق ویاراں موافق با آرزوی تمام وافتیاق مالا کلام استدعا نمودند کہ مسئلہ تفضیل را نیز تفضیلے لائق دادہ شود تا دریں مباحث کہ نقل ہر مجلس ومشغولہ ہر محفل اند لفظے باقی نماند بنا براں ایں رسالہ مختصرہ بطریق عجالۃ الوقت بتحریر آمد کہ مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ وسمینا ہا بالسر الجلیل فی مسئلۃ التفضیل وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت وہو حسبی ونعم الوکیل وایں رسالہ مشتمل ست بر یازدہ مقدمہ اولیٰ باید دانست کہ فضل منقسم است بدو قسم۔

قسم اول

اختصاصی از جانب خدا کہ بی سابقہ عملی وبی تقدم خدمتی در عبادتی چیز را بر چیزے دیگر فضل بخشیدہ ترجیح دہد زیرا کہ او مالک ست ہر چیز راخواہد از مملوکات خود یا فزونی مرتبہ واعلائے منصب امتیاز دہد ودریں فضل عموم ست بغایت وسیع کہ ناطق وغیر ناطق وحیوان وجماد ونبات بلکہ جواہر واعراض را نیز شامل ست مثل تفضیل ملائکہ در آفرینش کہ پیش از ہمہ خلعت وجود پوشیدہ اند ومثل تفضیل انبیاء کہ بی استعداد سابق وعبادات وریاضات بانزال وحی مشرف شدہ اند واز ہماں جنس ست تفضیل سیدنا ابراہیم ابن رسول اللہ صلعم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بر جمیع اطفال و تفضیل ناقہ حضرت صالح علیہ السلام بر شتران عالم و تفضیل مکہ و مدینہ بر جمیع شہرہا و تفضیل مساجد بر سائر بقاع و تفضیل حجر اسود بر سائر احجار و ماہ رمضان بر ماہ ہا و روز جمعہ و عرفہ عاشورہ بر دیگر روزہا و دہ روز ذی حجہ بر بقیہ ایام و شب قدر بر شب ہائے دیگر و نماز فرض بر نفل و نماز عصر و صبح بر دیگر فرائض و تفضیل سجود بر قعود و ارکان نماز تفضیل بعض اذکار بعض و درین تمثیلات واضح شد کہ درین قسم فضل بر انقسام ست پس گاہی وجہ فضل معقول بشر می شود مثل تفضیل مساجد بر دیگر بقاع کہ محل ذکر الٰہی اند لیکن تخصیص این بقعہ بآں کہ مسجد کردہ شد محض بعنایت او تعالیٰ است و گاہی وجہ فضل ہیچ در عقل بشری نمی آید مثل تفضیل حجر اسود بر سائر احجار و تفضیل بقعہ کعبہ بر دیگر بقاع و نیز این فضل گاہی اصلی می شود مثل تفضیل حجر اسود بر سائر احجار و گاہی تبعی و طفیلی مثل ــــ تفضیل ذبیح اسماعیل علیہ السلام و تفضیل حضرت ابراہیم ابن رسول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالجملہ مدار فضل درین قسم بر تخصیص مجرد ست بلا عمل و سعی۔

قسم دوم

فضل جزی کہ بمقابل عمل عطا می شود و این قسم نسبت بقسم سابق خصوصیتے دارد کہ در غیر اہل عمل یافتہ نمی شود آنہا سہ گروہ اند ملائکہ و جن و انس و مرجع این فضل در آخر کار ہماں فضل اختصاصیے ست چنانچہ واضح خواہد شد و این قسم فضل بیشتر محل تنازع و اختلاف می باشد بہ خلاف فضل اختصاصی کہ در آنجا نص شارع کفایت می کند و نیز در ینجا باید

Marfat.com

فہمید کہ جمیع صحابہ را فضل اختصاصی ثابت ست بدلیل اختیار ہی اصحاب و اصہار
و انصار او ازواج مطہرات و بنات مکرمات را نیز چنانچہ ظاہر ست لیکن حرف
در فضل این بزرگان فیما بینہم می رود ظاہر از بعض احادیث آں ست کہ این ہمہ
فضل اختصاصی ست لیکن نظر دقیق و اکثر آیات حکم می کند کہ از قسم فضل جزئی
ست آری در ترتیب خلافت اگر حکم بفضل اختصاص بعضے بر بعضے نمودہ آید
النسب می نماید چنانچہ غلبۂ علیؓ الا تقدیم ابی بکر و امثال آں بر اں گواہ است

مقدمہ ثانیہ

فضل جزئے کہ بمقابلہ عمل ست نیز اقسام دارد و حالا دراں اقسام نظر
تعمق باید کرد و در محل نزاع قسمی را کہ احق و اولیٰ باعتبار ست جاری باید
ساخت تا مورد فضل جزئی متعین شود و نزاع مرتفع گردد پس اول باید دانست
کہ ہر عمل را در عمل خود بہ ہفت وجہ فضیلت بر غیر خود می تواند بود و بمدائے
این ہفت وجہ وجہی دیگر مدار فضل نمی تواند شد

اوّل

ماہیت عمل یعنی صورت صنفیہ او مثل فضیلت نماز فرض بر نماز نفل
و این را چند صورت ست صورت اول آں کہ شخصے باشد کہ تمام
فرائض را ادا می کند و دیگرے بعض فرائض را ادا می کند و بعض را
ترک می کند و نوافل را می گزارد یا ہر دو باشند کہ تمام فرائض را ادا
می کند و نوافل نمی گزارد نیز بجا می آرند لیکن نوافل یکے زائد بر نوافل

Marfat.com

دیگرے باشد در بزرگی و فضیلت یا شخصی باشد کہ ذکر بسیار در نماز می کند و دیگری باشد کہ در خارج نماز ذکر بسیاری می کند یا دو کس باشند کہ یکے از آنہا در معرکۂ کفار جہاد بسیار می کند و در موضع خطرناک می آید و دیگری در کمک مقابلین و دفع اعدا از چپ و راست سعی بسیار می کند یا یکے جہاد بسیار می کند و دیگرے مشغول بہ نماز و رونده بسیار ست یا ہر دو اجتہاد می کنند۔ و یکی را اصابت حق بیشتر دست می دہد از دیگر بالجملہ حاصل این وجہ آں ست کہ ذات عمل یکے افضل از ذات عمل دیگر باشد۔

دویم :۔ نیت عمل یعنی علت غائیہ و غرض کہ آنرا در عرف شرح نیت گویند مثلاً شخصے بہ عمل خود محض رضا الٰہی قصد می کند و امرے دیگر را با او مخلوط نمی نماید و دیگرے باشد کہ در ہر عمل با او مساوی ست اما در قصد رضا الٰہی قصور می دارد و نفع دنیا مردم با دیگر وجوہ نفع دنیاوی را با وے خلط می کنند۔

سویم :۔ کیفیت عمل مثلاً شخصے باشد کہ ہر عمل را با جمیع حقوق و سنن و آداب می کند و دیگرے بعض از سنن و آداب را فوت می کند اگرچہ باطل نمی کند یا شخصے باشد کہ عمل او صاف ست از لوث کبائر و اصرار بر صغائر و دیگرے با وصف طاعت و عمل از ارتکاب کبائر یا صغائری نماند و علیٰ ہذا القیاس تفاوت بحضور قلب و عدم آں در تلاوت و ذکر بر طہارت و عدم آں۔

چہارم :۔ کمیت عمل پس در ادای فرائض برابر باشند و یکی نوافل زائد دارد بر دیگری، چنانچہ در حدیث صحیح مروی ست کہ دو کس در یک وقت ایمان آوردند و ہجرت کردند و ——— و یکی از آنہا شہید شد و دیگرے زندہ

Marfat.com

ماند بعد ازاں مرد مردم آں شہید را ترجیح دادند حضرت پیغمبر فرمود کہ ایں صلوٰۃ بعد صلوٰۃ وصیام بعد صیامہ۔

پنجم ۔ زمان عمل پس شخصے کہ در صدر اسلام یا در ایام قحط یا در وقتی کہ بر مسلمین حادثہ افتادہ باشد عملی وطاعتی نماید جہادی وصدقہ وانفاقی نماید بہتر است از کسے کہ بعد از قوت اسلام واستغنا ازاں بعمل آرد چنانچہ در حدیث صحیح وارد است کہ در حق صحابہ فرمود لو انفق احدکم مثل احد ذھبا ما بلغ مد احدھم ولا نصیفہ وقال اللہ عزوجل لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وہمچنیں انفاق در ہم بوجہ اللہ در وقت فقر واحتیاج وصحت بہتر ست از انفاق اضعاف مضاعفہ آں در وقت غنا وثروت یا وصیت بآں عند الموت وہمچنیں ادائے فرائض در حال خوف ومرض وسفر ومشقت وقلت فرصت ورفع موانع بہتر ست از غیر آں وہمچنیں در قرب موت وآخر اجل شغل عبادت بہتر است ازاں شغل در اول عمر وعمرۃ فی رمضان یعدل الحجۃ ومن تقرب فیہ بخصلۃ من الخیر کان کمن ادی فریضۃ مما سواہ ومن ادی فریضۃ فیہ کان کمن ادی سبعین فریضۃ فیما سواہ وافضل الصیام بعد شہر رمضان شہر اللہ المحرم وجمیع طاعات در اشہر حرم مضاعف می شود۔

ششم ۔ مکان عمل مثل نمازی کہ در مسجد حرام یا در مسجد مدینہ ادا کردہ شود بہتر از ہزار نماز است در جائے دیگر وروزہ در دار الحدیث

Marfat.com

محل جہاد بہترست از غیر آں من صام یوماً فی سبیل اللہ حرمہ
اللہ علی النار

ہفتم - اضافہ بہ امور خارجہ مثل فاعل یا مشارک و مقارن پس یک رکعت ہمراہ نبی یا از نبی بہترست از غیر آں و ہم چنیں صیام و صدقہ و جہاد کہ از پیغمبر یا ہمراہ پیغمبر واقع باشد بہ ہزاراں درجہ بہتر است از غیر آں۔

ولہٰذا صحابہ با جمعہم اعمال خود را کہ بعد از موت پیغمبر کردہ بودند ہرگز موازی اعمال خود را کہ ہمراہ پیغمبر کردہ بودند نمی دانستند و در حدیث ست کہ عمرۃ فی رمضان تعدل حجۃ معی و در قرآن جابجا اشارہ بایں مضمون ست ....
قولہ تعالیٰ لٰکن الرسول والذین اٰمنوا معہ جاھدوا باموالھم وانفسھم اولٰئک لھم الخیرات واولٰئک ھم المفلحون و از ہمیں با باطل شد قول ابی ہاشم جبائی حیث قال جائز ان طال عمر امرء ان یعمل ما یوازی عمل النبی و نیز ظاہر شد کہ انس ابن مالک و ابو امامہ باہلی و عبداللہ ابن بشیر و عبداللہ ابن الحرث و سہل ابن سعد ساعدی و جابر ابن عبداللہ کہ عمر طویل یافتند و اعمال بسیار کردند ہرگز افضل نمی توانند شد بر ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ و ابو عبیدہ و زید ابن حارثہ و جعفر ابن ابی طالب و مصعب ابن عمیر و عبداللہ ابن جحش و سعد ابن معاذ و عثمان ابن مظعون رضؓ حالاں کہ بعضے از اولین تا ہشتاد سال بلکہ نود سال از موت اینہا طاعات و اعمال بجا آوردند و بہ ہمیں سبب قطع می کنم بآں کہ ہر کہ از صحابہ در وقت موت آں حضرت افضل بود از دیگرے آں مفضول ہرگز بدرجہ اولا حق نمی تواند شد

Marfat.com

مقدمہ سوم

نتیجہ فضل خواہ فضل اختصاصی بود بغیر عمل خواہ جزئی بود بمقابلہ عمل دو چیز ست اول آنکہ حق تعالیٰ تعظیم فاضل را واجب کند در دنیا بر مفضول و دریں امر شریک اند جمیع افاضل خواہ مثل کعبہ و مسجد و روز جمعہ و شہر رمضان و ناقہ صالح وغیرہ جمادات و حیوانات و اغراض باشد خواہ مثل انبیاء ملائکہ و صحابہ و ازواج مطہرات و اولاد پیغمبر باشند دوم آنکہ برائے فاضل درجہ از قرب و منزلت و مساکن جنت مقرر شود اعلیٰ و ارفع از درجہ مفضول و ذلک تحقیقاً لمعنی الفضل والا لم یظہر الفضل و کان الفضل مجرد لفظ لا معنی لہ و دریں امر خصوصیتی ست کہ غیر از عالمین را میسر نیست و لہذا در غیر فضل جزئی متحقق نمی شود و نیز دریں جا باید دانست کہ دخول جنت گاہی مبنی بر فضل اختصاصی می باشد بدوں سابقہ عمل چنانچہ اطفال مومنین را و علی الخصوص اطفال انبیاء را۔

مقدمہ چہارم

کل من امرنا بتعظیمہ فھو ذو فضیلۃ دریں مقدمہ خدشہ کہ بخاطری رسد آنست کہ مادر و پدر کافر را نیز تعظیم و بر و احسان و تذلل واجب ست حالانکہ ہیچ فضیلت ندارند جوابش آنکہ تعظیم ایشاں در عرف شرع تعظیم نیست بلکہ نوعی ست از احسان و بر و احسان را تعظیم نمی تواں گفت مجرد تذلل

نیز تعظیم نیست لان الانسان قد یتذلل لمن یخاف ضرہ وجہ قسم تعظیم الوالدین الکافرین در شرع مامور بہ باشد حالاں کہ براہ از انہا واجب ست قال اللہ تعالیٰ لا تجد قوما یومنون وقال اذ قالوا لقومہم انا براء من کم ومما تعبدون من دون اللہ بلکہ تعظیم شرعی آنست کہ مبنی باشد بر محبت فی اللہ وللہ ولایت ودوستی از دل وایں معنی در غیر اہل فضل ہرگز در شرع وارد نہ شدہ کما یدل علیہ التصفح

مقدمہ پنجم

یقین معلوم است کہ بعد از تعظیم خدا در شرع تعظیم انبیاء وآل در مستحق وواجب است کہ دیگر آں را نیست وہیچ کس مستحق آں تعظیم نیست غیر از انبیاء وبعد از انبیاء ازواج مطہرات آں جناب را آں قدر استحقاق تعظیم بہ نص قرآنی ثابت ست کہ ہرگز در دیگراں نیست قولہ تعالیٰ النبی اولی بالمومنین من انفسہم وازواجہ امہاتہم پس در حق ازواج مطہرات فضیلت صحبت آنسرور در زیادہ بر صحابہ رض اکثر متحقق است زیرا کہ صحبت ایشاں اعلاست از صحبت غیر ایشاں وبا فضیلت صحبت حق امومیت دینی نیز موجب تعظیم ایشاں گشتہ۔

مقدمہ ششم

ہرگاہ سخن در تفضیل جاری شود مطلق نباید پرسید زیرا کہ مفاضلہ واقع

Marfat.com

نمی شود الا دراں دو چیز کہ فضل آنہا از یک وجہ باشد و باہم درآں وجہ زیادہ وکم بودہ باشد واگر فضل آنہا از دو جہت باشد پس درانجا مفاضلہ متحقق نمی تواند شد زیرا کہ ہرگاہ بگوئیم ای ہنین اکثر اوصافا فی ما اشتراکا فیہ پس رمضان نمی تواں گفت کہ بہتر ست یا ناقۂ صالح یا کعبہ بہتر ست یا نماز و نمی تواں گفت کہ مکہ بہتر ست یا مدینہ در رمضان بہتر است یا ذوی الحجہ و نماز بہتر ست یا زکوٰۃ و ناقہ صالح بہتر ست یا عصباء پیغمبر پس از ینجا معلوم شد کہ تفضیل حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ مثلاً بر ابوبکر معنی ندارد و زیرا کہ فضل ابراہیم مبنے بر عمل نیست بلکہ اختصاص مجرد ست

مقدمہ ہفتم

علو درجہ در بہشت گاہے بطریق تبعیت می باشد مثل اعلائے درجہ اولاد صغار آں حضرت بہ تبعیت آں حضرت رائیں اعلاء درجہ دلالت بر افضلیت تفضیل جزئی نمی کند و گاہے بطریق اصالت می باشد در مقابلہ عمل ایں شخص ایں دلالت می کند بر افضلیت تفضیل جزئی و علیٰ ہذا القیاس تقدم در دخول جنت و در ورود حوض و شفاعت و موقف حساب بر دو قسم ست یک قسم ازاں دلالت بر افضلیت تفضیل جزئی دارد و یک قسم نہ مثل تقدم است مصطفوی دریں امور بر انبیاء ذلک قال اللہ ھم وازروا جھم فی ظلال علی الارائک متکئون الحقنا ھم ذریتھم الی غیر ذلک

Marfat.com

مقدمہ ہشتم

سیادت غیر فضل ست زیرا کہ سیادت دلالت بر شرف ایں شخص می کند پس اولاد آں حضرت بسبب شرفے کہ دارند سادات اند فضل موقوف بر جزای عمل ست و ہم چنیں امارت موقوف بر فضل نیست بدلیل آں کہ عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ مامور بود باطاعت عمرو بن العاص رض در حالت امارت واز اینجا معلوم شد کہ وجوب طاعت شخصے بر شخصے نیز دلالت بر فضل مطاع بر مطیع نمی کند۔

مقدمہ نہم

وجوہ ہفت گانہ مفاضلت چوں باہم متعارض شوند از روئے آیات و احادیث احق واولیٰ بالاعتبار راتعین باید کرد۔ پس بالقطع از شریعت ثابت است کہ کمیت عمل را در جنب کیفیت آں اعتباری نیست و نیز کمیت وکیفیت را در جنب زماں عمل اعتبار نیست بقولہ تعالیٰ لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل وایں قدر خود از روئے احادیث صحیحہ ثابت است کہ عمل صحابہ را در حضور پیغمبر و با پیغمبر ہیچ عمل نمی رسد و نیز بالقطع معلوم ست کہ با عمل پیغمبر عمل برابر نمی شود پس ہر عمل کہ با پیغمبر شریک شوند ہیچ عمل باآں برابر نمی شود زیرا کہ مشارکۃ جماعۃ در عمل آں نورانیت وحدانیت مبہم می رساند مثل کیفیت وحدانیت مزاج کہ در ہر جزء از اجزاء مرکب متشابہ می گردد و لہٰذا

Marfat.com

جماعت را مشروع ساختہ اند و بایں اعتبار صحابہ را فضل جزئی بر جمیع امت ثابت ست و درمیان صحابہ سبقت و تقدیم را بموجب لا یستوی منکم ... اعتبار باید کرد و زیرا کہ ہر قدر تقدم و سبق بیشتر وقت احتیاج اسلام و تقویت آں بیشتر چنانچہ حدیث فقال صدقت وقلتم کذبت دلالت برآں دارد پس بایں اعتبار کسانے کہ قبل از ہجرت باعمال اسلام قیام نمودہ اند افضل باشند از من بعد خود مثل ابوبکرؓ و عثمانؓ و علیؓ و حمزہؓ و جعفر و عثمان ابن مظعون و طلحہ و زبیر و مصعب ابن عمیر و عبدالرحمن ابن عوف و عبداللہ ابن مسعود و سعید ابن زید و زید ابن حارثہ و ابی عبیدہ و بلال و سعد و عمار ابن یاسر و ابوسلمہ ابن الاسد و عبداللہ بن جحش و غیرہم من نظرائہم بعد ان اہل العقبۃ باز اہل العقبۃ الثانیہ باز اہل بدر باز اہل مشاہد مشہد مابعد مشہد تا آں کہ نوبت بہ صلح حدیبیہ رسد زیرا کہ انزال سکینہ و صفائی قلوب ایشاں منصوص بنص قرآنی ست اما بعد ازاں پس بالقطع ہیچ مشہد نیست کہ مارا فضل برآں وجہ باشد زیرا کہ در ہر مشہد جماعت منافقین ہم بودند قولہ تعالیٰ و ممن حولکم من الاعراب منافقون ومن اہل المدینۃ مردوا علی النفاق آمدیم برآں کہ فیما بین ایں اشخاص کدام یک افضل ست وہمیں ست محل نزاع زیرا کہ کلام در خلفاء اربعہ است وایں ہا ہمہ متفق اند در سابقیت و قدم۔

مقدمہ دہم

تعیین افضل را دو طریق است اول نص شارع دوم تتبع احوال

Marfat.com

واعمال اگر گویند کہ طریق اول مخدوش ست بجہت تعارض وقتی مے افتد کہ
یک لفظ درحق دو کس وارد شود و دلالت بر افضلیت ہر دو کند و عند التفحص
چنیں نیست۔ بلکہ لفظ افضل و خیر کہ نص در مدعا است درحق ابوبکر رض و عمر رض
ورود یافتہ ولفظ سیادت و اجبیت و شرف درحق مرتضیٰ علی رض و فاطمہ رض و عائشہ رض
ورود یافتہ و سابق گذشت کہ معنی سیادت و شرف و اجبیت دلالت بر فضل جزئی
می کند پس درحقیقت تعارض نیست اما طریق دوم کہ تتبع احوال و اعمال ست
پس ازاں جملہ است جہاد اگر گویند کہ مرتضیٰ در جہاد افضل بود ازاں ابوبکر
و عمر رض گوئیم جہاد را سہ قسم ست جہاد زبانی کہ بدعوت اسلام و ——
فہمانیدن شرائع و وعظ و نصیحت و ترغیب و ترہیب می باشد دوم جہاد
نزدیک جنگ بتدابیر و رائے و القاء رعب در قلوب مخالفین و جمع مردم برائے
قتال و تفریق جماعت اعداء سیوم جہاد بدست بطعن و ضرب و بلاشبہ آں
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بر دو قسم اول از جہاد مشغول بود نہ بقسم ثالث
و قسم ثالث بالیقین اعلیٰ مراتب جہاد ست و دراں دو قسم ابوبکر رض و عمر
بر جمیع صحابہ پیش قدم اند زیرا کہ بدعوات ابوبکر رض در اول اسلام عمدہ صحابہ
مسلمان شدہ اند و او ہمیشہ مشغول بود بایں دعوت و از روز یکہ عمر رض اسلام
آورد عزت و غلبہ اہل اسلام افزود و عبادات اسلام را جہاراً و علانیہ در مکہ
رواج دادہ و در رائے و مشورہ ایں ہر دو مشیر وزیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بودہ اند و ہیچ غزوہ و مہمے بی مشورہ ایشاں واقع نشدہ و در جمع مردم و تفریق
جمعیت اعدا ہمیشہ بحضور آں حضرت مساعی جمیلہ زیادہ بر دیگراں نمودہ اند

Marfat.com

و نیز بالیقین معلوم است کہ آں حضرت اشجع الناس بود او ہمیں دو قسم جہاد را اختیار فرمودہ پس ایں دو قسم افضل انداز قسم ثالث و ابوبکر رضؓ و عمر رضؓ دریں جہاد ہرگز مفارقت او نمی کردند۔ پس جہاد ایشاں افضل باشد از جہاد دیگراں مثل مرتضیٰ رضؓ و زبیر و حمزہ رضؓ و مصعب رضؓ و ابو رافع و سعد ابن رضؓ معاذ و سماک ابن حرب رضؓ و ازیں جاست کہ اکثر سرایائے آنحضرت بسرداری ابوبکر رضؓ سرانجام شدہ و مع ہذا عمر رضؓ بن الخطاب نیز مشارکت کردہ است۔ در قسم ثالث کما یدل علیٰ ذلک التواریخ و ازاں جملہ است علم گویند کہ علی در علم افضل بود از دیگر و خدا می فرماید قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون گوئیم زیادتی در علم بدو طریق تواں دریافت اول کثرت روایات و فتاویٰ دوم استعمال آنحضرت شخص را در مقدمہ کہ تعلق بعلم دارد زیرا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عامل نمی فرمود در ہیچ مقدمہ مگر کسی را کہ دراں باب اکمل باشد از دیگراں و بالقطع معلوم است کہ آں حضرت ابوبکر رضؓ را بر نماز و حج و جہاد امیر ساختہ و عمر رضؓ را عامل فرمود بر صدقات و اخذ زکوٰۃ و نیز معلوم است کہ اکثر روایات صدقات از طرف ابوبکر رضؓ رسیدہ و مسائل زکوٰۃ را او شرح دادہ و حدیث زکوٰۃ کہ از طرف مرتضیٰ علی رضؓ رسیدہ بدرجہ صحت نہ رسیدہ و در دے وہمی واقع شدہ کہ ہیچکس از علماء اسلام بداں عمل نہ کردہ و ھو ان فی خمس و عشرین من الابل خمس شیاہ و نیز معلوم است کہ ابوبکر رضؓ و عمر رضؓ ہمیشہ در مسافرت و مصاحبت و مشاورت و مدارات آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم می بودند و بغیر علم تمام آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برائے خود مشیر و وزیر نمی گردانید و ہر قدر صحبت پیغمبر

Marfat.com

بسیار باشد اطلاع بر احکام و فتاوی بیشتر و اتم پس ابوبکرؓ زنده نماند بعد آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مگر اندکی و مردم بسبب آں کہ ـــــ قریب العہد بہ صحبت پیغمبر بود محتاج نہ شدند بروایت از دو نیز از مدینہ بسیار نرفت مگر برائے حج و عمرہ تا مردم بلاد دور از و روایت می کردند و با وصف ایں ہمہ از وی یک صد و چہل و پنج حدیث صحیح مرویست کہ اجلاء صحابہ از وے روایت کردہ اند منہم علیؓ ابن ابی طالب و عمرؓ بن الخطاب و عثمانؓ بن عفان و حضرت مرتضیٰؓ باوجود طول حیوٰۃ کہ قریب بسی سال امتداد یافت بعد از پیغمبر و با وصف سیر و ورود در بلاد و کثرت احتیاج مردم بروایت و کثرت تقریبات روایت کہ وقت اختلاف از دو تنازع اہل اہوا بود ہمگی روایات پانصد و ہشتاد و شش حدیث ست پس اگر مدت حیات ابوبکرؓ را با مدت حیات دیگراں و موانع روایات او را با مواقع دیگراں قیاس کنیم معلوم می شود کہ نزد ابوبکرؓ اضعاف علم دیگراں بود و بہ ہمیں قیاس باید کرد فتاوی را و ہمچنیں ست حال عمر بن الخطاب زیرا کہ مستندات او پانصد و سی و سہ حدیث است و فتاوی او زیادہ از حد بلکہ بہر مسئلہ فقہی تکلم فرمودہ و تحقیق حق نمودہ و مسائل عقائد و سلوک و تفسیر را نیز بیان مستوفی دادہ جزوی از مجموع احکام او کتابی مستقل شافی در ہر سہ علم تواں برآورد و چنانچہ صاحب ازالۃ الخفا دریں باب سعی وافر فرمودہ و ہمگی روایات و فتاوی او را جمع نمودہ کتابی کافی ترتیب دادہ معلوم ست کہ مدت حیات مرتضیٰ علی قریب ہفدہ سال زیادہ

Marfat.com

از مدت عمر است و دریں مدت دراز مسانید علی رض بر مسانید عمر زیادہ نمی شوند
الا لقدر چہل و نہ حدیث و در وقت مرتضیٰ علی رض ہیچ مسئلہ مختلف فیہا منقح
نہ شد و فتاویٰ وے قاطع نزاع نگردید بخلاف عمر رض و ازیں جا معلوم می شود
کہ نزد عمر رض اضعاف علم بود نسبت بہ دیگراں و ایں معنی را در وقتی کہ نسبت
احادیث او با حدیث علی رض نمودہ آید و فتاویٰ او بفتاوے کردہ شود ہیچ
کس منکر نمی تواند شد و از آں جاست علم قرآن و دریں جا خود...
بالقطع معلوم است کہ مرتضیٰ علی رض را زیادتی در علم قرأت بر ابوبکر رض و عمر رض
نبود بالاتفاق بین المورخین و اہل سیر ابوبکر رض و عمر رض و علی رض در یک مرتبہ بودہ اند
و قرأۃ عثمان رض را دریں امر زیادت بین بود و نیز تقدیم آں حضرت ابوبکر رض را بہ علی رض
در نماز نیز دلالت می کند بر آنکہ علی رض اقراء از ابوبکر رض نبود و کذا الافقہ والا علم و
ازاں جملہ تقویٰ و اتباع شریعت و بالیقین معلوم ست کہ ابوبکر رض ہیچگاہ مخالفت
آں حضرت کلمہ نگفتہ چنانچہ در صلح حدیبیہ و اخذ فداء بدریاں معلوم ست و
ارادہ او گاہی مخالف فرمودۂ آں حضرت نبودہ دور امتثال او امر ہرگز
تہاون نکردہ و از حال مرتضیٰ علی رض معلوم ست کہ در نکاح دختر ابوجہل و در
تقعید نماز تہجد مورد عتاب گردیدہ و از انجملہ است زہد گویند کہ از بدنام علی
بود گوئیم زہد نام بی رغبتی ست در تلذذ دنیا اولا دو اتباع ازواج و خدم و تنعم
و بالیقین معلوم ست کہ ابوبکر رض چوں اسلام آورد مال بسیار داشت و آنہمہ را
للہ و فی مرضاۃ رسول اللہ صرف کرد و جماعت را از ضعفای مسلمین خرید
آزاد فرمودہ تا آں کہ ہیچ درہم از مال او باقی نماند و ازیں جہاں گذشت و

Marfat.com

ہیچ مزرعہ وعقارے برای خود نخرید واز بیت المال نہ گرفت الا بقدر قوت
باز از حصہ خود کہ از غنایم می رسید در بیت المال صرف می کرد بخلاف مرتضیٰ رض
کہ ضیاع وعقار گرفت ومزارع وباغات احداث فرمود وبر حال ابوبکر رض است
حال عمر رض بن الخطاب چنانچہ جمیع صحابہ آں وقت بایں معنی گواہی دادہ اند امام مرتضیٰ
علی چوں فوت شد چہار زن گذاشت ونوزدہ مہریہ وخادمان وغلامان
بسیار وقریب سی کس از اولاد وبرائے ایشاں عقار وضیاع بہ قدر یکہ سبب
آں اغنیا بودند گذاشتہ رفت وقصبہ ینبع کہ ہزار وسق تمر ازاں می آید
سوائے غلہ وزراعت نیز از متروکہ اوست بخلاف عمر رض و نیز زہد حقیقی
آنست کہ بخود لذت دنیا بردارد ونہ اقارب واولاد خود را بداں منتفع سازد و
حال ابوبکر رض ہمیں ست کہ مثل طلحہ رض بن عبید اللہ برادر زادہ داشت ومثل عبد الرحمن
بن ابی بکر پسری ومثل عائشہ رض دختری یکی را ازیں ہما عامل نفرمودہ وہمچنیں
عمر ہیچکس را از بنی عدی عامل نمی فرمود مگر نعمان بن عدی را کہ برمنان عامل
فرمود وبزودی عزل نمود حالاں کہ در آنہاش سعید بن زید وابو جہیم بن حذیفہ
خارجہ بن حذیفہ ومعمر ابن عبد اللہ وعبد اللہ بن عمر رض بودہ اند و
مرتضیٰ علی رض عبد اللہ بن عباس رض را عامل بصرہ فرمود وعبید اللہ بن عباس رض را
یمن وقثم ومعبد ابن عباس را بر مکہ ومدینہ وجعد بن ہبیرہ کہ ہمشیرزادہ
اش بر کوفہ ومحمد بن ابی بکر رض را کہ رئیس بود بر مصر وحضرت امام حسن رض را خلیفہ
فرمود وہر چند ایں ہمہ مستحقان رسید لیکن در اقارب وخویشاں ابوبکر وعمر رض
نیز مستحقین ایں مناسب بودہ اند کما عدد ناپس زہد آنہا او فردا تم باشد

Marfat.com

از زہد علی رض کہ محض بر جان خود بود نہ بر اقارب خود و از آں جملہ است صدقہ و
انفاق وایں خود امر ظاہر ست کہ مرتضیٰ علی رض را دریں باب مشارکتی نیست با ابوبکر رض
و عمر رض اگر دریں جا حرف تواں زد از عثمان رض بن عفان کہ وے دریں امر گوئی
سبقت ربودہ است لیکن ابوبکر رض و عمر رض بردی بجہت جہاد و علم و زہد افضل اند و
آنچہ گویند کہ مرتضیٰ علی ہیچ گاہ بت نہ پرستید بر خلاف دیگراں گوئیم کہ نہ پرستیدن
بت بسبب صغر سن ہیچ بزرگی ندارد و بالاجماع ثابت ست کہ عمر حضرت
علی رض شصت و سہ سال بودہ و در سنہ چہل از ہجرت فوت شدہ اند و
سیزدہ سال پیش از ہجرت بعثت پیغمبر بود پس عمر مرتضی علی رض در وقت بعثت
دہ سال بود و دریں عمر ہمیشہ در خانہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پرورش
یافت و آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشغول بت بہ پرستی نہ بود آں ست
قاعدہ اطفال کہ آنچہ از بزرگان خود می بینند بموجب آں عمل می کنند و اگر
بت نہ پرستیدن موجب افضلیت مطلقہ شود لازم آید کہ ہر مولودی کہ در اسلام
اسلام باشد از حمزہ رض و جعفر رض و سلمان رض و مقداد رض و عمار رض افضل باشد و از آں جملہ
است خلافت و حسن سیاست و کفایت در آں کہ در حقیقت مجمع جمیع اعمال خیر
اسلامی ست و دریں جا خود افضلیت ابوبکر رض و عمر رض ظاہر و باہر ست زیرا کہ
اول بعد موت پیغمبر فتنہ مرتدین واقع شد و دراں واقعہ صعب ہیچ کس از ابوبکر رض
ثابت تر نہ بود و بحسن سیاست او آں فتنہ بکل منتفی شد باز با کسریٰ و قیصر
منازعت افتاد و غلبہ اسلام رو داد تا آں کہ حدود فارس و عراق دار الاسلام
شد و فقراء مسلمین اغنیا شدند و ذلیل ایشاں عزیز شد و ہرگز

Marfat.com

درمیان ایشاں اختلاف نیفتاد و ہمہ مشغول بقرأۃ قرآں و تفقہ فی الدین گشتند
و در وقت عمر ہمہ ایں معانی بکمال رسید بخلاف مرتضیٰ علی کہ در وقت او
ہیچ قریہ مفتوح نشد و غیر از خانہ جنگی و قتال و جدال اہل اسلام را کاری
نماند و قرأت قرآن و عبادات ہمہ منسی و فراموش شد و غیر از طعن در کبراء
اسلام و تجسس عیوب ہم دیگر و بد گفتن بعض مر بعض را کاری نداشتند پس
مثل آفتاب روشن گشت کہ ابوبکر رضؓ و عمر رضؓ را ہم در علم و ہم در قرأۃ و جہاد
و زہد و تقویٰ و خشیۃ و صدقہ و عشق و طاعت خدا و رسول و حسن سیاست
خلافت مرتبہ البیت کہ دیگر آں را اصلا نیست و ہمیں امور را شارع موقع
فضل و قرب گردانیدہ و سابق گذشت کہ سیادت و نجابت و علو و نسب و قرب
قرابت با پیغمبر و امثال ایں امور با ایں فضل کہ متنازع فیہ است مماسی
نہ دارند ـــ مقدمہ یازدہم ـــ فیما بین عثمان رضؓ و علی رضؓ علما را
اختلاف است کہ کدام یک افضل ست و دریں جا حصول قطع ما را ممکن
نیست زیرا کہ فضائل ایں ہر دو متقادم اند زیرا کہ عثمان رضؓ را در قرأت
بالاجماع افضلیت است و جمیع مردم را بہ قرآن او نمودہ و علی رضؓ را
نسبت باو در فتاوے و اجتہاد و روایت احادیث زیادت ست و
علی رضؓ را مقامات عمدہ است از جہاد بدست و طعن و ضرب و عثمان رضؓ
را اعانت مخیمہ است در جہاد و تبذل مال و عثمان رضؓ را احتیاط عظیم بود
در قتل مسلم و صبرے عظیم بود بر قتل خود و مشقت حصار و علی رضؓ را
فضیلتے ست عظیم در کف لسان از اعداد تکلم بغیر کلمۃ الحق در حق

Marfat.com

آنہا بالجملۃ فضائل چنیں باہم متعارض اند و در فضل اختصاصی کہ عبارت
از خیریت ست ہر دو شریک اند واللہ اعلم الحقیقۃ الحال وچوں ایں مقدمات
احدے عشر تمام شد خاتمہ کتاب تحفۂ اثنا عشریہ تمام شد

Marfat.com

سر الجلیل

فی

مسئلۃ التفضیل

اردو ترجمہ

مترجمہ

مفتی محمد شفیع صاحب

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

دیباچہ مترجم

زین العلم والعلماء ینبع العلوم والفنون سراج الامۃ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس اللہ سرہٗ کے نام نامی سے کوئی اہل علم ناواقف نہیں ہو سکتا۔ کہ آپ کے علمی اور تعلیمی احسانات سے امت کی گردنیں جھکی ہوئی ہیں آپ کی تصانیف میں تحفہ اثنا عشریہ مشہور و معروف تصنیف ہے جس میں حضرات صحابہؓ اور اہل بیت اطہار کے متعلق اہل سنت و جماعت کے عقیدہ کو قرآن و حدیث کے دلائل کے ساتھ واضح فرمایا اور اہل تشیع کے شبہات و اوہام کو نہایت تحقیق و توضیح کے ساتھ دفع فرمایا ہے۔ یہ کتاب لاجواب امت میں مقبولیت حاصل کر چکی ہے۔ اسی کتاب کے خاتمہ پر حضرت مصنف نے مسئلہ تفضیل کو ایک عجیب مفید انداز میں ایک مستقل رسالہ میں تحریر فرمایا جس کا نام "السر الجلیل فی مسئلۃ التفضیل" رکھ کر اس کو تحفہ اثنا عشریہ کا خاتمہ قرار دیا۔

اس رسالہ میں حضرت مصنف قدس سرہٗ نے اول تو اصولی طور پر یہ واضح فرمایا کہ کسی چیز کو کسی چیز پر یا کسی انسان کو کسی انسان پر فضیلت اور تفوق کن کن وجوہ سے ہو سکتا ہے۔

اس کے بعد ان اصول ترجیح و تفضیل کے معیار پر صحابہ کرامؓ کے

Marfat.com

حالات کا موازنہ فرماکر اس بات کو نصف النہار کے آفتاب کی طرح واضح فرما دیا کہ تمام صحابہ کرامؓ میں افضل ابوبکر صدیق رضؓ ہی ہو سکتے ہیں اور خلافت کی جو ترتیب عمل میں آئی اصول قرآن وسنت کی رو سے وہی ہونا چاہیئے تھی۔

اصل کتاب تحفہ اثنا عشریہ کی طرح یہ رسالہ بھی فارسی زبان میں تھا آج سے تقریباً اٹھائیس سال پہلے ۱۳۴۹ھ میں میرے محترم دوست مولانا عتیق احمد صاحب صدیقی مرحوم مدیر قاسم العلوم دیوبند نے احقر سے فرمائش کی کہ اس کا ترجمہ اردو میں کر دیا جائے اسی وقت یہ ترجمہ اردو زبان میں لکھا گیا اور ماہنامہ قاسم العلوم دیوبند میں باقساط شائع ہوا۔ پھر مولانا موصوف نے اس کو مستقل کتابی صورت میں بھی شائع فرمایا۔ اور بحمداللہ مقبول ومفید ہوا۔ مگر عرصہ دراز سے یہ رسالہ نایاب ہو چکا تھا۔ حال میں محترم محمد ایوب قادری صاحب نے پاک اکیڈمی کراچی ۱۸ سے شائع کرنے کا ارادہ کیا جزاہ اللہ خیر الجزاء ویوفقہ لما یحب ویرضی

بندہ۔ محمد شفیع۔ دارالعلوم کراچی ۱۴

۲۵ / ربیع الاول ۱۳۸۳ھ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلی ذوی الفضل العظیم وصحبہ اولی الفخر الجسیم۔

اما بعد! جبکہ تحفہ اثنا عشریہ کے مسودہ کو صاف کر کے عنایات حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی مدد سے فراغت حاصل ہوئی تو بعض دوستوں نے انتہائی اشتیاق وآرزو کے ساتھ فرمائش کی کہ مسئلہ تفضیل کی بھی ایک مناسب تفضیل کر دی جاوے تاکہ یہ مباحث جو آج کل نقل ہر مجلس اور مشغلہ ہر محفل بنے ہوئے ہیں ان میں کسی کو گفتگو کی مجال نہ رہے۔ اس بنا پر یہ مختصر رسالہ بطور عجالۃ الوقت کے لکھا گیا۔ کیوں کہ قاعدہ ہے کہ اگر کسی (ضروری) کام کو آدمی پورا نہ کر سکے تو اس کو بالکل چھوڑ دینا بھی مناسب نہیں۔ اور نام اس رسالہ کا "السر الجلیل فی مسئلۃ التفضیل رکھا گیا۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت وھو حسبی ونعم الوکیل اور یہ رسالہ گیارہ مقدمات پر مشتمل ہے۔

مقدمہ اولیٰ

معلوم کرنا چاہیئے کہ فضیلت دو قسموں پر منقسم ہے۔

قسم اول :۔ ایک خصوصیت ہے منجانب اللہ کہ بغیر کسی سابق عمل اور بلا کسی خاص خدمت وعبادت کے حق تعالیٰ کسی چیز کو دوسری چیز پر فضیلت عطا فرما کر ترجیح دیتا ہے کیوں کہ وہ مالک ہے اپنی

Marfat.com

مملوکات میں جس چیز کو چاہے زیادتی مرتبہ اور بلندی منصب کے ساتھ ممتاز فرمادے اور اس قسم کی فضیلت میں انتہائی عمومیت اور وسعت ہے کہ انسان و غیر انسان اور تمام حیوانات و نباتات اور جمادات کو بلکہ تمام جواہر و اعراض کو بھی شامل ہے۔

مثلاً فرشتوں کی یہ فضیلت کہ سب سے پہلے خلعت وجود ان کو عطا فرمایا گیا ہے اور مثلاً انبیاء علیہ السلام کی فضیلت کہ بغیر کسی سابق عمل اور بلا عبادات و ریاضات کے نزول وحی سے مشرف فرمائے گئے۔ اسی قسم میں سے ہے فضیلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیم کی تمام دنیا کے لڑکوں پر اور فضیلت حضرت صالح علیہ السلام کی ناقہ کی تمام عالم کے اونٹوں پر اور فضیلت اس دنبہ کی جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے فدیہ میں ذبح ہوا تھا۔ تمام عالم کی قربانیوں اور حج میں ذبح ہونے والی ہدایا پر اسی طرح حرمین محترمین کی فضیلت تمام دنیا کے شہروں پر۔ اور مساجد کی فضیلت تمام دوسری جگہوں پر اور حجر اسود کی فضیلت تمام دوسرے پتھروں پر اور ماہ رمضان کی فضیلت تمام دوسرے مہینوں پر ـــــ اور روز جمعہ و عرفہ و عاشورہ کی فضیلت تمام سال کے دنوں پر۔ اور عشرۂ ذی الحجہ کی فضیلت باقی سب ایام پر۔ اور شب قدر کی فضیلت دوسری راتوں پر۔ اور نماز فرض کی فضیلت نفل پر اور نماز عصر و فجر کی فضیلت دوسری نمازوں پر۔ اور ارکان نماز میں سے سجدہ کی فضیلت قعدہ اور دیگر ارکان نماز پر۔ اور بعض اذکار کی فضیلت بعض پر ـــــ

Marfat.com

ان تمثیلات مذکورہ میں یہ بات واضح ہوگئی کہ اس قسم میں فضیلت محض قسمت اور تقدیر الٰہی پر موقوف ہے (اس میں افضل کے کسی عمل و فعل کو دخل نہیں) پھر اس قسم میں دو صورتیں ہیں - ایک یہ کہ وجہ فضیلت انسان کو بھی معلوم ہو جائے۔ مثلاً مسجد کی فضیلت دوسری جگہوں پر انسان کو بھی معلوم ہے کہ محل عبادت و مقام ذکر ہونے کی وجہ سے ہے۔ لیکن اس جگہ کو مسجد بنانے کے لئے خاص فرمانا یہ محض حق تعالیٰ کی عنایت پر ہے۔ اس تخصیص کی وجہ کا احاطہ عقل انسانی نہیں کر سکتی۔ اور دوسری صورت یہ ہے۔ کہ فضیلت کی کوئی وجہ انسان کی عقل میں نہیں آتی مثلاً حجر اسود کو دوسرے پتھروں پر اور مکان کعبہ کو دوسرے مکانات پر فضیلت ہونا (کہ عام عقل انسانی اس کی وجہ معلوم کرنے سے قاصر ہے)۔

نیز یہ فضیلت کبھی اصلی ہوتی ہے۔ جیسے حجر اسود کی فضیلت تمام دوسرے پتھروں پر اور کبھی تبعی اور طفیلی جیسے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے فدیہ میں ذبح ہونے والے دنبہ کی فضیلت یا آل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادہ ابراہیم کی فضیلت خلاصہ یہ ہے کہ اس قسم اول (کی تمام صورتوں) میں (خواہ وجہ فضیلت معلوم انسانی ہو یا نہ ہو اور خواہ ... فضیلت اصلی ہو یا تبعی) بہر صورت مدار فضیلت محض حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی تخصیص پر ہے ——— اس میں کسی کے عمل اور کوشش کو دخل نہیں

———

Marfat.com

فضیلت کی قسم دوم

دوسری قسم فضیلت جزئی ہے جو عمل کے مقابلہ میں عطا ہوتی ہے اور یہ قسم فضیلت بہ نسبت قسم اول کے ایک گونہ خصوصیت رکھتی ہے کہ اہل عمل کے سوا کسی کو نہیں دی جاتی اور اہل عمل کی تین جماعتیں ہیں۔ ملائکہ اور جنات اور انسان۔ لیکن انجام کار اس فضیلت کی انتہا بھی اسی فضل اختصاصی (یعنی قسم اول پر ہوتی ہے، جیسا کہ عنقریب واضح ہو جائے گا! اور اس قسم میں اکثر اختلاف و نزاع واقع ہو جاتا ہے۔ بخلاف قسم اول یعنی فضیلت اختصاصی کے کہ وہاں محض حضرت شارع علیہ السلام کا ارشاد کافی ہو جاتا ہے

نیز اس جگہ یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ تمام صحابہ کرام کو ایک قسم کی اختصاصی فضیلت ثابت ہے کہ (آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے) اللہ تعالےٰ نے میرے لئے صحابی اور رشتہ دار اور مددگار منتخب فرمائے اور ازواج مطہرات اور حضورؐ کی صاحبزادیوں کو بھی یہ اختصاصی فضیلت حاصل ہے جیسا کہ ظاہر ہے لیکن گفتگو اس میں ہوتی ہے کہ حضرات صحابہ اور ازواج مطہرات اور بنات مکرمات میں سے آپس میں جو کسی کو کسی پر فضیلت ہے یہ کس قسم میں داخل ہے۔ اور ظاہر بعض احادیث سے یہ ہے کہ یہ سب قسم اول یعنی اختصاصی فضیلت ہے۔ لیکن احادیث پر گہری نظر ڈالنے سے اور اکثر آیات قرآنیہ میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ (قسم دوم) یعنی فضیلت جزئی میں داخل ہے۔ البتہ قریب

Marfat.com

خلافت میں بعض خلفاء کی بعض پر تقدیم کو اگر فضیلت اختصاصی پر محمول کیا جائے تو زیادہ مناسب ہے جیساکہ (حضرت عائشہ رض کی اس حدیث سے ظاہر ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بجز ابوبکر صدیق رض کے اور کسی کو مقدم نہ ہونے دیا۔ نیز اس قسم کی اور بھی روایات اسی فضیلت اختصاصی پر دلیل ہے۔

مقدمہ ثانیہ

فضیلت جزئی کی سات قسمیں فضیلت جزئیہ جو عمل کے مقابلہ میں ہوتی ہے۔ اُس کی بھی چند قسمیں ہیں، اب اس کی اقسام میں غور کرنا چاہیئے اور محل نزاع میں اس قسم کو جاری کرنا چاہیئے جس کا اعتبار کرنا اس جگہ زیادہ مناسب اور اقرب ہے۔ تاکہ فضیلت جزئیہ کا مصداق متعین ہو جائے اور جھگڑا ختم ہو۔ پس اول جاننا چاہیئے کہ ہر ایک عمل کو دوسرے عمل پر سات وجہ سے فضیلت ہو سکتی ہے۔ ان سات طریقوں کے سوا کوئی اور صورت مدار فضیلت نہیں ہو سکتی۔

درجہ اوّل ۔ خود عمل کی ماہیت یعنی اس کی صورت نوعیہ یا وصفیہ جیسے نماز فرض کی فضیلت نماز نفل پر اور اس کی چند صورتیں ہیں۔ اوّل یہ کہ ایک شخص ہو جو تمام فرائض کو ادا کرتا ہے اور دوسرا آدمی بعض فرائض کو ادا کرتا ہے اور بعض کو ترک کرتا ہے اور نوافل ادا کرتا ہے یا دونوں تمام فرائض کو ادا کرتے ہیں اور نوافل

زائد دو بھی بجا لاتے ہیں لیکن ایک کے نوافل دوسرے کے نوافل بزرگی اور فضیلت میں زائد ہوں - یا ایک شخص ایسا ہو جو نماز کے اندر ذکر الٰہی تلاوت وتسبیحات وغیرہ زیادہ کرتا ہے اور دوسرا آدمی خارج نماز بہت ذکر کرتا ہے یا دو شخص ایسے ہوں کہ ان میں سے ایک تو میدان جنگ میں کفار سے بہت جہاد کرتا ہے اور خطرہ کے مواقع میں گھس جاتا ہے - اور دوسرا آدمی لڑنے والے مجاہدین کی مدد اور دائیں بائیں سے دشمنوں کو دفع کرنے میں بہت کوشش کرتا ہے - یا ایک شخص جہاد کرتا ہے اور دوسرا نماز روزہ میں زیادہ مشغول رہتا ہے - یا دونوں کوشش پوری کرتے ہیں ہیں - لیکن ایک کو بہ نسبت دوسرے کے حق اور مقصد تک زیادہ رسائی ہو جاتی ہے - اور خلاصہ اس وجہ کا یہ ہے کہ ایک عمل اپنی ذات میں دوسرے عمل سے افضل ہو۔

وجہ دوم :- لیت عمل کی غرض اور علت : جس کو عرف شریعت میں نیت کہتے ہیں - مثلاً ایک شخص نے اپنے عمل میں محض رضائے الٰہی کا قصد کیا ہے ، اور کسی چیز کو اس کے ساتھ مخلوط نہیں کرتا اور دوسرا آدمی اگرچہ عمل میں اس کے برابر ہے - مگر رضائے الٰہی کے قصد میں کسی قدر کمی اور کوتاہی کرتا ہے اور دنیاوی منافع ومصالح کی نیت کو بھی اس کے ساتھ خلط کرتا ہے۔

وجہ سوم :- کیفیت عمل مثلاً ایک شخص ہر عمل کو اس کے تمام آداب وسنت اور حقوق کی رعایت کر کے ادا کرتا ہے اور دوسرا آدمی

Marfat.com

بعض آداب وسنن کو چھوڑ دیتا ہے اگرچہ عمل کو بالکل باطل نہیں کرتا۔ یا ایک آدمی ایسا ہو کہ اس کا عمل کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہونے سے اور صغیرہ گناہوں پر اصرار کرنے سے بے لوث اور پاک ہو۔ اور دوسرا آدمی باوجود طاعت وعبادت کے کبیرہ یا صغیرہ گناہوں میں بھی مبتلا ہوتا ہے۔ اور اسی طرح سے حضور قلب کے ساتھ عبادت کرنے اور بے توجہی کے ساتھ عبادت کرنے میں فرق اور ذکر وتلاوت کو وضو کے ساتھ ادا کرنے اور بلا وضو کے ادا کرنے کا فرق بھی اسی قسم میں داخل ہے۔

وجہ چہارم ۔ کمیت عمل مثلاً دو شخص ادائے فرائض میں برابر ہیں لیکن ایک کے نوافل دوسرے سے بڑھے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں روایت ہے کہ صحابہ میں، سے دو شخص ایک ہی وقت میں اسلام لائے اور دونوں نے ہجرت کی پھر ایک ان میں سے شہید ہو گئے اور دوسرے زندہ رہے اس کے بعد بعض لوگوں نے کہا کہ یہ جو شہید ہو گئے دوسرے سے افضل ہیں۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شہید کے بعد زندہ رہنے والے کی نمازیں اور روزے کہاں چلے جاویں گے۔ غرض یہ تھی کہ اگر ایک قسم کی فضیلت بوجہ شہادت کے ایک شہید کو نصیب ہوئی تو دوسری قسم کی فضیلت بوجہ کثرت نماز روزے کے دوسرے شخص کو حاصل ہے اس لئے کسی کو یہ فیصلہ کرنے کا حق حاصل نہیں ہے کہ شہید کو شہید سے افضل کہے۔

وجہ پنجم ـــــ زمان عمل پس جو شخص ابتداء اسلام میں یا ایام قحط

میں یا کسی ایسے وقت میں جب کہ مسلمانوں پر کوئی خاص حادثہ ہوا ہو۔ کوئی عمل اور عبادت کرے یا جہاد اور صدقہ خیرات وغیرہ کرے تو (ظاہر ہے) کہ یہ اس شخص سے افضل اور بہتر ہے جو اسلام کے قوی ہونے اور اس سے مستغنی ہو جانے کے بعد عمل کرے جیسا کہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرات صحابہؓ کی فضیلت کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ اگر تم لوگ اُحد پہاڑ کی برابر سونا بھی اللہ کے راستہ میں خرچ کر دو تو حضرات صحابہ رضؓ کے ایک مدّ (تقریباً آدھ سیر) کی بلکہ نصف مدّ (پاؤ سیر) کی برابر بھی نہیں ہو سکتا۔ اور حق تعالےٰ کا ارشاد ہے لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح واولئك اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا یعنی فتح مکہ سے پہلے اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے والے اور جہاد کرنے والے اللہ تعالےٰ کے نزدیک بہ نسبت ان لوگوں کے افضل و اعلیٰ ہیں جنھوں نے فتح مکہ کے بعد فی سبیل اللہ خرچ کیا اور جہاد کیا، اور اسی طرح فقر و احتیاج اور تندرستی کی حالت میں ایک درہم کا حق تعالےٰ کے راستہ میں خرچ کرنا اس سے افضل ہے کہ غناء و ثروت کے وقت اس سے بہت زائد خرچ کرے یا موت کے وقت صدقہ و خیرات کی وصیت کرے۔ اسی طرح جو فرائض کہ خوف اور مرض اور سفر اور مشقت اور قلّت فرصت اور اجتماع موانع کی حالت میں ادا کئے جائیں وہ ان فرائض سے افضل ہیں جو دوسرے اوقات میں یا اطمینان کی حالت میں

Marfat.com

ادا کئے جائیں - اسی طرح موت کے وقت آخر میں شغل عبادت بہ نسبت اول عمر کے بہتر و افضل ہے اور رمضان المبارک میں عمرہ کرنا حج کی برابر ثواب رکھتا ہے - اور جو شخص رمضان میں کوئی نفلی عبادت کرے اس کا ثواب ایسا ہوتا ہے جیسے غیر رمضان میں فرض ادا کرنے کا ثواب ہے اور جو شخص رمضان میں فرض ادا کرے تو اس کا اجر ایسا ہوتا ہے جیسے غیر رمضان میں ستر فرض ادا کرنے کا ثواب ہوتا ہے اور رمضان کے بعد سب سے زیادہ افضل روزے ماہ محرّم کے روزے ہیں - نیز اشہر حرم میں تمام عبادات کا ثواب زیادہ ہو جاتا ہے ـــــ (اشہر حرم ذی قعدہ و ذی الحجہ اور محرم اور رجب ہیں ان مہینوں میں عبادات کے مخصوص فضائل وارد ہیں ما ثبت بالسنۃ میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ان کو بتفصیل جمع فرما دیا ہے)۔

وجہ ششم - مکان عمل مثلاً جو نماز مسجد حرام یا مسجد نبوی میں ادا کی جاوے وہ دوسری جگہوں کی ہزار نمازوں سے افضل ہے - اور دار الحرب میں جہاد کے موقع پر روزہ رکھنا بہ نسبت دوسرے مواضع کے زیادہ افضل ہے - حدیث میں ہے - مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ -

وجہ ہفتم - اضافہ بامور خارجہ یعنی نفس عمل کے علاوہ خارج سے کوئی سبب ایسا مل جاوے جس کی وجہ سے ایک عمل دوسرے سے بڑھ جائے - مثلاً فاعل کی وجہ سے یا شریک عمل اور

مقارن کی وجہ سے کوئی عمل دوسرے سے افضل ہو جائے ۔ مثلاً نبی کی ایک رکعت اور اسی طرح نبی و رسول کے ساتھ نماز پڑھنے والے کی ایک رکعت بہ نسبت دوسروں کی رکعت کے افضل و اولیٰ ہے۔

اسی واسطے صدقہ اور روزے اور جہاد جو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عمل میں آیا یا صحابہؓ نے آپ کے ساتھ کیا وہ دوسرے صدقات و صیام اور جہاد سے ہزاروں درجہ افضل و اولیٰ ہے اسی وجہ سے حضرات صحابہؓ اپنے ان اعمال کو جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کئے تھے ۔ اپنے اُن اعمال کی برابر نہ سمجھتے تھے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساتھ بجا لاتے تھے ۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ رمضان المبارک میں عمرہ کرنا اس حج کی برابر ہے جو میرے ساتھ کیا جاوے اور قرآن مجید میں جا بجا اس کی طرف اشارات موجود ہیں ۔ قال اللہ تعالیٰ

لکن الرسول والذین اٰمنوا معہ جاھدوا باموالھم و انفسھم اولئک لھم الخیرات واولئک ھم المفلحون ۔

ترجمہ ! لیکن رسول اور وہ لوگ جو اُن کے ساتھ ایمان لائے اور اپنی جان و مال کے ساتھ جہاد کیا انہیں کے لئے تمام بھلائیاں ہیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں ۔

اسی سے ابو ہاشم جبائی کے قول کا بطلان واضح ہو گیا ۔ وہ اس بات کو جائز کہتا ہے کہ اگر کسی شخص کی عمر طویل ہو تو اس کے اعمال

Marfat.com

اس عدد تک پہنچ جائیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعمال کے برابر ہو جائیں - نیز یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ (صحابہ میں) انس بن مالک ابو امامہ باہلی رضؓ اور عبداللہ رضؓ ابن بشیر اور عبداللہ بن الحارث اور سہل بن سعد ساعدی اور جابر ابن عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) جنھوں نے طویل عمریں پائی ہیں اور بہت سے اعمال صالحہ کئے ہیں وہ حضرات ذیل سے ہرگز افضل نہیں ہو سکتے - یعنی ابوبکر رضؓ صدیق اور عمر فاروق رضؓ اور عثمان غنی رضؓ اور علی رضؓ مرتضیٰ، ابو عبیدہ رضؓ، زید رضؓ بن حارثہ، جعفر ابن ابی طالب رضؓ، مصعب بن عمیر رضؓ عبداللہ بن جحش، سعد بن معاذ، عثمان بن مظعون (رضی اللہ عنہم) حالانکہ پہلے طبقہ کے بعض حضرات ان حضرات کی وفات کے بعد تقریباً اسی نوّے سال تک عبادات و اعمال صالحہ بجا تے رہے ہیں - اسی وجہ سے ہم یقین کرتے ہیں کہ صحابہ کرام میں سے جو شخص آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت دوسروں سے افضل تھا - تو (بعد وفات نبوی) ہرگز دوسرے آدمی اس کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتے -

مقدمہ سوم

فضیلت کی دو قسموں کے دو نتیجے

فضیلت خواہ اختصاصی ہو (جو بغیر کسی عمل کے حاصل ہوتی ہے) یا جزی ہو جو عمل کے صلہ میں ملتی ہے ان دونوں قسموں کا نتیجہ دو چیزیں ہیں -

Marfat.com

اوّل یہ کہ حق تعالےٰ دنیا میں مفضول پر افضل کی تعظیم وتکریم واجب کر دیتا ہے اور اس بارہ میں افضل کے تمام انواع شامل ہیں خواہ کعبہ اور مسجد اور روز جمعہ اور ماہِ رمضان اور ناقہ صالحؑ وغیرہ ہوں جو جمادات وحیوانات اور اعراض میں سے ہیں اور خواہ انبیاؑ اور ملائکہ اور صحابہ اور ازواج مطہرات اور اولاد انبیاؑ وغیرہ ہوں ؛

دوسرے : یہ کہ حق تعالےٰ افضل کے لئے تقرب خاص اور جنّت کے اعلیٰ درجہ مقرر فرماتا ہے جو مفضول کو نہیں ملتے اور یہ اس لئے ضروری ہے کہ اگر ایسا نہ ہو تو پھر فضیلت کے کوئی معنی ہی باقی نہیں رہتے ۔

اور فضیلت کا یہ نتیجہ فقط جنّات اور انسان کے ساتھ مخصوص ہے ان کے سوا دوسری چیزوں کو میسر نہیں اور اس وجہ سے جن وانس کے علاوہ کسی میں جزئی فضیلت متحقق نہیں ہوتی ۔ اور اس جگہ یہ بھی معلوم ہوگیا کہ دخول جنّت بھی کبھی محض اختصاصی طور پر بغیر کسی عمل کے ہوتا ہے جیسے عام مومنین اور انبیاء علیہم السلام کے بچے

مقدّمہ چہارم

افضل کی تعظیم وتکریم

جس شخص یا جس چیز کی تعظیم وتکریم کا شریعت نے ہمیں حکم فرمایا ہے

Marfat.com

وہ صاحب فضیلت ہے۔

ایک شبہ اور اس کا جواب | اس مقدمہ میں ایک خدشہ دل میں آتا ہے کہ ماں باپ اگر کافر ہوں تو شرعًا ان کی بھی تعظیم وتکریم اور ان کے ساتھ حسن سلوک اور ان کے آگے عاجزی کرنا واجب ہے حالانکہ وہ کوئی فضیلت نہیں رکھتے۔

جواب :۔ اس کا یہ ہے کہ یہ تعظیم وتکریم جو ان کے حق میں واجب ہے شرعی تعظیم نہیں بلکہ ایک قسم کا احسان اور حسن سلوک ہے اور احسان و مروّت کو تعظیم نہیں کہہ سکتے اسی طرح کسی کے سامنے عاجزی ظاہر کرنا بھی مطلقاً اس کی تعظیم نہیں کیونکہ انسان کبھی اس شخص کے سامنے بھی عاجزی کرتا ہے۔ جس سے ضرر کا اندیشہ ہو۔

اور کافر ماں باپ کی تعظیم شریعت میں کیسے واجب ہو سکتی ہے جبکہ ان سے علیحدگی اور بیزاری بھی شرعًا واجب ہے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (الآیۃ) وَاِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ الآیۃ)

بلکہ تعظیم شرعی یہ ہے کہ حب فی اللہ اور دلی محبت ودوستی پر مبنی ہو اور ایسی تعظیم اہل فضیلت کے سوا کسی کے لئے شریعت میں وارد نہیں ہوئی جیسا کہ احکام شرعیہ کی تفتیش سے واضح ہے

Marfat.com

مُقدّمہ پنجم

ازواج مطہرات کا مستحق تعظیم ہونا

یقین کے ساتھ معلوم ہے کہ خدائے تعالیٰ کی تعظیم کے بعد شرع شریف میں انبیاء علیہم السلام کی اس قدر تعظیم ضروری اور واجب ہے۔ کہ دوسروں کی ایسی تعظیم نہیں ہوسکتی اور بجز انبیا علیہم السلام کے کوئی اور شخص اس تعظیم کا حقدار نہیں۔ (اسی طرح) انبیا علیہم السلام کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کا استحقاق تعظیم نص قرآنی سے اس درجہ ثابت ہے کہ ہرگز ہرگز دوسروں کے لئے یہ استحقاق ثابت نہیں تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ

پس سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت صحبت ازواج مطہرات کے حق میں اکثر صحابہؓ سے زیادہ محقق اور ثابت ہے کیونکہ ان کی صحبت بہ نسبت عام صحابہ کی صحبت کے ایک رتبہ اعلیٰ رکھتی ہے اور فضیلت صحبت کے ساتھ امت کے لئے دینی والدہ ہونے کا رشتہ بھی ان کی تعظیم کا سبب ہوگیا۔

مُقدّمہ ششم

جب کسی کی فضیلت کے متعلق گفتگو آئے تو مطلقاً یہ سوال نہ کرنا چاہیے

Marfat.com

کہ کون افضل ہے کیونکہ تفاضل (یعنی بعض کا بعض سے افضل ہونا) صرف انہیں دو چیزوں میں واقع ہو سکتا ہے جن کی فضیلت ایک ہی جہت سے ہو اور اس جہت میں باہم کمی زیادتی ہو۔ اگر ان کی فضیلت دو مختلف جہتوں سے ہو تو ان میں تفاضل متحقق نہیں ہو سکتا، کیونکہ جب ہم یہ کہیں کہ ان دونوں میں سے وصفِ مشترک کس میں زیادہ ہے تو اس کے جواب میں یہ نہیں کہہ سکتے کہ رمضان المبارک بہتر ہے۔

یا ناقہ صالح علیہ السلام اور کعبہ بہتر ہے یا نماز البتہ یوں کہہ سکتے ہیں کہ مکہ مکرمہ بہتر ہے یا مدینہ طیبہ اور رمضان بہتر ہے یا ذی الحجہ اور نماز بہتر ہے یا زکوٰۃ اور ناقہ صالح علیہ السلام بہتر ہے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناقہ عضباء۔

اس تحقیق سے واضح ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادہ ابراہیم رضی اللہ عنہ کی فضیلت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر کوئی معنی نہیں رکھتی۔ کیونکہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی فضیلت کسی عمل پر مبنی نہیں بلکہ محض اختصاصی ہے۔

شقدیمہ ہفتم

جنت میں درجہ کا بلند ہونا کبھی کسی کے اتباع میں ہوتا ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چھوٹی اولاد کی بلندی درجہ کہ آپ کے

Marfat.com

تبعیت کی وجہ سے ہے اور یہ بلندی درجہ اس فضیلت پر دلالت نہیں کرتی جو فضیلت جزئی کی قسم سے ہے۔

اور کبھی فضیلت اصالۃً (یعنی باستقلال) اس شخص کے عمل کے مقابلہ میں ہوتی ہے اور یہ بلندیٔ درجہ از قسم فضیلت جزئی افضلیت پر دلالت کرتی ہے۔

اسی طرح جنت میں داخل ہونے اور حوضِ کوثر پر پانی پینے کے لئے آنے اور شفاعت یا حساب وغیرہ میں کسی کا دوسروں سے مقدم ہونا یہ بھی دو قسم پر ہے ایک قسم فضیلت جزئی کی معنیٰ میں افضلیت پر دلالت کرتی ہے اور دوسری قسم یہ دلالت نہیں کرتی۔

جیسے ان امور مذکورہ میں امت محمدیہ کا انبیاء علیہ السلام سے پہلے ہونا حق تعالےٰ کا ارشاد ہے:۔

هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِیْ ظِلٰلٍ عَلَی الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ط

وہ لوگ اور بیبیاں جنت کے سایہ میں تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہیں۔ اور ارشاد ہے:۔

اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ

ہم نے اُن کی ساتھ ان کی اولاد کو بھی ملحق کر دیا

مقدمہ ہشتم

سیادت (یعنی سرداری) اور چیز ہے اور فضیلت اور چیز کیونکہ سیادت

Marfat.com

اس شخص کے شرف و بزرگی پر دلالت کرتی ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد اس بزرگی کی وجہ سے جو ان کو حاصل ہے سادات ہیں۔ اور فضیلت جزئی عمل پر موقوف ہے۔

اسی طرح امارت فضیلت پر موقوف نہیں۔ اس دلیل سے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اپنی امارت و خلافت کی حالت میں اس کے مامور تھے کہ عمرو بن العاص رضؓ کی اطاعت کریں اور اس جگہ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ کسی شخص کی اطاعت کا کسی پر واجب ہونا اس کی دلیل نہیں کہ جس کی اطاعت واجب ہے وہ وہ اطاعت کرنے والوں سے افضل ہے۔

مقدمہ ہشتم

جب فضیلت کی سات وجوہ مذکورہ میں تعارض واقع ہو جائے تو آیات قرآنیہ اور احادیث سے متعین کر لینا چاہیئے کہ ان میں سب سے زیادہ اعتبار و اہتمام کے لائق کون ہے پس شریعت سے بہ یقین ثابت ہے کہ کمیت عمل کا بمقابلہ کیفیت کے اتنا زیادہ اعتبار نہیں۔ نیز کیفیت و کمیت کا بمقابلہ زمانِ عمل کے چنداں اعتبار نہیں کیونکہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ

تم میں جن لوگوں نے فتح مکہ سے پہلے خدا کے راستہ میں خرچ کیا اور جہاد کیا

Marfat.com

وہ دوسروں کے برابر نہوں گے۔

اور احادیث صحیحہ سے اتنی بات بوضاحت ثابت ہے کہ صحابہ رضؓ کرام کا جو عمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اور آپ کے ساتھ واقع ہوا ہے کوئی دوسرا عمل اس کے برابر نہیں ہو سکتا، پس جس عمل میں صحابہ کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک ہو جائیں تو کوئی عمل اس کے ساتھ برابر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جماعت شرکت کی وجہ سے اس میں ایک نور وحدانیہ پیدا ہو جاتا ہے جیسے مرکب دواؤں میں ایک کیفیت وحدانیہ مزاج کی پیدا ہو جاتی ہے کہ مرکب کے ہر ہر جزو میں ایک تشابہ پیدا ہو جاتا ہے اور اسی لئے جماعت شروع کی گئی ہے اور اس اعتبار سے حضرات صحابہ کو تمام امت پر فضیلت جزئیہ ثابت ہے اور پھر صحابہ کرام میں حسب تصریح آیت کریمہ :-

لا یَسْتَوِی مِنْکُمْ سبقت اور تقدم کا اعتبار کرنا ہوگا : ــــ

یعنی جو حضرات صحابہ پہلے ایمان لائے ہیں وہ دوسروں سے افضل ہونگے کیونکہ جس قدر تقدم اور سبقت زیادہ ہے اسی قدر اسلام کو تائید و تقویت کی حاجت زیادہ ہے، چنانچہ حدیث ذیل اس پر دلالت کرتی ہے جو آپ نے حضرت صدیق اکبر رضؓ اور دوسرے صحابہ کے حق میں فرمائی ہے فقال صدقت وقلتم کذبت

انہوں نے اول ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق کہا کہ آپ نے سچ فرمایا اور تم سبھوں نے اس وقت، میری تکذیب کی۔

Marfat.com

پس اس اعتبار سے وہ لوگ جو ہجرت سے پہلے اعمال اسلامی پر کاربند ہو گئے ان لوگوں سے افضل ہوں گے جو بعد میں ان اعمال کے پابند ہوئے مثلاً حضرت ابوبکرؓ، عثمانؓ، علیؓ وحمزہ، جعفر، عثمان، بن مظعون، طلحہ، زبیر، مصعب، ابن عمیر، عبدالرحمٰن ابن عوف عبداللہ بن مسعود، سعید ابن زید، زید بن حارثہ، ابوعبیدہ، بلالؓ، سعدؓ، عمارؓ بن یاسرؓ، ابوسلمہ بن الاسد عبداللہ بن جحش وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جو بالکل ابتداء اسلام میں مشرف باسلام ہوئے دوسروں سے زیادہ افضل ہوں گے ان کے بعد وہ حضرات جنہوں نے ہجرت سے پہلے بیعت عقبہ میں پہلی مرتبہ شرکت کی اور پھر وہ حضرات جو عقبہ ثانیہ میں بیعت کے ساتھ مشرف ہوئے پھر وہ لوگ جو غزوہ بدر میں شریک ہوئے پھر وہ جو ان کے بعد کے غزوات میں شریک ہوئے سنوار ترتیب کے موافق ایک دوسرے سے افضل ہوں گے یہاں تک کہ صلح حدیبیہ تک نوبت پہنچ جائے کیونکہ ان حضرات پر سکینت کا نازل ہونا اور ان کے قلوب کا پاک وصاف ہونا نص قرانی میں منصوص ہے

قال اللہ تعالیٰ فَاَنْزَلَ السکینۃ اِلیٰ اٰخر۔ الایۃ)

لیکن ان غزوات مشہورہ کے بعد کوئی غزوہ ایسا نہیں جس کی شرکت کو فضیلت کا معیار و مدار کہہ سکیں کیونکہ بعد کے تمام غزوات وجہاد میں منافقین بھی شریک ہوئے ہیں۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وممن حولکم من الاعراب منافقون ومن اھل المدینۃ

Marfat.com

مردوا علی النفاق -

اور بعض تمہارے گرد و نواح کے اعراب منافق ہیں اور ۔۔۔۔۔۔۔۔

بعض اہل مدینہ بھی اپنے نفاق پر اڑ رہے ہیں -

تنبیہ :- اس تمام تقریر کے بعد ہم اس مقصد پر آگئے کہ ان تمام حضرات صحابہؓ میں سب سے زیادہ افضل کون ہیں اور یہی بات اصل میں محل نزاع اور اس سارے رسالہ کا مقصود بالذکر ہے - کیونکہ کلام خلفاء اربعہ میں ہے اور یہ سب کے سب اتنی بات میں تو شریک ہیں کہ قدیم الایمان اور دوسرے اکثر صحابہ سے سابق و مقدم ہیں -

مقدمہ دوم

افضل کو متعین کرنے کے دو طریق ہیں - اول حضرت شارع علیہ السلام کی جانب سے کوئی تصریح - دوم - احوال و اعمال کی تفتیش و تلاش - لوگ کہتے ہیں کہ پہلا طریق (اس جگہ) مخدوش ہے کیونکہ نصوص احادیث میں تعارض ہے ہم کہتے ہیں کہ تعارض اس وقت واقع ہوتا ہے، جب ایک ہی لفظ دو شخصوں کے بارے میں وارد ہوا ہو اور وہ دونوں کی افضلیت پر دلالت کرتا ہو لیکن تتبع سے ثابت ہوتا ہے کہ واقعہ ایسا نہیں ہے -

بلکہ لفظ اصل و خیر حضرت ابوبکرؓ و عمر رضی اللہ عنہما کے حق میں وارد ہوا ہے اور لفظ سروری اور محبوبیت و شرافت حضرت علی مرتضیٰ اور

فاطمہ و عائشہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں وارد ہوئے ہیں اور پہلے گذر چکا ہے کہ لفظ سرداری و محبوبیت و شرافت فضیلت جزئی پر دلالت کرتے ہیں۔ اس لئے درحقیقت دونوں قسم کی روایات میں کوئی تعارض نہ رہا۔

اعمال کے اعتبار سے افضل و مفضول کی تحقیق اور حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کا سب سے افضل ہونا

لیکن دوسرا طریقہ کہ احوال و اعمال کی تفتیش ہے سو اس سلسلہ میں ایک بڑا عمل جہاد ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ حضرت علی مرتضیٰ۔ رضؓ حضرت صدیق اکبر رضؓ اور فاروق اعظم رضؓ سے عمل جہاد میں افضل ہیں تو جواب دیا جائے گا۔ کہ جہاد کی تین قسمیں ہیں اوّل جہادِ زبانی جو تبلیغ اسلام اور تعلیم شرائع اور وعظ و نصیحت اور ترغیب و ترہیب کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے دوسرے جہاد ابتدا جنگ سے پہلے بذریعہ رائے و تدبیر اور مخالفین پر رعب ڈالنے اور مسلمانوں کو جہاد کے لئے ایک مرکز پر جمع کرنے اور مخالفین کی جماعت میں تفریق ڈالنے سے۔ سوم جہاد ہاتھ سے بذریعہ تیغ و تفنگ وغیرہ اور بلاشبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے عام حالات میں، اول کی دو قسموں میں مشغول رہے ہیں نہ کہ قسم ثالث میں۔ اور قسم ثالث یقیناً جہاد کی تینوں مرتبوں میں سے کم درجہ ہے اور ابتدائی دونوں قسموں میں ابوبکر رضؓ و عمر رضؓ تمام صحابہ رضؓ سے پیش پیش ہیں کیونکہ حضرت

Marfat.com

صدیق اکبرؓ کی تبلیغ اسلام کے بالکل ابتدائی زمانہ میں عمائد صحابہ مسلمان ہوئے ہیں اور وہ ہمیشہ اسی دعوت و تبلیغ میں مشغول رہے ہیں۔ اور جس روز سے حضرت فاروقِ اعظم رضؓ اسلام لائے تو اسلام کو عزت اور غلبہ حاصل ہوگیا۔ اور مکہ مکرمہ میں اسلامی عبادات کا علی الاعلان رواج ہوگیا اور رائے و مشورہ میں یہ دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشیر اور وزیر رہتے تھے اور کوئی غزوہ اور کوئی مہم بغیر ان کے مشورہ کے عمل میں نہیں آئی۔ اور مسلمانوں کی جمعیت فراہم کرنے اور مخالفین اسلام کی جمعیت میں تفریق ڈالنے میں ہمیشہ ان حضرات نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں اوروں سے زیادہ مساعی جمیلہ پیش کی ہیں نیز یہ بات یقینی طور پر معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ بہادر تھے۔ اور آپ نے انہیں دو قسم کا جہاد اختیار فرمایا ہے اس لئے یہ دو قسمیں بہ نسبت تیسری قسم کے افضل ہیں ابوبکرؓ و عمرؓ اور ان دونوں قسم جہاد میں دوسرے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہرگز جدا نہ ہوتے تھے اس لئے ان کا جہاد دوسرے صحابہؓ مثلاً علی مرتضیٰ اور زبیر اور حمزہ اور مصعب اور ابوطلحہ اور سعد ابن معاذ اور سماک ابن حربؓ کے جہاد سے افضل اور بہتر ٹھہرا۔ اور یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اکثر سریئے (یعنی وہ جہاد جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود شریک نہیں ہوئے۔ حضرت صدیق اکبرؓ کی سرکردگی میں انجام پائے ہیں اور اس کے ساتھ حضرت فاروق اعظم رضؓ نے جہاد کی تیسری قسم میں بھی شرکت فرمائی ہے جیسا کہ تواریخ معتبرہ اس پر گواہ ہیں۔

Marfat.com

اور منجملہ ان اعمال کے جو مدار فضیلت بن سکتے ہیں ایک علم بھی ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ علی مرتضےٰ رضؓ علم میں دوسرے سب صحابہ سے افضل تھے اور حق تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون

جاننے اور نہ جاننے والے برابر نہیں ہو سکتے۔

اس لئے حضرت علی رضؓ سب سے افضل ہوئے، ہم کہتے ہیں کہ زیادتی علم دو طرح معلوم ہو سکتی ہے اول کثرت روایات اور کثرت فتاویٰ سے دوسرے اس بات سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی اس شخص کو کوئی ایسا کام سپرد فرمایا ہو جس کا تعلق علم سے ہو۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر معاملہ میں اسی شخص کو کام سپرد فرماتے تھے جو اس کام میں دوسروں سے اکمل و افضل ہو۔

اور یقینی طور پر ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضؓ کو نماز اور حج اور جہاد پر امیر بنایا ہے اور حضرت عمر رضؓ کو صدقات وصول کرنے کے لئے عامل بنا کر بھیجا ہے نیز یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ اکثر روایات صدقات کی حضرت صدیق اکبر رضؓ سے دنیا کو پہنچی ہیں اور مسائل زکوٰۃ کی انہیں نے شرح فرمائی ہے اور جو زکوٰۃ کے متعلق حضرت علی مرتضیٰ سے منقول ہے اس کا ثبوت درجہ صحت کو نہیں پہنچا بلکہ اس میں ایک وہم واقع ہو گیا جس کی وجہ سے علماء اسلام میں سے کسی نے اس کو اختیار نہیں کیا۔ اور وہ موقع وہم یہ ہے کہ اس حدیث علی رضؓ میں پینتیس اونٹ ہونے کی صورت میں

دبجائے اونٹ کے، پانچ بکریاں واجب کی ہیں۔

نیز یہ بھی معلوم ہے کہ حضرت ابوبکر رضؓ و عمر رضؓ ہمیشہ سفر و حضر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شریک صحبت و مشورہ و مدارات رہتے تھے اور ظاہر ہے کہ بغیر علم تام کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کو اپنا وزیر و مشیر نہ بناتے اور جس قدر حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت زیادہ ہوگی احکام اور فتاویٰ پر اطلاع زیادہ اور مکمل ہوگی۔ پس حضرت صدیق اکبر رضؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بہت تھوڑی مدت زندہ رہے اور لوگوں کو صحبت نبوی کے ساتھ قریب العہد ہونے کی وجہ سے اس کی حاجت نہ تھی کہ صدیق اکبر رضؓ سے روایات حاصل کریں اس کے علاوہ صدیق اکبر رضؓ مدینہ طیبہ سے بجز ضرورت حج وغیرہ کے کہیں باہر تشریف نہیں لے گئے کہ بلاد بعیدہ کے رہنے والے آپ سے روایات حاصل کرتے اور بایں ہمہ ان سے ایکسو پینتالیس ۱۴۵ صحیح حدیثیں مروی ہیں جن کو اجلاء صحابہ نے ان سے روایت کیا ہے۔

ان روایات کرنے والوں میں حضرت علی مرتضیٰ فاروق اعظم رضؓ عثمان بن غنی رضؓ بھی داخل ہیں اور حضرت علی مرتضیٰ رضؓ باوجود طول عمر کے جس کا امتداد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد تقریباً تیس سال تک ہوا ہے اور اسفار بعیدہ کے اور باوجود اس کے کہ لوگ زمانہ نبویؐ کے بعید ہو جانے کے سبب ان سے روایت کرنے کے زیادہ محتاج تھے اور باوجود ان مواقع کی کثرت کے جو روایت کرنے کی طرف داعی تھے کل روایات

Marfat.com

پانچ سو چھیاسی (۵۸۶) احادیث ہیں۔

پس اگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مدت حیات کو دوسروں کی مدت حیات کے ساتھ موازنہ کیا جائے اور ان موانع کو جو صدیق اکبر رضؓ کے عہد میں روایت کرنے کے درمیان حائل تھے اور ان موانع کے ساتھ قیاس کیا جائے جو دوسرے حضرات کے زمانہ میں تھے تو یقین ہو جائے گا۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضؓ کے نزدیک دوسروں سے بہت زیادہ علم تھا۔ اور اسی پر فتاویٰ کو قیاس کرنا چاہیئے اور یہی حال حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ہے اس لئے کہ ان کی احادیث مسندہ پانچسو تنتیس ۵۳۴ حدیث ہیں اور فتاویٰ ان کے عدد سے زیادہ ہیں بلکہ آپ نے ہر ایک مسئلہ فقہی پر کلام کر کے تحقیق حق فرمائی ہے اور مسائل عقائد و تصوف و تفسیر کا بھی پورا بیان فرمایا ہے کہ اگر ان کو جدا جدا جمع کیا جائے تو تینوں علوم عقائد تصوف و تفسیر میں ایک ایک مستقل کتاب کافی و شافی تیار ہو جاوے چنانچہ صاحب ازالۃ الخفاء یعنی حضرت شاہ ولی اللہ رح) نے اس بارہ میں پوری کوشش کی اور ان کی تمام روایات و فتاوے کو جمع کر کے ایک مستقل کتاب مرتب کر دی ہے۔

اور یہ معلوم ہے کہ مدت عمر حضرت علی مرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) کی ترسٹھ سال کے قریب اور حضرت عمر رضؓ کی عمر سے زائد ہے اور اس مدت عمر میں حضرت علی رضؓ کی مسانید (روایت کردہ احادیث) حضرت عمر رضؓ کی مسانید سے صرف انچاس احادیث زائد ہوتی ہیں۔

Marfat.com

اور حضرت مرتضیٰ رضؓ کے عہد میں کوئی مختلف فیہ مسئلہ منقح نہیں ہوا
اُن کے فتاویٰ قاطع نزاع نہیں ہے۔ بخلاف حضرت عمر رضؓ کے اسی
سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضؓ کے پاس بہ نسبت دوسروں کے
دوگنا چوگنا علم ہے اور جبکہ حضرت عمر رضؓ کی احادیث و فتاوی کا مقابلہ
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی احادیث و فتاویٰ کے ساتھ کیا جائے تو
اس زیادت علم کا کوئی شخص منکر نہیں ہو سکتا

علم قرآن :- اور اسی بحث کا ایک اہم جزو علم قرآن ہے سو اس
اس میں یہ بات یقینی ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضؓ کو علم قرأت میں حضرت صدیق
اکبر رضؓ و عمر رضؓ رضی اللہ عنہما سے باتفاق مورخین کوئی زیادتی حاصل نہ تھی
بلکہ حضرت ابوبکر رضؓ و عمر رضؓ و علی رضؓ اس بارہ میں سب کا درجہ مساوی تھا،
اور عثمان غنی رضؓ کو اس میں سب پر کھلی ہوئی زیادتی حاصل تھی۔

امامت

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امامت نماز میں حضرت ابوبکر رضؓ کو حضرت علی رضؓ پر
مقدم کرنا بھی اس پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت علی رضؓ حضرت ابوبکر رضؓ سے زیادہ قاری نہ تھے
اور نہ زیادہ عالم و فقیہ۔

تقویٰ :- اور منجملہ ان امور کے جن پر فضیلت کا مدار ہے ایک تقویٰ اور اتباع
شریعت ہے اور بر یقین معلوم ہے کہ حضرت ابوبکر رضؓ نے کسی وقت کوئی کلمہ آں
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف نہیں فرمایا جیسا کہ صلح حدیبیہ کے واقعہ میں اور
غزوہ بدر کے قیدیوں سے فدیہ لینے کے بارہ میں معلوم ہے کہ بعض اجلہ صحابہؓ نے رائے

Marfat.com

کے درجہ میں اختلاف کیا۔ مگر حضرت صدیق کی رائے اب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موافق ہی رہی، اور ان کا ارادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے کبھی خلاف نہیں ہوا۔ اور آپ کے ارشادات کی تعمیل میں ہرگز سستی نہیں کی۔ اور حضرت علی مرتضیٰ رضؓ کے حال سے معلوم ہے کہ وہ ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنے کے معاملہ میں اور نماز تہجد کی تقبیلہ میں مورد عتاب ہو چکے ہیں۔

زُھد :۔ اور منجملہ ان احوال و اعمال کے جن کے ذریعہ افضل و اعلیٰ کا یقین ہو سکتا ہے ایک زہد ہے (یعنی دنیائے فانی سے اعراض) کہا جاتا ہے کہ سب سے زیادہ زاہد حضرت علی مرتضیٰ رضؓ تھے۔ ہم کہتے ہیں کہ زہد نام ہے دنیا کی لذتوں اور اولاد خدام اور اور بیلیوں اور عشم و عدم سے بے رغبت ہونے کا اور یہ یقین معلوم ہے۔ کہ حضرتِ صدیق اکبر جب ایمان لائے تو بہت رکھتے تھے اور وہ سب کا سب اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا جوئی میں خرچ کر دیا اور عاجز مسلمانوں کی ایک جماعت جو کفار کی غلامی میں مقید تھی ان کو خرید کر آزاد کر دیا یہانتک کہ اُن کے مال میں سے ایک درہم باقی نہیں رہا اور اس جہان سے اس طرح گذرے کہ زمین جائداد اپنے لئے نہیں خریدی اور بیت المال سے بھی صرف اسی قدر لیتے تھے جس سے بہت معمولی گذارہ ہو سکے اور پھر جب مال غنیمت میں سے کچھ روپیہ ہاتھ آجاتا تو اس کے بدلہ بیت المال پر خرچ کر دیتے تھے۔

بخلاف حضرت علی مرتضیٰ رضؓ کے کہ زمین جائداد خریدی و رکھیت اور

باغ لگائے اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا حال بھی صدیق اکبرؓ ہی کے قریب قریب ہے جیسا کہ اس وقت تمام صحابہ نے اس کی گواہی دی ہے لیکن جب حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو چار بیبیاں چھوڑیں اور نو سے نو کر چاکر اور غلام چھوڑے اور تقریباً اسی آدمی اولاد میں چھوڑے اور ان سب کے لئے اتنی زمین جائداد چھوڑ گئے کہ اس کی وجہ سے سب مالدار تھے اور قصبہ ینبع جس کی پیداوار میں غلہ اور زراعت کے علاوہ ایک ہزار دینار کی آمدنی تھی وہ بھی آپ کے ترکہ میں تھا۔ بخلاف حضرت عمرؓ کے نیز حقیقی نسبہ یہ ہے کہ نہ خود دنیا کی لذت اٹھائے اور نہ اپنے اقارب اور اولاد کو اس سے منتفع ہونے دے۔ اور حال حضرت ابوبکرؓ کا یہی ہے کہ حضرت طلحہؓ ابن عبید اللہؓ رضی اللہ عنہ جیسے عالم اور بزرگ ان کے بھتیجے تھے اور حضرت عبدالرحمٰنؓ بن ابی بکرؓ جیسے جلیل القدر صحابی ان کے صاحبزادے اور حضرت صدیقہ عائشہؓ جیسی ان کی صاحبزادی تھیں لیکن ان میں سے کسی کو کسی صوبہ کا حاکم نہیں بنایا۔ اسی طرح حضرت عمرؓ نے اپنے قبیلہ بنی عدی میں سے کسی کو حاکم کسی صوبہ کا نہیں بنایا۔ نعمان بنی عدی کو کچھ دنوں کے لئے علاقہ میسان پر حاکم بنا دیا تھا تو بہت جلدی معزول کر دیا حالانکہ قبیلہ بنی عدی میں حضرت سعیدؓ بن زید اور ابوالجہیم ابن حذیفہ اور خارجہ بن حذیفہ اور عمرؓ بن عبداللہ بن عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابہ کرام موجود تھے۔ اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو بصرہ کا حاکم بنایا اور عبیداللہ

Marfat.com

بن عباس رضؓ کو یمن کا اور حضرت عباسؓ کے صاحبزادے قثم و معبد کو مکہ اور مدینہ کا اور اپنے بھانجے جعدابن ہبیرہ کو کوفہ پر اور محمد ابن ابی بکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو مصر پر والی مقرر فرمایا۔ اور حضرت امام حسنؓ کو خلیفہ مقرر فرمایا۔ اور اگرچہ یہ سب حضرات (فی الواقع) ان عہدوں کے لائق اور مستحق تھے (اور اس بنا پر کسی طرح یہ نہیں کہا جاسکتا کہ معاذ اللہ حضرت علی رضؓ نے محض رشتہ داری کی رعایت سے ان کو والی بنا دیا تھا۔ مگر درجہ تفاضل و تفاوت مراتب میں یہ ضرور کہا جاتا ہے کہ) حضرت صدیق اکبر رضؓ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے خویش و اقارب میں بھی ان عہدوں کے مستحقین موجود تھے جیسا کہ ہم شمار کر چکے ہیں (مگر انھوں نے ان لوگوں کو کوئی منصب نہیں دیا) اس سے معلوم ہوا کہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کا زہد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ بڑھا ہوا تھا۔ کیونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا زہد صرف اپنی ذات پر تھا خویش و اقارب پر نہ تھا۔

صدقہ اور منجملہ ان اوصاف کے جو مدار فضیلت ہیں ایک صدقہ اور انفاق فی سبیل اللہ ہے اور یہ بات خود ظاہر ہے۔ کہ حضرت علی مرتضیٰؓ کو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے اس بارہ میں چنداں مشارکت نہیں۔ اگرچہ کچھ کہا جاسکتا ہے تو عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے متعلق کہا جاسکتا ہے کہ وہ اس معاملہ میں سبقت لے گئے ہیں لیکن حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ ان پر بھی جہاد اور علم اور زہد میں افضلیت رکھتے ہیں اور یہ جو کہا جاتا کہ حضرت مرتضیٰؓ نے کبھی بت پرستی نہیں کی بخلاف دوسرے صحابہ کے کہ قبل از اسلام ان سے اس کا

Marfat.com

صدر رہا ہے) سو اس کا جواب یہ ہے کہ بوجہ کم عمری کے بت پرستی کی نوبت نہ آنا کوئی بڑی بزرگی اور فضیلت کی بات نہیں اور باجماع ثابت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر تریسٹھ سال ہوئی ہے اور ہجرت کے چالیسویں سال فوت ہوئے ہیں۔ اور ہجرت سے پہلے تیرہ سال کی عمر میں تھے اس سے معلوم ہوا کہ بعثت نبوی کے بعد ان کی عمر دس سال تھی اور اس عمر میں ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں پرورش پائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہر ہے کہ بت پرستی میں کبھی مشغول نہ ہوئے تھے اور بچوں کا بھی قاعدہ ہے کہ جیسا اپنے بڑوں کو دیکھتے ہیں ویسا ہی عمل کرتے ہیں اور اگر مطلقاً بت پرستی نہ کرنا موجب افضلیت قرار دیا جاوے .....

تو لازم آتا ہے کہ ہر بچہ جو اسلام میں پیدا ہو بہ نسبت حضرت حمزہ اور جعفر اور سلمان اور عمار رضی اللہ عنہم کے افضل ہو۔

سیاست :- اور منجملہ ان امور کے جن پر مدار فضیلت ہے ایک خلافت و سیاست بھی ہے اور حسن سیاست اور رعایا کی ذمہ داری بہت سے اعمال کا مجموعہ ہے۔

اور اس معاملہ میں بھی افضلیت حضرت ابوبکر رضؓ و عمر رضؓ کی ظاہر و باہر ہے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد سب سے پہلے مرتدین کا فتنہ پیدا ہوا۔ اور اس شدید ہنگامہ کے وقت کوئی شخص حضرت صدیق اکبر رضؓ سے زیادہ ثابت قدم ثابت نہ ہوا۔ اور انہیں کی حسن سیاست (خوش تدبیری) سے یہ فتنہ بالکل دفع ہو گیا۔

Marfat.com

پھر کسریٰ و قیصر کا مقابلہ ہوا اور اسلام کا غلبہ ظاہر ہوا - یہاں تک کہ شام و عراق کی حدود دارالاسلام بن گئیں - اور حاجت مند مسلمان مال دار ہو گئے اور جو مسلمان ذلیل سمجھے جاتے تھے وہ عزت والے ہو گئے اور ان کا آپس میں ذرا اختلاف نہیں ہوا - اور سب کے سب قرأۃ قرآن اور تفقہ فی الدین میں مشغول ہو گئے - اور حضرت عمر رض کے عہد خلافت میں یہ تمام امور تمام و کمال کو پہنچ گئے بخلاف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کہ ان کے عہد خلافت میں کوئی بستی فتح نہیں ہوئی اور اہل اسلام کو بجز خانہ جنگی اور جدال و قتال کے کوئی کام نہیں رہا - قرأت قرآن اور عبادات (ایک گونہ فراموش ہو گئے اور اکابر اسلام پر طعنہ بازی اور باہمی عیوب کے تجسس اور ایک دوسرے کی بدگوئی کے سوا کوئی کام نہ رہا -

پس آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو تمام اوصاف کمال علم قرأت، جہاد، زہد، تقویٰ، خشیت، صدق، عشق، اطاعت خدا و رسول، حسن سیاست، وغیرہ میں وہ مرتبہ حاصل ہے کہ دوسروں کو ہرگز حاصل نہیں - اور حضرت شارع علیہ السلام نے انہیں امور کو مدار فضیلت و قرب قرار دیا ہے -

اور یہ بات پہلے گذر چکی ہے کہ سرداری اور شرافت اور عالی نسب ہونا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رشتہ داری کا قرب اور اس قسم کے دوسرے امور ان فضائل متنازع فیہا کے ساتھ

Marfat.com

کوئی مس نہیں رکھتے۔

مقدمہ یازدہم

حضرت عثمان رضؓ غنی اور علی رضؓ مرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے متعلق علماء کو اختلاف ہے کہ ان دونوں میں سے کون افضل ہے اور اس بارہ میں کوئی قطعی فیصلہ ہمارے لئے ممکن نہیں۔ اس لئے کہ ان دونوں کے فضائل ہم پلہ ہیں۔ کیونکہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو قرأت قرآن میں باجماع افضلیت حاصل ہے اور لوگوں کو انہیں کے نسخہ قرآن پر جمع کرنا باجماع ثابت ہے

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بہ نسبت ان کے فتاویٰ اور اجتہاد اور روایات احادیث میں زیادتی حاصل ہے اسی طرح جہاد میں دست بدست طعن وضرب میں حضرت علی رضؓ کے بڑے بڑے کارنامے ہیں۔ اور حضرتِ عثمان رضؓ کے معاملات جہاد میں لشکر اسلام کی اعانت اور بے دریغ مال خرچ کرنے کی فضیلت حاصل ہے نیز حضرت عثمان رضؓ مسلمان کے قتل کرنے میں بہت سخت احتیاط فرماتے تھے اور اپنے قتل ہونے اور قید وحصار کی مشقت برداشت کرنے پر صبر عظیم رکھتے تھے۔ اور حضرت علی کو دشمنوں کے بارہ میں اپنی زبان روکنے اور کلمہ حق کے سوا ان کے بارہ میں کوئی کلمہ منہ سے نہ نکالنے میں ایک عظیم الشان فضیلت حاصل ہے۔

Marfat.com

خُلاصہ

یہ کہ فضائل عملیہ دونوں کے ہم پلّہ اور متعارض ہیں اور فضیلت اختصاصی یعنی عند اللہ کسی کا خیر و افضل ہونا اس میں دونوں شریک ہیں۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور جبکہ یہ گیارہ مقدمات ختم ہوئے تو کتاب تحفہ اثنا عشرہ کا خاتمہ بھی تمام ہو گیا۔

واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

وصلی اللہ تعالےٰ علےٰ خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم تسلیمًا

Marfat.com

عزیز الاقتباس

فی فضائل

اخیار الناس

فارسی متن

تالیف

شاہ عبد العزیزؒ دہلوی

فارسی سے ترجمہ

مرزا حسن علی لکھنوی ح

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین

قال الشیخ الامام العلامہ افضل المتاخرین سند الوقت الشیخ عبد العزیز العمری المحدث الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ

فضائل خلفائے اربعہ

اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ رض سَیِّدَا کُھُوْلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ اِلَّا النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ ۵ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ ۔۔۔ ابوبکر و عمر سردار میانہ سالان اہل جنت اند از پیشینیاں و پسینیاں مگر پیغمبران و رسولان و بروایت مسند احمد کھول الجنۃ و شابہا دار و شدہ یعنی سردار میانہ سالان و جوانان اہل بہشت اند ۵

فائدہ :- ایں حدیث دلالت می کند بر افضلیت ابوبکرؓ و عمرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بر جمیع امت بعد پیغمبر خدا صلعم و ہمیں مطابق قرآن و احادیث کثیرہ و اقوال صحابہ و تابعین است و بران اجماع اہل سنت و جماعت است و کسیکہ خلاف آں گفتہ است از درجہ اعتبار ساقط زیرا کہ مخالف نصوص

Marfat.com

قطعیہ واجماع است ۔ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَلِیِّ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ رَوَاہُ اَبُوْ یَعْلٰی ۔ عثمان رض ابن عفان دوست من است در دنیا وآخرت یَا عَلِیُّ اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُ ۔ اے علی تو برادر من ہستی در دنیا وآخرت ۔ اَبُوْ بَکْرٍ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ وَاَبُوْبَکْرٍ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ رواہ الفردوس الدیلمی ۔ ابوبکر رض از من است ومن از ابوبکر رض وابوبکر رض برادر من است در دنیا وآخرت وایں کنایتست از قرب ومنزلت وکمال اتحاد وبے تکلفی در معاملات وانبساط در مقدمات

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِہٖ رواہ الترمذی واحمد ۔ ہر آئینہ خدائے تعالیٰ گردانید حق را بر زبان عمر رض ودل او وبطبق ال بست وشش احکام شرعیہ منجملہ آں چند آیات فدا وحجاب گرفتن مقام ابراہیم مصلے وغیرہ ذلک مطابق قول حضرت عمر رض نزول یافتہ وایں امر در کتب احادیث واضح البیان است

عُثْمَانُ اَحْیٰی اُمَّتِیْ وَاَکْرَمُھَا ۔ رَوَاہُ ابُوْنُعَیْمٍ ۔ عثمان حیا مند ترین امت منست وجوانمرد وسخی ترین است ۔

یَا عَلِیُّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ رَوَاہُ وَالتِّرْمِذِیُ ۔ اے علی رض تو از من منزلت ہارون بامویٰ ع داری یعنے در حصول درجہ اخوت وقرب منزلت وکمال اتحاد ورفع تکلفات وظہور اختلاط مگر آنکہ نیست پیغمبر مے بعد از من وایں حدیث در میان علو منزلت حضرت امیر ظاہر است ۔

Marfat.com

اَبُوْبَکْرٍ صَاحِبِیْ وَمُوْنِسِیْ فِی الْغَارِ سُدُّوْا کُلَّ خَوْخَةٍ اِلَّا اَبِیْ بَکْرٍ
رَوَاہُ عبد اللہ بن احمد :۔ ابوبکرؓ یار من است وایں لقب را خدائے تعالےٰ
در کلام مجید بوی ارزانی فرمودہ است ومونس منست در غار، بند کنید ہر دریچہ
را الیٰ آنکہ در مسجد بود مگر دریچہ ابوبکر رضؓ وایں اشارتیست بسوی خلافت۔

اِنِّیْ لَا نْظُرُ اِلٰی شَیَاطِیْنِ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ قَدْ فَرُّوْا مِنْ عُمَرَ۔ رَوَاہُ
والترمذی ۔ ہر آئینہ می بینم بسوئے شیاطین انسان وجن کہ بگریختند ۔ از عمرؓ و
ایں بآں سبب بود کہ عمر رضی اللہ عنہ صورت جلالیہ رسول کریم بودند چنانکہ صدیق
اکبر و عثمانؓ صورت جمالیہ آں حضرت وحضرت علی اللہ عنہ نیز ہمرنگ عمرؓ بود۔

اِنَّ اَشَدَّ ھٰذِہِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِیِّھَا حَیَاءً عُثْمَانُ رَوَاہُ اَبُوْنُعَیْمٍ
بدرستیکہ زیادہ تر ایں امت بعد پیغمبر خود در وفور وکثرت حیا عثمانؓ است

اَنَا دَارُ الْحِکْمَةِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا ۔ رَوَاہُ الترمذی ۔ منم دار الحکمت
وعلی دروازہ آنست۔

اَنْتَ عَتِیْقُ اللّٰہِ مِنَ النَّارِ قَالَہٗ لِاَبِیْ بَکْرٍ ۔ رواہ الترمذی۔ تو
آزاد کردۂ خدائے ہستی از آتش دوزخ گفت ایں کلام را برائے حضرت ابی بکرؓ
صدیق رضی اللہ عنہ

اَلْحَقُّ بَعْدِیْ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ حَیْثُ کَانَ ۔ رواہ الحکیم الترمذی
حق بعد من با عمرؓ بن الخطاب است چہ جائیکہ باشد

مَا زَوَّجْتُ عُثْمَانَ اُمَّ کُلْثُوْمٍ اِلَّا بِوَحْیٍ مِنَ السَّمَآءِ ۔ رواہ الطبرانی)
ترویج نکردہ ام امّ کلثوم را بعثمان مگر بہ سبب وحی از آسمان

Marfat.com

اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِیْ اَنْ اُزَوِّجَ فَاطِمَۃَ مِنْ عَلِیٍّ۔ رَوَاہُ الطبرانی

ہر آئینہ خدائے امر کرد مرا کہ تزویج کردہ دہم فاطمہ رضؓ بعلی کرم اللہ وجہہٗ۔

اٰمَنَّ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ مَالِہٖ وَصَحْبَتِہٖ اَبُوْبَکْرٍ وَلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا

لَاتَّخَذْتُ اَبَابَکْرٍ خَلِیْلًا وَلٰکِنْ اُخُوَّۃَ الْاِسْلَامِ رواہُ مُسْلِمٍ۔ احسان کنندہ

ترین مردماں برمن در مال خود وصحبت خود ابوبکر رضؓ است واگر ازے کہ میگرفتے

دوست کہ جانی کہ حکم یک روح ودو قالب وارد ومرجع کار ہر امر باشد در

در روائتے صحیحین بزیادت غیر ربّی است یعنے سوائے پروردگار من ہر آئینہ

می گرفتے ابابکر رضؓ را خلیل ولکن اخوت اسلام افضل است وچوں ایں مرتبہ

بخدائے تعالیٰ مخصوص است لہذا بہ نسبت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ متوقف

گردید ودر بعضے روایات حدیث آمدہ کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ را قبل از

وفات شریف آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرتبہ خلت بہ آں جناب رسالت

حاصل گردیدہ ومراد ازاں مرتبہ است کہ در مرتبہ قرب منزلت واتحاد در حق البشر

انتہا دراردو ایں معنے از معاملہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بصدیق اکبر

غایت وضوح دارد من شاء فلیرجع الیٰ کتب الاحادیث والسیر۔

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی بَاھٰی بِمَلَائِکَتِہٖ یَوْمَ عَرَفَۃَ وَبَاھٰی بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

خَاصَّۃً وَمَا فِی السَّمَاءِ مَلَکٌ اِلَّا وَھُوَ یُوَقِّرُ عُمَرَ وَمَا فِی الْاَرْضِ

شَیْطَانٌ اِلَّا وَھُوَ یَفِرُّ مِنْ عُمَرَ۔ رواہ ابن عساکر۔ ہر آئینہ خدائے تعالیٰ

فخر می کند بہ فرشتگاں خود روز عرفہ عموماً وبعمر بن الخطاب خصوصاً وایں مباہات

برائے حضور حاجیاں در عرفہ است ونیست در آسمان فرشتہ مگر آنکہ توقیر

Marfat.com

می کند عمر و انیست در زمین شیطانے مگر می گریزد از عمرؓ

لِکُلِّ نَبِیٍّ رَفِیْقٌ فِی الْجَنَّةِ وَرَفِیْقِیْ فِیْهَا عُثْمَانُ ۔ رَوَاهُ الترمذی

ہر پیغمبر را رفیق است در بہشت و رفیق من در آں یعنی بہشت عثمانؓ است

مَنْ کُنْتُ وَلِیُّهٗ فَعَلِیٌّ وَلِیُّهٗ ۔ رواہُ احمد والترمذی کسیکہ

باشم محب و مددگار او پس علی رضؓ محبّ و مددگار اوست

اِنَّ اللّٰهَ تعالیٰ یَکْرَهُ فَوْقَ سَمَائِهٖ اَنْ یُخْطَاءَ اَبُوْبَکْرٍ الصِّدِّیْقُ فِی الْاَرْضِ ۔ رواہُ الحارثُ والطبرانیُ ۔ وابن شاہین فی سنہ ہر آئینہ خدائے تعالیٰ مکروہ میدارد بالائے آسمان زیرا کہ منسوب بخطا شود ابوبکرؓ در زمین ۔

لَمَّا اَسْلَمَ عُمَرُ اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَقَالَ اِسْتَبْشَرَ اَهْلُ السَّمَآءِ بِاِسْلَامِ عُمَرَ رواہُ الْحَاکِمُ ۔ ہر گاہ اسلام آورد عمرؓ آمد بمن جبریل پس گفت کہ ہر آئینہ خوش گردیدند اہل آسمان باسلام عمرؓ

لَیَدْخُلَنَّ بِشَفَاعَةِ عُثْمَانَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا قَدْ اُسْتُوْجِبُوْا النَّارَ الْجَنَّةَ بِغَیْرِ حِسَابٍ (رَوَاهُ ابْنُ عَسَاکِرٍ) ہر آئینہ در آیند بشفاعت عثمان ہفتاد ہزار ۔ کہ بتحقیق مستوجب دوزخ بودند در بہشت بے حساب یعنے بدون محاسبہ اعمال بد ایشاں و ایں ہمہ باظہار علو منقبت صاحب شفاعت است ۔

اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ ذُرِّیَّةَ کُلِّ نَبِیٍّ فِیْ صُلْبِهٖ وَاِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ ذُرِّیَّتِیْ فِیْ صُلْبِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ ۔ رَوَاهُ الطَّبَرَانِیُّ) بدرستیکہ خدائے تعالےٰ گردانید اولاد

Marfat.com

ہر پیغمبر را در پشت او بدرستیکہ ساخت اولاد مرا در پشت علی بن ابی طالب و سرشت آن ست کہ علی بن ابی طالب گویا صورت مثالیہ آنحضرت بودہ و یا علیٰنک مطالعہ او و نسبتش بآنحضرت نسبت فرع باصل و یا ظل با صاحب ظل است و درایں جا سر معنے انفسنا انفسکم راست اید۔

اِقْتَدُوْا بِالَّذَیْنَ مِنْ بَعْدِی اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ فَاِنَّهُمَا حَبْلُ مَمْدُوْدٌ مَنْ تَمَسَّكَ بِهِمَا فَقَدْ تَمَسَّكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی لَا انْفِصَامَ لَهَا۔ رواہ الطَّبْرَانِی اقتدا کنید و پیروی نمائید بآں دو کس کہ بعد از من اند از ابوبکر رض و عمر رض پس بہ تحقیق ایں ہر دو کسان رسن خدائے تعالےٰ اند دراز شدہ و کسیکہ تمسک کرد بایشاں پس بتحقیق تمسک کرد بحلقہ مضبوط کہ ان را انقطاع و گستگی نیست و حبل اللہ کنایہ است از دین خدائے تعالےٰ باشارہ قرآن مجید، واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا۔ یعنے چنگل زنید برسن خدائے تعالےٰ ہمہ شما و عروۃ الوثقیٰ نیست ازیں و بایں نیز اشارتیست در قرآن شریف "فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ"، یعنے بتحقیق چنگل زد بحلقہ مضبوط یعنے دین اسلام۔

اِنَّ عُثْمَانَ لَاَوَّلُ مَنْ هَاجَرَ اِلَی اللّٰهِ بِاَهْلِهٖ بَعْدَ لُوْطٍ۔ رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ۔ بدرستیکہ عثمان رض ہر آئینہ اوّل کسی است کہ ہجرت کرد بسوئے خدائے تعالیٰ با زوجہ خود یعنے رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد از پیغمبر لوط علیہ السلام۔

لَا یُحِبُّكَ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا یُبْغِضُكَ مُنَافِقٌ قَالَهٗ لِعَلِیٍّ رواہ الترمذی دوست ندارد ترا۔ مگر مومن و دشمن ندارد ترا۔ منافق ایں کلام را در حق

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ ۔یعنی دوستی یا علی رضؓ علامتِ ایمانست ودشمنی با علی رضؓ علامت نفاق ۔

اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ ثُمَّ اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ اِنِّیْ وَ اَهْلُ الْبَقِیْعِ فَیُحْشَرُوْنَ مَعِیْ ثُمَّ اَنْتَظِرُ وَاَهْلُ مَكَّةَ حَتّٰی اُحْشَرَ بَیْنَ الْحَرَمَیْنِ رواہ الترمذی ۔ منم اول کسیکہ شق گردد زمین بوقت برآمدن آنکس درہنگام قیامت پستر ابوبکرؓ پستر عمر رضؓ پس بیایم بسوئے اہل بقیع کہ مقبرہ الیست۔ در مدینہ قریب بروضہ مطہرہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس یک۔ جا باشند بامن باز منتظر شوم اہل مکہ را تا جمع آیم ما بین حرمین

ووجہ تخصیص محشور گردیدن حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما با آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم طینتے الیشاں باآں حضرت صلعم واشعار فضیلت الیشاں باجناب رسالت است در وجوہ فضل وبہ ایں معنی از قیود را الیشاں ظاہر است وچہ خوش گفت است حکیم خاقانی در توصیف روضہ مطہرہ آنحضرت ۴۔

بلنی حرم محمدی را — جولانگہ سرسری را
پیشش دو خلیفہ رخ نہفتہ — جوزا بکنار شمس خفتہ
ہر سہ شدہ یک نہاد و یک راہ — چوں یک الف و دو لام اللہ
آہوئے زمین وکعبہ نافہ — مشکش پسر ابو قحافہ

Marfat.com

الیٰ عُثْمَانَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاَلْفِ دِیْنَارٍ فِیْ لَبَّتِہٖ حِیْنَ جَھَّزَ لَہٗ جَیْشَ الْعَسْرَۃِ فَنَثَرَھَا فِیْ حَجْرِہٖ فَرَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یُقَلِّبُھَا فِیْ حَجْرِہٖ وَیَقُوْلُوْنَ مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْیَوْمِ مَرَّتَیْنِ رَوَاہُ اَحْمَدُ ۔ آوردہ عثمانؓ بسوئے آنحضرت صلعم ہزار دینار کہ صرہ آن در آستین خویش نگاہ داشتہ ہنگامے کہ سامان جیش عشرت کہ از شہر مکہ بہ تبوک مقرر کردہ بودند وآں شہر لیست شانزدہ منزل از مدینہ در حدود شام برائے قتال انصاری عرب وشام پس پراگندہ ساخت آں دینار ہا را در کنار آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس دیدم پیغمبر خدا را کہ زیر و بالا می کرد آں دینار را در کنار خویش برائے نقد ساختن و می گفت ضرر نہ کند عثمانؓ را چیزیکہ بعمل آرد بعد ایں وقت وایں کلام دو بار فرمودہ ایں عمدہ بشارتست در قبولیت نفقات حضرت عثمانؓ کہ در وجوہ قربات پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف نمود و ہمچنیں قبولیت اعمال خیر بنہجیکہ غبار ضرر اعمال بر دامنِ ملازمانِ خدمتِ ایشاں نہ نشیند و از نسیم الطاف ازلی حق خاشاکِ ضرر از ساحت بانزاہت ایشان بر افشاند کہ ایں اشارتیست بسوئے دفع طعن مخالفاں کہ بظہور موشگاف دوانی مصداق وقت کہ بسبب بے اخلاصی جناب ایشاں بود نسبت بیباکی بائے بآں جناب می نمودند وآں را باعث طعن و تشنیع در بارہ جناب ایشاں رو در میداشتند پس ظہور ایں کلمہ جامعہ یعنی " ما ضر عثمانؓ لا عمل بعد الیوم " مبنی بر آنست کہ ہر چند جناب معلےٰ از صدور آں چیز ہا منیزہ و مقدس است اما نظر بر علو منزلت و سمو منقبت ایشاں اگر بر فرض و تسلیم آں چیز ہا منسوب ملازمان خدمت

Marfat.com

ایشان باشد از ضرر رسانے دور باشد چنانکہ ایں معنی دربارۂ اہل بیت عموماً
در آیت تطہیر مقصود است و دربارہ جناب امیر خصوصاً در حدیث «اللّٰھم ادر
الحق معہ حیث دار» بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَدَیْہِ وَیَقُوْلُ
اَللّٰھُمَّ لَا تُمِتْنِیْ حَتّٰی تُرِیَنِیْ عَلِیًّا - رَوَاہُ التِّرْمِذِیْ فرستاد آں حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لشکرے را یعنی بجانب یمن و در آں لشکر علی رضؓ بودند یعنی لشکر کردگی
آں جیش پس برداشت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر دو دست خود را و
گفت بار خدایا نمیران مرا تا آنکہ ببینم علی رضؓ را و ایں بر سبیل قرب زمان مرگ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود تا نباشد کہ قبل از رسیدن علی رضؓ سفر عالم آخرت
پیش آید۔ اَبُوْبَکْرٍ فِی الْجَنَّۃِ وَعُمَرُ فِی الْجَنَّۃِ وَعُثْمَانُ فِی الْجَنَّۃِ وَعَلِیٌّ فِی الْجَنَّۃِ
ابوبکر رضؓ در بہشت است و عمر رضؓ در بہشت و عثمان رضؓ در بہشت و علی رضؓ در بہشت
حُبُّ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ مِنَ الْاِیْمَانِ وَبُغْضُھُمَا مِنَ الْکُفْرِ وَمَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ فَعَلَیْہِ
لَعْنَۃُ اللّٰہِ مَنْ حَفِظَنِیْ فِیْھِمْ وَاَنَا اَحْفَظُہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ (رواہ ابن عساکر)
دوستی ابوبکر رضؓ و عمر از ایمان است و دشمنی ایشان کفر است و کسیکہ دشنام دہد و سقط
گوید یاراں مرا پس بر و لعنت خدا است کسیکہ یاد دارد مرا در میان ایشان یعنی در میان
ایشان ملاحظۂ من کند و حق صحبت و خدمت ایشاں کہ بر من است ملحوظ خاطر
نصب العین ساختہ بہ تعظیم و توقیر با ایشاں پیش آید و از ارتکاب طعن و تشنیع
و اصناف سب و شتم دور باشد پس ہر آئینہ من محافظت او کنم بروز
قیامت یعنی بشفاعت جرائم و معاصی او کہ در ان وقت محتاج شدید بعفو و
مغفرت گناہاں باشد حفاظت او خواہیم نمود اَصْحَابِیْ فِیْ اُمَّتِیْ بِمَنْزِلَۃِ اَبُوْبَکْرٍ وَاَشَدُّھُمْ

Marfat.com

فِی دِیْنِ اللّٰہِ عُمَرُ رض وَاَصْدَقُھُمْ حَیَاءً عُثْمَانُ رض وَاَقْضَاھُمْ عَلِیٌّ رض وَاَبُوْیَعْلٰی مہربان ترین امت من بامت من ابوبکر رض است وسخت ترین ایشاں یعنے امت در دین خدا عمر است وراست ترین ایشان درحیا عثمان است وقاضی ترین ایشاں علی رض است فائدہ قضا عبارت است از فصل خصومات و احقاق حق وابطالِ باطل در متخاصمین یعنی مدعی و مدعا علیہ۔

لِکُلِّ نَبِیٍّ دَسْتِیْرَانِ وَوَزِیْرَایَ وَصَاحِبَایَ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ رواہ ابن عساکر ہر پیغمبر را دو وزیر است و دو وزیر من و دو یار من ابوبکر رض و عمر رض است۔

عُثْمَانُ حَیِیٌّ تَسْتَحْیِیْ مِنْہُ الْمَلَائِکَۃُ۔ رواہ ابن عساکر ــــ عثمان حیا میکند ازو فرشتگان مَا اَنْجَیْتُہٗ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ اَنْجَاہُ قَالَ لِعَلِیٍّ رواہ الترمذی۔ سرگوشی با وے نہ کردم ولکن خدائے تعالیٰ با وے سرگوشی کرد گفت ایں کلام را در حق علی فائدہ۔ وآں وقتے بود کہ تکبیر نماز عشا شد وحضرت امیر رض با حضرت سرگوشی مے نمود تا آنکہ بسیارے از شب بگذشت درآں حال بعضے منافقاں بآں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطریق طعن گفتند وَلَقَدْ طَالَ نَجْوَاکَ مَعَ ابْنِ عَمِّکَ یعنی دراز شد سرگوشی تو با ابن عم خود پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایں کلام ارشاد فرمود و مقصود از ایں کلام آنست کہ سرگوشی من بمنزلہ سرگوشی خدا است کہ مطابق خوشنودی درضامندی خدا تعالےٰ است وایں کلام مانند قول خدائے تعالیٰ است وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی رَحِمَ اللّٰہُ اَبَابَکْرٍ زَوَّجَنِیْ ابْنَتَہٗ وَحَمَلَنِیْ اِلٰی دَارِ الْھِجْرَۃِ وَصَحِبَنِیْ فِی الْغَارِ وَاَعْتَقَ بِلَالًا مِنْ مَالِہٖ

Marfat.com

وَمَا نَفَعَنِیْ مَالٌ فِی الْاِسْلَامِ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکْرٍ - رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ
بہ بخشد خدائے تعالیٰ ابوبکر رض را کہ نکاح کردہ بمن داد دختر خود را یعنی عائشہ رض
برداشت مرا بسوئے دار ہجرت یعنی مدینہ وصحبت کرد مرا در غار وآزاد
کرد بلال را از مال خود نفع نداد مرا مالے در اسلام چنان کہ نفع داد مرا
مال ابی بکر رض فائدہ - برداشتن حضرت صدیق اکبر رض آں حضرت صلعم
را ... بسوئے ہجرت از مکہ بمدینہ امر لیست مشہور وواضح ودران ہنگام
دو شتر را باسامان سفر بحضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیشکش آورد ..
آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبول فرمودہ متوجہ مدینہ باتفاق ومعیت
صدیق اکبر رض پسرش عبداللہ رض وغلامش عامر ابن فہیرہ رض گشت بعد ازاں
کہ سہ شبانہ روز در غار ثور مختفی گشتہ بود وہمیں قصہ در قرآن مجید
در آیۃ "اِلَّا تَنْصُرُوْہُ فَقَدْ نَصَرَہُ اللّٰہُ اِذْ اَخْرَجَہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ
اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰہُ
سَکِیْنَتَہٗ عَلَیْہِ" الخ اشارہ قوی موجود است وبیان نصرت وحمایت او درباره جناب
رسالت ہم درہمیں آیۃ واضح است واتفاقات صدیق اکبر رض در وجوہ قربات مانند
جہاد وغیرہ وکار پردازی جہاد کہ بالوف کثیرہ رسیدند در کتب حدیث وسیر مسطور
است رَحِمَ اللّٰہُ عُمَرَ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَاِنْ کَانَ مُرًّا تَرَکَہُ الْحَقُّ وَمَا
لَہٗ مِنْ صَدِیْقٍ رَحِمَ اللّٰہُ عُثْمَانَ یَسْتَحْیِیْہِ الْمَلَائِکَۃُ وَجَھَّزَ جَیْشَ
الْعُسْرَۃِ وَزَادَنِیْ مَسِیْحِیْ حَقًّا وَسَعْنَا رَحِمَ اللّٰہُ عَلِیًّا اَللّٰھُمَّ اَدِرِ
الْحَقَّ مَعَہٗ حَیْثُ دَارَ - رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ بہ بخشد خدائے تعالیٰ عمر را

Marfat.com

میگوید حق را اگرچہ آں حق تلخ باشد گرداینده او را حق گوئی بایں کہ او را یاری نیست یعنی حق گوئی او بایں حق رسیدہ است کہ ہرچہ میگوید حق میگوید وچوں برخلاف نفس وطبیعت مردماں می باشد از گفتن آں مکدر باشند پس رسم وراہ صداقت را در حال حق گوئی با او لحاظ نکنند ورنجش خاطر ازو بہم میرسانند وہمیں حال حق گوئی وحق گویانست کہ ہمہ کس بمقابلہ حق گوئی در معاملات ورنج می افتند وایں اشارتیست بآں کہ عمر چوں شیوۂ حق گوئی دارد بسیار چیزہائے کہ بحضور آنحضرت صلعم وبالبعد از آنحضرتؐ در معاملات دین و دنیا از راہ مصلحت عرض کنند مردماں با او تکدر خاطر ورنج طبع ناحق بہم رسانند وبطعن وتشنیع باضمار غرض نفسانی زباں دراز نمایند وتعریفات بیہودہ بمیاں آرند پس ایں ہمہ خلاف حق وباطل خواہد بود۔ سخن آں باشد کہ او گفتہ شد ولہذا آنحضرت فرمودہ اِنَّ اللّٰہَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِہٖ وَالْحَقُّ بَعْدِیْ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ حَیْثُ کَانَ الْحَدِیْثُ۔ بخشد خدائے تعالےٰ عثمانؓ را کہ حیا می کند وشرم می دارند ازو فرشتگان وسامان کرد جیش عشرت را یعنی تبوک وکشادہ ساخت مسجد مارا تا آں کہ گنجائش کرد بما بخشید خدائے تعالےٰ علی را بار خدایا بگرداں حق را باو جائیکہ بگردد۔

فائدہ :۔ جیش العسرۃ جنگ تبوک را گویند سبب کمال تنگی سال صحابہؓ دراں وقلت دستیابی اسباب سفر ولیکن حق سبحانہ وتعالیٰ کارپردازی آں باعانت بعنایت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بعمل آورد وتوسیع مسجد

Marfat.com

چنان بود کہ یک قطعہ کہ قریب مسجد بود کہ از بعضے انصاریاں خریدہ شامل مسجد ساخت
وبراں بشارت دخول جنت از مصدر یافت چنانکہ در صحیحین مذکور است اَبَایَعُ
لَا یَجْتَمِعُ مَحَبَّتُهُمْ فِی قَلْبِ مُنَافِقٍ وَلَا یُحِبُّهُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ
عُثْمَانُ وَعَلِیٌّ - رواہ ابن عساکر - چہار کس اند کہ مجتمع نگردد دو یک جا نماند کہ دوستی
ایشاں در دل منافق و دوست ندارد ایشاں را مگر مومن ، ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ علیؓ

فائدہ :- ازیں حدیث مستفاد گشت کہ دوستی چہار یار از ایمان است
وترک محبت ایشاں علامت صریح نفاق -

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی حِرَاءٍ وَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ
وَعُثْمَانُ وَعَلِیٌّ وَطَلْحَۃُ وَزُبَیْرٌ فَتَحَرَّکَتِ الصَّخْرَۃُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِهْدَءْ فَمَا عَلَیْكَ اِلَّا نَبِیٌّ اَوْ صِدِّیْقٌ اَوْ شَهِیْدٌ - رواہ
مسلم - بود آنحضرت صلعم بر کوہ حرا و ابوبکر رضؓ و عمر رضؓ و عثمان رضؓ و علی رضؓ و طلحہ رضؓ و زبیر رضؓ پس
در جنبش آمد سنگے از سنگہائے حرا و بزلزلہ افتاد پس فرمود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کہ ساکن باش پس نیست بر تو مگر پیغمبر و صدیق شہید -

فائدہ

ایں حدیث منصب صدیقیت حضرت صدیق اکبر رضؓ را ثابت گشت
و مرتبہ شہادت ایں پنج تن کہ عمر رضؓ و عثمان رضؓ و علی رضؓ و طلحہ رضؓ و زبیر رضؓ
اند فقط شہادت ایشاں مشہور و معروف است در کتب احادیث و سیر
از آنجملہ شہادت طلحہ رضؓ و زبیر رضؓ در جنگ جمل بوقوع آمد شہادت طلحہ رضؓ از دست
مروان شقی کہ در اول مصاف تیرے زہر آلود بر زانوے مبارک ایشاں

Marfat.com

زدہ ہمدان وقت جناب الیشان را بر داشتہ در خرابہ بصرہ بردند در ہماں حال شخصے از ہمراہیاں حضرت امیر بحضور الیشاں رفت آنجناب بتجدید بیعت حضرت امیر بر دست آں لشکرے بجا آوردند بعد ازاں شربت شہادت چشیدند و چوں ایں واقعہ بحضور معلے جناب امیر رسانیدند بشکر و سپاس الٰہی مشغول گشتہ فرمودند کہ الحمد للہ الذی اخرجہ من الدنیا و بیعتی فی عنقہ۔ یعنی حمد و سپاس خدا کراست کہ بیرون آورد او را خدا تعالےٰ از دنیا باین حال کہ بیعت من در گردن اوست و ایں اشارتیست با ایجاب و قبول بیعت از جانبین و اما زبیرؓ پس در ہنگام مصاف با حضرت امیر عقد صلح و موافقت بستہ صفائی کلی از طرفین حاصل نمودہ در حال از لشکر جدا شدہ بجانب خیبر میرفت چوں بوادی القریٰ رسید جہت ادائے نماز عصر فرود آمدہ مشغول بہ نماز گردید در ایں حال شخصے در حال سجدہ سر مبارک الیشاں بخنجر آبدار بریدہ نہ بصرہ باز گشت و بہ خیمہ گاہ حضرت امیرؓ آمدہ بوساطت شخصے ایں واقعہ را بجناب امیر رسانید جناب الیشاں بعد از دریافت ایں حال بسیار غضب ناک گشتہ گفت بشر قاتل ابن صفیہؓ بالنار۔ یعنی مژدہ دہ کشندۂ پسر صفیہ را آتش دوزخ پسر صفیہ زبیرؓ ابن عوام است و صفیہؓ دختر جناب عبد المطلب۔ و چوں ایں کلام امیر بآں شخص رسید ہماں خنجر را بر شکم خود زدہ بدار البوار رفت پس حضرت امیر رضی اللہ عنہ فرمود صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَاتِلُ ابْنُ صَفِیَّۃَ بِالنَّارِ فرمود رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم گفت کہ کشندہ

Marfat.com

فضائل

اہل بیت رضی اللہ عنہم

حسنین رضی اللہ عنہما اَتَانِیْ مَلَکٌ فَسَلَّمَ عَلَیَّ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ لَمْ یَنْزِلْ قَبْلَهَا فَبَشَّرَنِیْ اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنَّ فَاطِمَةَ سَیِّدَةُ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ ابْنُ عَسَاکِرٍ ـــــ آمد مرا فرشتہ پس سلام و داد بر من فرود آمد از آسمان کہ فرود نیامدہ بود پیش ازیں باز پس مژدہ داد او مرا بآں کہ حسن و حسین سردار نوجوانان بہشت اند و بہ تحقیق فاطمہؓ سردار زنان بہشت است اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ هُمَا رَیْحَانَتَایَ مِنَ الدُّنْیَا رواہ الترمذی ـ ہر آئینہ حسن و حسین ایشاں دو گل باغ من اند از دنیا یعنی در دنیا گل مراد و ثمر فؤاد من اند۔ خَرَجَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِلَیْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَعَلَیْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ فَجَآءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَیْنُ فَاَدْخَلَ مَعَهٗ ثُمَّ جَآءَتْ فَاطِمَةُ فَاَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِیٌّ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا یُرِیْدُ

پنج تن

Marfat.com

اللّٰہ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۔ رواہ مسلم۔ بیرون آمد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از خانہ بوقت صبح وبر اینشاں گلیمی بود از صوف یعنی گلیم بر داشتہ وآں نقش دار مانند شکل کجاوہ شتر برآں کشیدہ بود پس آمد حسن ابن علی پس داخل کرد او را در آں گلیم پس آمد حسین پس داخل کرد با و۔ پس تر آمد فاطمہ پس داخل کرد او را در آں۔ پس در آمد علی پس داخل کرد او را در آں پس این آیت مذکور خواند، ترجمہ آیت این است جز این نیست کہ می خواہد خدائے تعالےٰ ببرد از شما پلیدی را اے اہل بیت پیغمبر و پاک گرداند شما را پاکی تمام۔

فائدہ:۔ نزول این آیت اول برائے ازواج طاہرات است چنانچہ تمام مضامین آیات برآں دلالت دارد وثانیاً بطریق اولویت در حق این نفوس اربعہ طاہرہ فرود آمد۔

لَمَّا نَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ نَدَعَ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَکُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَکُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمُ الْاٰیَۃَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ عَلِیًّا وَفَاطِمَۃَ وَحَسَنًا وَحُسَیْنًا اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِیْ رواہ مسلم

ہر گاہ کہ نازل گشت این آیت کہ مضمونش این است کہ بخوانیم فرزندان خود را و فرزندان شما را۔ وزنان خود را وزنان شما را وذات ہائے خود را وذات ہائے شما را طلبید پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی و فاطمہ وحسن وحسین را پس فرمودہ بار خدا ایشاں اہل بیت من اند

اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ اَوَّلُھُمَا کِتَابُ اللّٰہِ فِیْہِ الْھُدٰی وَالنُّوْرُ

کتاب اللہ اور اہل بیت

Marfat.com

اِتَّخَذُوْا بِکِتَابِ اللّٰہِ وَاسْتَمْسَکُوْا بِہٖ فَحَثَّ عَلٰی کِتَابِ اللّٰہِ وَرَغَّبَ فِیْہِ
ثُمَّ قَالَ وَاَھْلُ بَیْتِیْ اُذَکِّرُکُمُ اللّٰہَ فِیْ اَھْلِ بَیْتِیْ اُذَکِّرُکُمُ اللّٰہَ فِیْ اَھْلِ
بَیْتِیْ ۔ رَوَاہُ مُسْلِم۔ ہرآئینہ می گذارم درمیان شما دو بزرگ قدر و گرانبار
یعنی عالی مرتبہ را اول آں ہر دو کتاب خداست درآں ہدایت و نوراست
پس بگیرید کتاب خدا را و چنگل زنید بآں پس کمالِ تحریص فرمود بر عمل کتاب
اللہ و اتباع آں پس تر فرمود اہل بیت من یاد میدہم شما را خدائے تعالیٰ را
در اہل بیت خود یعنی در مقدمۂ تعظیم و توقیر و محبت ایشاں۔

فائدہ :۔ ازیں حدیث مستفاد شد اہتمام و محافظت دو چیز
یکے پیروی و تبعیت قرآن شریف کہ حکم و فرمان خداست مشتمل بر احکام دین
و تفصیل جمیع امور دیگرے رعایت تعظیم و توقیر اہل بیت پیغمبر صلعم و وجوب
محبت ایشاں و ایں حکم ہمہ اشخاص اہل بیت را شامل است و آں
عمات بر شش قسم اند ازواج و اولاد و اخوان و اعمام و عمارت و کسانیکہ علاقہ
مصاہرت دارند یعنی خویش کہ بعلاقۂ زن باشد مانند خسر و داماد۔
کَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ کَثِیْرٌ وَلَمْ یَکْمُلْ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ
وَآسِیَۃُ اِمْرَاَۃُ فِرْعَوْنَ وَخَدِیْجَۃُ بِنْتُ خُوَیْلِدٍ وَفَاطِمَۃُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ
وَفَضْلُ عَائِشَۃَ عَلَی النِّسَآءِ کَفَضْلِ الثَّرِیْدِ عَلٰی سَائِرِ الطَّعَامِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ
بکمال رسیدند مردماں بسیار و بکمال نہ رسیدند زناں مگر مریم دختر
عمران و آسیہ زنِ فرعون و خدیجہ دختر خویلد و فاطمہ دختر محمد صلعم و
فضیلت عائشہ رض بر زناں مانند فضیلت ثرید یعنی در زناں شوربا گوشت

Marfat.com

انداختہ بر جمیع طعام دایں اشارہ بسوی فضیلت حضرت عائشہ صدیقہ بر ہمہ زنان امت
پس خلاصہ کلام آنکہ در زنان عالم پنج تن از زنان کمال ذاتی وصفاتی وفضیلت
دینی و دنیوی یافتند مریم مسیح وخدیجہ وفاطمہ وعائشہ وہر یکے در وجوہ فضل
یکہ تاز میدان است امام المؤمنین عائشہ رض صدیقہ پس فضیلت عمدہ دارند و
لہذا در ہمان حال ایشاں لفظ فضل کہ ابلغ از لفظ کمال است از مشکوٰۃ نبوت
تابش یافتہ وظاہر وباہر است کہ فضیلت ذاتی وصفاتی عائشہ در ابواب
علم وسخا وزہد وتقویٰ ونفع رسانی امت عموماً وخصوصاً در رتبہ علیا و
غایت قصوی واما سیدۃ النساء پس طہارت ذاتی ونزاہت صفاتی دارند
وفضیلت ایشاں در ابواب زہد وتقویٰ ومشابہت اخلاق وافعال جناب
نبوت در مرتبہ رفیع ومنصب منیع بس نمایاں است۔

حضرت فاطمہ اور حسنین

اُحَبُّ اَھْلِیْ اِلَیَّ فَاطِمَۃُ۔ رواہ الترمذی ۔محبوب ترین اہل من
بسوئے من فاطمہ رض است۔ صَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ
فِتْنَۃٌ۔ نَظَرْتُ اِلٰی ھٰذَیْنِ الصَّبِیَّیْنِ یَمْشِیَانِ وَیَعْثُرَانِ فَلَمْ اَصْبِرْ حَتّٰی
قَطَعْتُ حَدِیْثِیْ وَرَفَعْتُھُمَا ۔ رواہ الترمذی وابن ماجہ وابو
داؤد ونسائی ۔ راست فرمود خدا ورسول او ومضمون آیت ایں است
بجز ایں نیست کہ اموال واولاد شما بسبب ازمائش است نگاہ کردم بسوی
ایں دو طفل یعنی حضرت امام حسن رض وحسین رض کہ میرفتند ومی لغزیدند وافتادن
ایشاں قطع نہ کردم سخن خود وبرداشتم آں را یعنی در آں حال کہ خطبہ می خواندند
دبوقت لغزیدن وافتادن ایشان خطبہ را گذاشتہ ہر دو را بکنار خود گرفتند

Marfat.com

اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ شَنَفَا الْعَرْشِ وَیَنْبَاعٌ مُعَلَّقَیْنِ — رواہ الطبرانی

حسنؓ وحسینؓ ہر دو گوشوارۂ عرش یعنی آرائش وزینت عرش اند و معلق بر عرش نیستند

فائدہ :- مراد از شنف گوشوارہ حتی نیست کہ از قسم زیورین و معلق بر عرش بلکہ گوشوارۂ معنوی چنانکہ اسد اللہ در حدیث در حق حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارد یافتہ - مَنْ اَحَبَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ - رواہ احمد ابن ماجہ

کسیکہ دوست دارد حسنؓ وحسینؓ را پس بہ تحقیق دوست داشت مرا و کسیکہ دشمن داشت ایشاں را پس بہ تحقیق دشمن داشت مرا - مَثَلُ اَهْلِ بَیْتِیْ مَثَلُ سَفِیْنَةِ نُوْحٍ مَنْ رَكِبَهَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرِقَ — رواہ الترمذی والبزار - صفت اہل بیت من صفت کشتی نوح است کسیکہ سوار شد برآں نجات یافت از ہلاک پس ماند ازاں سوار نہ شد برآں غرق شد یعنی کسیکہ محبت داشت باایشاں ومعیت وموافقت باایشاں نمود در حمایت ونصرت حق است

اہل بیت کی مثل کشتی

شانِ ازواج

سَاَلْتُ رَبِّیْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی اَنْ لَّا اَتَزَوَّجَ اِلٰی اَحَدٍ مِنْ اُمَّتِیْ وَلَا یَتَزَوَّجُ بِیْ اَحَدٌ مِنْ اُمَّتِیْ اِلَّا كَانَ مَعِیْ فِی الْجَنَّةِ فَاَعْطَانِیْ ذٰلِكَ - رواہ الطبرانی والحاکم — درخواست کردم از پروردگار خود کہ بزرگ و بابرکت است باینکہ نکاح نکنم یکسے از امت خود و نکاح نکند بامن ہیچ کس از امت من مگر باشد آں کس بامن در جنت پس داد خدائے تعالیٰ مرا ایں عہد -

فائدہ - یعنی کسیکہ علاقہ زوجیت باجناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

وارد در بشارت دخولِ جنت داخل است خواستگاری نکاح اول از جناب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باشد با از جناب دیگراں۔

اہل بیت اور صحابہ کی محبت

اَثْبِتْکُمْ عَلَی الصِّرَاطِ اَشَدُّکُمْ حُبًّا لِاَھْلِ بَیْتِیْ وَاَصْحَابِیْ۔ رواہ
عَدِی وَالْفِرْدَوْسَ ۔ ثابت قدم ترمیان شما بر پلصراط سخت ترمیان
شما در اہل بیت مراد و یاران۔

فائدہ:۔ ازیں حدیث واضح شد کہ محبت آل و اصحاب پیغمبر
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ندارد بر بالائی پل صراط قدم او لغزش کند و منشائے
آں خلل در ایمان او تبرک حُبِ آل و اصحاب باشد۔

محبت حسنین

ھٰذَانِ ابْنَایَ وَابْنَا ابْنَتِیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّھُمَا فَاَحِبَّھُمَا وَاَحِبَّ
مَنْ یُحِبُّھُمَا ۔ رواہ الترمذی ۔ ایں دو شخص یعنی حسنؓ و حسینؓ دو پسراں
من اند و دو پسران دختر من اند بار خدایا ہر آئینہ دوست می دارم ایشاں
را پس دوست دار ایشاں را و دوست دار کسی را کہ دوست دارد ایشان
را۔ اَحِبُّوا اللّٰہَ لِمَا یَغْذُوْکُمْ بِہٖ مِنْ نِعْمَۃٍ وَاَحِبُّوْنِیْ بِحُبِّ اللّٰہِ
وَاَحِبُّوْا اَھْلَ بَیْتِیْ لِحُبِّیْ ۔ رواہ الترمذی۔ دوست دارید خدا را بہ
سبب پرورش کردن و غذا دادن او تعالےٰ شما را بہ نعمت ہائے خود و دوست
دارید ہر اسبب دوستی خدائے تعالےٰ و دوست دارید اہل بیت مرا
بسبب دوستی من۔

فائدہ! یعنی بہ سبب نعمت ہائے منعم حقیقی دوستی با او دارید
و بہ سبب دوستی آل منعم حقیقی دوستی با پیغمبر او دارید و بسبب

دوستی پیغمبر او دوستی با اہل بیت او دارید۔ اَللّٰھُمَّ اَحْیِیْنَا عَلٰی حُبِّھِمْ وَاَمِتْنَا عَلٰی حُبِّھِمْ وَاحْشُرْنَا مَعَھُمْ تَحْتَ لِوَائِھِمْ وَاجْعَلْنَا مِنْ اَتْبَاعِھِمْ اٰمین یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ۔

Marfat.com

عزیز الاقتباس

فی فضائل

اخیار الناس

ترجمہ و حواشی :- مولانا نظام الدین کیرانوی رح

تہذیب و نظر ثانی :- مولوی حکیم عبد الغفور مرحوم رح

Marfat.com

دیباچہ مترجم

بعد حمد وصلوٰۃ کے فقیر سراپا تقصیر نظام الدین کیرانوی کہتا ہے کہ یہ ہیچ مداں اس قابل کہاں کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ابن حضرت حکیم الامت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جیسے کامل کی تقریر کو زبانِ اردو میں ادا کرنے مگر مجھے مجمع اخلاق وکرم مولوی شاہ ظہیر الدین سید احمد نقیبہ شاہ رفیع الدین دہلوی بن حضرت مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی جو ان حضرات کی کتابوں کی اشاعت اور ان حضرات کا فیض عام کرنے میں سرگرم ومصروف رہتے ہے ارشاد فرمایا کہ عزیز الاقتباس فی فضائل اخیار الناس حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رح کی چھوٹی سی کتاب ہے کتاب کیا گوہر نایاب ہے۔ اس میں شاہ صاحب نے وہ حدیثیں جمع کی ہیں جو خلفائے اربعہ کے فضائل میں مروی ہیں آپ کے تلمیذ خاص حضرت مولانا مرزا حسن علی صاحب محدّث لکھنوی نے فارسی زبان میں ترجمہ کیا ہے گویا نورٌ علی نورٌ بنا دیا ہے

لہ ظہیر الدین سید احمد نقیبہ شاہ رفیع الدین نے عزیز الاقتباس سب سے پہلے سنہ ۱۹۰۴ء میں مطبع احمدی دہلی سے شایع کیا تھا وہی نسخہ دوبارہ شائع کیا جارہا ہے۔

Marfat.com

مگر چونکہ اس زمانے میں لوگوں کو فارسی زبان کا بہت کم خیال ہے اور لوگوں کو نفع اٹھانا محال ہے اگر روزمرّہ کی صاف اُردو میں ترجمہ ہو جائے تو ہر شخص کو نفع پہنچے لہذا مولوی صاحب موصوف کا فرمانا قبول کیا اور شاہ صاحب کتاب کی خدمت اپنے لئے باعث خیر و برکت سمجھ کر ترجمہ شروع کیا اور تشریح مطالب کے متعلق حسب ضرورت موقع موقع پر اور مضامین اضافہ کئے جو خط کھینچ کر نیچے لکھ دیئے جس سے یہ رسالہ عام دیکھنے والوں اور نیز طالب علموں اور واعظوں کے لئے زیادہ کارآمد ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کے تصدق میں مترجم مسکین کی مغفرت فرمائے آمین یا رب العالمین

(نظام الدین کیرانوی)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریف خدا کے لئے ہے اور درود سلام حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ان کے آل اور اصحاب کرام سب پر ہووے شیخ امام علامہ افضل المتاخرین مسند وقت شیخ عبدالعزیز عمری دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

خلفائے اربعہ کے فضائل

شیخین

اَبُوبَکْرٍ وعُمَرَ سَیِّدَا کُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ اِلَّا النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ ـــ رواہ احمد والترمذی ـ ابوبکرؓ وعمرؓ نبیوں اور رسولوں کے سوا اہل جنت کے اگلے پچھلے تمام درمیانی عمر کے لوگوں کے سردار ہیں اور مسند احمد کی روایت میں کھول الجنۃ وشابہا وارد ہوا ہے یعنی جنت کے درمیانی عمر کے اور جوانوں کے سردار ہیں۔

فائدہ

یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تمام امت سے افضل ہیں اور یہی قرآن واحادیث کثیرہ واقوال صحابہ رضؓ وتابعین کے مطابق ہے اور اسی پر اہل سنت وجماعت کا اجماع ہے جس نے اس کے خلاف کیا وہ درجہ

Marfat.com

اعتبار سے ساقط ہے کیونکہ نفوس اور اجماع کے مخالف ہے [1]

عُثْمَانَ ابْنُ عَفَّانَ وَلِیِّیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ رواہ ابو یعلی حضرت عثمان

عثمان ابن عفان دنیا اور آخرت میں میرے دوست ہیں اس کو ابو یعلی نے

روایت کیا یَا عَلِیُّ اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ رواہ الترمذی حضرت علی

اے علیؓ تو دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے، اس کو ترمذی نے روایت کیا

---

[1] یہ حدیث جو ترمذی نے روایت کی ہے انسؓ سے مروی ہے نیز ترمذی نے طریق علی بن حسین سے اخراج کیا ہے وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں۔ قال کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذ طلع ابوبکرؓ وعمرؓ فقال رسول اللہ صلعم ہذا ان سیدا کہول اہل الجنۃ من الاولین والاخرین الا النبیین والمرسلین یا علی لاتخبرہما۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھا کہ ابوبکرؓ و عمرؓ نظر آئے آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہ دونوں انبیاء مرسلین کے علاوہ تمام درمیانی عمر کے لوگوں کے جنت کے سردار ہیں اے علیؓ دیکھنا ان کو اطلاع نہ کرنا (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا فرمایا ہے تاکہ تعجب میں نہ گرفتار ہو جائیں)، نیز حارث اعور شاگرد حضرت علیؓ سے بھی اس طرح مروی ہے۔ ترمذی ابن ماجہ دونوں میں موجود ہے۔ غرض یہ حدیث علیؓ سے بطریق مختلفہ متعددہ ثابت ہوئی ہے حضرت علیؓ اپنے منہ سے شیخین کی فضیلت بیان فرماتے ہیں ایک جگہ ان ہی سے منقول ہے کہ من فضلنی علی ابی بکر وعمر فجلدتہ حدی المفتری یعنی جو مجھ کو ابوبکرؓ و عمرؓ پر فضیلت دے گا میں اس کو مفتری کی حد لگاؤں گا۔ سبحان اللہ صحابہؓ آپس میں کسقدر محبت رکھتے تھے اور کس درجہ حفظ مراتب کا خیال تھا۔ محمد نظام الدین کیرانوی

[2] ایکمرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چند اولوالعزم مہاجرین میں تشریف رکھتے تھے آپنے فرمایا

(حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمادیں)

Marfat.com

اَبُوْبَکْرٍ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُ وَاَبُوْبَکْرٍ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ - رواہ الفردوس الدیلمی - ابوبکرؓ مجھ سے[1] اور میں ان سے ہوں اور ابوبکرؓ دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہیں - اس کو فردوس دیلمی نے روایت کیا اور یہ ابوبکرؓ کے قریب بمنزلت کمال اتحاد، بے تکلفی، معاملات وانبساط کی مقدمات

حضرت عمر کی طرف ایک کنایہ ہے - اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهٖ رواہ الترمذی واحمد) بے شک اللہ تعالیٰ نے حق کو عمرؓ کی

---

[1] اسی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے باب میں فرمایا کہ اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْكَ یعنی تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں اس میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ یہ احادیث فضائل پر دلالت کرتی ہیں اور فضائل امور اضافہ ہیں امور اضافہ میں تعارض نہیں ہوتا - حضرت ابوبکرؓ کی نسبت اور اعتبار سے فرمایا اور حضرت علی کی نسبت اور اعتبار سے فرمایا غرض کہ ان چاروں خلیفہ مکرم ومعظم میں کسی کو کسی اعتبار سے فضیلت حاصل ہے اور کسی کو اعتبار سے اصحابی کالنجوم بایّهم اقتدیتم اهتدیتم -

---

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۲

کہ ہر شخص اپنے کفو کی طرف اٹھ چلے اور آپ حضرت عثمان رضؓ کی طرف چلے اور ان سے معانقہ کیا اور حضرت طلحہؓ سے فرمایا کہ ہر نبی کا جنت میں اس کی امت میں سے ایک رفیق ہوگا اور میرا رفیق جنت میں عثمان غنیؓ اشراف قریش میں سے ہیں ان کی نانی بیضا بنت حضرت عبدالمطلب تھیں جو آپ کے پھوپی ہوئی ہیں (نظام الدین کیرانوی)

Marfat.com

زبان اور دل پر کر دیا[1] ۔اس کو ترمذی اور احمد نے روایت کیا ہے اور اسی کے مطابق چھبیس[26] احکام شرعیہ ہیں جن میں آپ کی رائے وحی کے مطابق ہوئی۔ منجملہ ان کے چند آیات ہیں جیسے آیۂ[2] فدا و حجاب اور مقام ابراہیم کو مصلّٰی بنانا وغیرہ یہ سب باتیں حضرت عمرؓ کے قول کے موافق نازل ہوئیں کتب احادیث میں اس کی توضیح ہے۔ عُثْمَانُ اَحْیِیْ اُمَّتِیْ وَاَکْرَمُھَا ۔ رواہ ابو نعیم عثمان عثمان میری اُمت میں سب سے زیادہ حیا دار اور سخی ہیں اس کو ابو نعیم نے

---

[1] بعض روایت میں "جعل" کی جگہ "وضع" آیا ہے یعنی "وضع الحق" اور ترمذی میں یہ روایت ابن عمرؓ سے مروی ہے ابو داؤد اور حاکم، ابو ذرؓ سے روایت کرتے ہیں اور ابو عمر استعجاب (کتاب کا نام ہے) میں اور بیہقی دلائل النبوت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے روایت کرتے ہیں "کنا لا نجعل ان السکینۃ علی لسان عمر" حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ فرماتے ہیں کہ ہم اس بات کو کچھ بعید نہیں سمجھا کرتے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ کی زبان پر امر غیبی بول رہا ہے یعنی ہمارے خیال میں یہ بات گذرتی تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ کی زبان لسان الغیب کی ترجمان ہے۔

[2] قصہ یہ ہوا کہ جب جنگ بدر سے مشرکین پکڑے آئے تو اس میں مشورہ ہوا کہ ان کو قتل کیا جائے یا فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے۔ اول ابو بکر صدیقؓ سے رائے لی گئی ان کی رائے فدیہ لینے کی ہوئی اور قتل مناسب نہ سمجھا گیا اور حضرت عمر و حضرت سعدؓ کی رائے قتل کی طرف مائل ہوئی کیونکہ ان میں بہادر لوگ گرفتار ہو کر آئے تھے فدیہ لیکر چھوڑ دینا ان کا قرین مصلحت نہ ہوا۔ آپس میں اسی طرح رائیں مختلف ہوئیں اور جبریلؑ اختیار دے گئے جو چاہو کرو۔ حضرت رسالتمآبؐ نے حضرت ابو بکرؓ کی رائے سے اتفاق کیا اور فدیہ لیکر چھوڑ دیا۔ اب شبہ یہ ہوتا ہے کہ جب منجانب اللہ خیار ہو گیا کہ جو چاہو کرو عتاب کیوں نازل ہوا۔ اس کا جواب یہ ہوا کہ خیار کبھی ابا حتہٗ ہوتا ہے اور ابتلا اور آزمائش کے وقت خیار کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ خیار اسی قسم کا تھا۔ یعنی ابتلا کے طور پر تھا مگر چونکہ مسلمانوں کو تنگی پیش آ رہی تھی اس لئے آپ نے فدیہ اختیار فرمایا اور ابتلا کا

روایت کیا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۵

خطرہ قلب مبارک میں نہ گذرا۔ حالانکہ حضرت عمرؓ کی رائے عند اللہ محبوب تھی کہ دین میں سخت ہونا چاہیئے ان کا قتل ہی بہتر ہے۔ ۳ بخاری و مسلم میں حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ قال وافقت ربی فی ثلث فی مقام ابراہیم وفی الحجاب وفی اساریٰ بدرٍ۔ یعنی میری رائے تین باتوں میں میرے رب کے موافق رہی مقام ابراہیم کے مصلّے بنانے میں اور حجاب کے بارے میں، اور بدر کے قیدیوں کی نسبت۔ بدر کے قیدیوں کا حال گذر چکا۔ مقام ابراہیم کے مصلّے بنانے کی صورت یہ ہے، حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا "یا رسول اللہ لو اتخذت من مقام ابراہیم مصلّٰے" اس کی جزا محذوف ہے۔ یعنی اگر آپ مقام ابراہیم کو مصلّے بنالیں تو بہتر ہے یعنی مقام ابراہیمؑ میں دو رکعت طواف کی پڑھا کریں۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوگئی "لو تخذوا من مقام ابراہیم مصلّٰے۔ یعنی بنالو مقام ابراہیم کو مصلّے اور حجاب کی یہ صورت ہوئی کہ حضرت عمرؓ نے ازواج مطہرات کو پردہ کے لئے فرمایا تو حضرت زینبؓ نے جواب دیا۔ کہ وانک علینا یا ابن الخطاب والوحی ینزل فی بیوتنا" یعنی اے ابن خطاب تم ہم کو پردہ کا حکم کرتے ہو حالانکہ وحی ہمارے گھر میں اترتی ہے یعنی اگر پردہ بہتر ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر پر ضرور حکم پردہ کا بھیجتا غرض یہ کہ تم کو یہ منصب حاصل نہیں کہ ہم کو پردہ کا حکم کرو۔ جب یہ قصہ پیش آیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "واذا سألتموھن متاعًا فاسئلوھن من وراء الحجاب" یعنی اگر تم کو کوئی شئی مانگنی ہوا کرے تو پردے کے پیچھے کھڑی ہو کر مانگا کرو سامنے نہ آیا کرو۔ اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ بخاری اور مسلم کی حدیث میں تین باتوں میں موافقت آئی ہے اور پہ کتاب میں چھبیس ۲۶ احکام کی تصریح گذر چکی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بخاری و مسلم کی حدیث میں کوئی کلمہ حصر پہ دلالت نہیں کرتا اور عدد اقل اکثر کی نفی نہیں کیا کرتا۔ چنانچہ کتابوں میں مصرح ہے

(محمد نظام الدین کیرانوی)

Marfat.com

یا علیؓ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی۔ رواہ مسلم والترمذی

اے علیؓ تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰ کے لئے ہارونؑ تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں

اس کو مسلم نے روایت کیا[1] مطلب یہ ہے کہ درجہ اخوت اور قرب منزلت اور کمال اتحاد اور بے

---

[1] اور بخاری کی روایت میں یہ لفظ آئے ہیں کہ "اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ" کیا تو تو راضی نہیں کہ ہو جائے مجھ سے بمنزلہ ہارون کے موسیٰ سے یعنی جیسے موسیٰ ہارون کو اپنی جگہ چھوڑ کر طور پر گئے تھے ایسے ہی تجھ کو مدینہ میں اہل وعیال پر چھوڑ جاؤں، اس کا قصہ یہ ہوا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ تبوک کا ارادہ فرمایا تو خیال ہوا کہ مدینہ میں اہل وعیال کی نگرانی کون کرے اور سفر دور دراز کا ہے چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بنسبت اور صحابہؓ کے قرابت قریبہ رکھتے تھے۔ آپ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ تم مکان ہی پر رہو اس پر حضرت علی رضؓ نے افسردہ خاطر ہو کر عرض کیا کہ کیا مجھ کو عورتوں اور بچوں پر چھوڑے جاتے ہو، مطلب یہ تھا کہ کیا میں جہاد پر چلوں میں پیچھے رہوں۔ آپ نے ان سے تسلی اور تشفی کے طور پر فرمایا کہ "افسردہ کیوں ہوتے ہو دیکھو موسیٰ علیہ السلام جب طور پر گئے تو ہارونؑ کو اپنی جگہ چھوڑ گئے میں تم کو تمام گھر بار پر چھوڑے جاتا ہوں۔ اس پر حضرت علیؓ خاموش ہو گئے اور وہیں ٹھہر گئے۔ حضرات شیعہ اس سے حضرت علیؓ کی خلافت پر استدلال کرتے ہیں حالانکہ یہ محض لچر اور پوچ استدلال ہے خلافت کا اس سے کیا تعلق ہے۔ قاعدہ کی بات ہے کہ عیال واطفال کی حفاظت پر اس شخص کو چھوڑا جاتا ہے جو قرابت قریبہ رکھتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں۔ اس لئے انہی کو پسند فرمایا کہ خانگی ضرورت سے پوری طرح متکفل ہو جائیں گے علاوہ ازیں مستورات کا معاملہ تھا کیونکہ تمام مجاہدین آپ کے ساتھ جانے کو تیار ہیں اگر پیچھے سے کوئی غنیم آ جائے تو ظاہر ہے کہ کوئی ایسا شخص محافظ ہونا چاہیئے جو حرم محترم سے نسبی قرابت رکھتا ہو کہ اپنے ننگ و ناموس کے خیال سے ان پر آنچ نہ آنے دے یہ سب باتیں قرابت اور رشتہ داری سے تعلق رکھتی ہیں اس کو خلافت

Marfat.com

تکلفی اور اختلاط جو ہارون کو موسیٰ کے ساتھ تھا۔ وہ سب تم کو میرے ساتھ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۸) خلافت حرمہ کہئے تو خلافت عامہ متنازعہ وفیہا سے کیا علاقہ نیز محض گھر کی حفاظت سے جمیع منازل میں خلافت پر استدلال کیونکر ہو سکتا ہے دوسری بات یہ ہے کہ یہ استدلال بھی بعد کے لوگوں کی بلند پروازئ خیال کا نتیجہ ہے ورنہ خود حضرت علیؓ بیچاروں نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ میری نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا لہذا خلافت مجھکو پہنچتی ہے وہ تو اہل زبان تھے جو کچھ لسان رسالت ترجمان سے نکلتا تھا اس کو خوب سمجھتے تھے اگر اس میں کوئی لفظ خلافت کیطرف اشارہ کرتا تو ضرور ظاہر فرماتے کیونکہ بر تقدیر عدم اظہار کتمان حق لازم آتا تھا حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہٗ کتمان حق کیوں فرماتے مگر وہ جانتے تھے کہ واقعی گھر پہ گھر کا آدمی رہنا چاہیئے اور یہی آپکا منشا تھا اسلئے ایسے دعوے حضرت علیؓ کی زبان پر نہ آئے اور "الا انہ لانبی بعدی" بخاری کی روایت میں تو موجود نہیں، مسلم کی روایت میں ہے یہ بھی آپنے بنا بر تشفی اور غایت کرم فرمایا کہ یہ آزردہ خاطر نہ ہوں۔ کیونکہ بہادر تھے غازی تھے، دلاور تھے۔ جنگ سے رہ جانے کا سخت ملال تھا۔ آپ نے بھی حد سے زیادہ تشفی کے الفاظ فرما دیئے کہ میں کیا کہوں میرے بعد نبوت نہیں ورنہ میں تو وہ بھی تم کو دیدوں۔ جیسے کہہ دیتے ہیں کہ میں تم کو جان تک دیدوں سلطنت بخش دوں۔ مطلب یہ ہے کہ میں تم سے غایت درجہ خوش اور تمہارے لئے جان و مال سے موجود ہوں جب میری خوشی اس میں ہے کہ تم یہاں رہ جاؤ تو کیا تم میری خوشی پسند نہیں کرتے، اگر یہ بات نہیں تو ہم پوچھتے ہیں کہ یہی مضمون حضرت عمرؓ کے بارے میں بھی آیا ہے بلکہ اس سے صاف الفاظ ہیں کہ "لو کان بعدی نبی لکان عمر" اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا کتنے صریح الفاظ ہیں۔ چاہیئے تھا حضرت عمرؓ سب سے آگے بڑھ کر خلافت کا دعویٰ کرتے مگر نہیں وہ جانتے تھے کہ یہ غایت الطاف کی باتیں ہیں یا یوں کہئے کہ حضرت علیؓ یا حضرت عمرؓ یا اور جس کے لئے ایسے الفاظ فرمائے وہ ان کی لیاقت اور استعداد کا اظہار ہوتا تھا کہ یہ لوگ اس قابلیت اور لیاقت کے آدمی ہیں چنانچہ آپ کے بعد ہر ایک یکے بعد دیگرے خلیفہ ہوا۔ اور یہ مژدہ لیاقت اور استعداد آپ اپنی امت کے ہر عالم کے حق میں فرماتے ہیں۔ چہ جائیکہ اصحاب رضؓ ان کو تو ہر طرح کی فضیلت ہے اور فرض کرو اس

Marfat.com

حاصل ہے ہاں اتنی بات البتہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا - یہ حدیث حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی علو منزلت میں ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۸) حدیث سے خلافت بھی ثابت ہوئی تو ہم کہتے ہیں "بعدی" کا لفظ اس میں بھی ہے اور اس میں بھی حضرت عمرؓ کے بارے میں ہے اب ایک سے کم بعد اور دوسرے سے زیادہ بعد مراد لیا جائے اس کے لئے قرینہ اور دلیل کی ضرورت ورنہ مطلب فوت اور اس حدیث سے یہ مراد لینا کہ ہر منزلت ہارون موسیٰ کے ساتھ رکھتے تھے وہ سب حضرت علیؓ کو آپکے ساتھ حاصل تھے ہم پوچھتے ہیں کہ استیعاب پر کونسا لفظ دلالت کرتا ہے بلکہ ظاہر یہی منزلت ہے کہ جیسے موسیٰ ہارون کو بنی اسرائیل پر چھوڑ گئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علیؓ کو مکان پر چھوڑ گئے تھے۔ جیسے ہارونؑ کو موسیٰؑ کے ساتھ تعلقات تھے یہ ضرور نہیں کہ ہر شے اور ہر بات میں مناسبت ہوا کرے تو اتنی مناسبتیں کیا کم ہیں کہ حضرت علیؓ آپ کے بھائی تھے، آپ سے بے تکلف تھے آپ ان کو اپنے بعد مکان پر چھوڑ گئے جیسے ہارون کو موسیٰؑ کیساتھ تعلقات تھے۔ اور اگر اب بھی خلافت ہی کا راگ گایا جائے تو ہم یہ وجہ بہ سبیل احتمال پیش کرتے ہیں تو اب جو شخص خلافت کا مدعی ہو یا ان تمام احتمالات کو اٹھائے یا اپنے دعوے کے موافق تصریح دکھلائے اور اگر کہا جائے "الا انہ لا نبی بعدی" سے نکلتا ہے کہ سوائے منزلت نبوت کے اور تمام مراتب میں علیؓ ہارون جیسے تھے لہٰذا خلافت ثابت ہوئی تو ہم کہتے ہیں کہ جمیع منازل میں منزل نبوت بھی داخل ہے جب منزلت نبوت کا استثناء تو عام مخصوص البعض ہوگیا تو عام مخصوص البعض کب واجب العمل ہوتا ہے مگر ظنی ہوتا ہے چنانچہ کتب حدیث میں اس کی تصریح موجود ہے۔ علاوہ ازیں نفس خلافت میں کس کا انکار ہے البتہ ترتیب خلافت میں کلام ہے سوال یہ ہے کہ حضرت کی وفات شریف کے بعد خلافت کا حق کس کو حاصل ہے اس میں ہم اہلسنت بلند کہتے ہیں کہ ابوبکرؓ صدیق کا ہے اور وہ خلیفہ اول تھے اور ہوئے چنانچہ کتب حدیث اس امر کی پوری مثبت ہیں اور یہ بحث کتابوں میں مصرح ہے

Marfat.com

ابو بکر

اَبُوْبَکْرٍ صَاحِبِیْ وَمُؤْنِسِیْ فِی الْغَارِ سُدُّوْا کُلَّ خَوْخَةٍ اِلَّا خَوْخَةَ اَبِیْ بَکْرٍ رواہ عبد اللہ بن احمد۔ ابوبکر میرا یار ہے (اور یہ لقب ان کو اللہ تعالیٰ نے کلام مجید[1] عنایت فرمایا) اور میرا مونس غار ہے سب کھڑکیاں (جو مسجد میں ہیں) بند کر دو مگر ابوبکر رض کی رہنے دو اس کو عبداللہ بن احمد نے روایت کیا۔ اس میں آپ کی طرف اشارہ ہے۔

---

[1] قال اللہ تعالیٰ۔ اذ یقول لصاحبہ لاتحزن ان اللہ معنا۔ اس میں ابوبکر رض کو صاحب فرمایا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۹

کہ اور بعض بعض باتوں میں محض اجتہادی امور پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے تعارض کیا اور توبت بہ جنگ و جدل پہنچی، جو بات اپنے نزدیک ٹھیک معلوم ہوئی اس کے پیرو ہوئے گو سب معاملہ للہ فی اللہ ہی تھا مگر جو بات اپنے عندیہ میں محقق معلوم ہوئی اس کے خلاف پر نوبت بقتال پہنچی۔ خلافت اتنا بڑا اعظیم الشان امر اس پر حضرت علی رض نے کبھی حضرت ابوبکر رض یا عمر رض یا عثمان رض سے مقابلہ نہ کیا اگر خلافت واقعی ان کا حق تھا تو اپنے حق پر تعرض کرنا ضرور تھا۔ پھر کیا وجہ تھی کہ کبھی اس طرف اشارہ نہ ہوا، چلئے دیجئے کہ اگر تھوڑی دیر کو یہ بھی مان لیا جائے کہ خلافت حضرت علی رض ہی کا حق تھا اور حضرت ابوبکر رض خلیفہ برحق نہ تھے تو ظاہر بات ہے کہ ان کا جہاد بھی درست نہ ہوگا۔ کیونکہ خلیفہ نہ ٹھہرے اور جب جہاد درست نہ ہوا تو جو اشیا مال غنیمت میں آئیں وہ کسی کو لینی جائز نہ ہوئیں۔ اب ہم سوال کرتے ہیں کہ محمد بن حنفیہ کس سے پیدا ہوئے، حضرت علی رض کے صلب اور حنفیہ کے پیٹ سے پیدا ہوئے اور حضرت ابوبکر رض کے زمانہ خلافت میں حنفیہ جہاد میں گرفتار ہو کر آئیں تھیں اور حضرت علی رض کو دے دی گئی تھیں اگر ابوبکر رض کا جہاد اور ان کی خلافت برحق اور مسلم نہیں تو حنفیہ سے حضرت علی رض کو صحبت کرنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

اِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلٰی شَیَاطِیْنِ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ قَدْ فَرُّوْا مِنْ عُمَرَ (رواہ الترمذی)
میں شیاطین انس وجن کو دیکھتا ہوں کہ عمرؓ کے سامنے سے بھاگ جاتے ہیں اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور اس کا سبب یہ تھا کہ حضرت عمرؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت جلالیہ تھے جیسے کہ ابوبکرؓ و عثمانؓ آپ کی صورت جمالیہ اور حضرت علی حضرت عمرؓ کے ہمرنگ تھے

اِنَّ اَشَدَّ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا حَيَاءً عُثْمَانُ رواہ ابونعیم۔ نبی کے بعد اس امت میں سب سے زیادہ حضرت عثمانؓ حیادار ہیں۔

اَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا۔ رواہ الترمذی۔ میں حکمت کا گھر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

اَنْتَ عَتِيْقُ اللّٰهِ مِنَ النَّارِ قَالَ لِاَبِيْ بَكْرٍ رواہ الترمذی آپ نے حضرت ابوبکرؓ کی نسبت فرمایا کہ تو خدا کا آزاد کیا ہوا دوزخ کی آگ سے ہے اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

اَلْحَقُّ بَعْدِیْ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ حَيْثُ كَانَ رواہ الحکیم الترمذی حق میرے بعد عمر بن الخطاب کے ساتھ ہے جہاں وہ ہو اس کو حکیم ترمذی نے روایت کیا۔ عُثْمَانَ اَمُّ كُلْثُوْمٍ اِلَّا بِوَحْيٍ مِّنَ السَّمَآءِ رواہ الطبرانی۔ میں نے عثمانؓ کا نکاح ام کلثوم سے نہیں کیا مگر سبب سے وحی آسمانی

لہ ایک روایت میں انا مدینة العلم وعلی بابها آیا ہے یعنی میں علم شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے ۔ مصعب زبیر کہتے ہیں کہ ابوبکرؓ کو عتیق کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے نسب میں کوئی ایسی بات نہ تھی کہ کوئی عیب لگا اور لیث بن سعد اور ایک جماعت کا قول ہے کہ ان کے جمال کی وجہ سے ان کو عتیق کہتے ہیں۔

(نظام الدین کیرانوی)

Marfat.com

کے (یعنی ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمان رضؓ سے وحی کے حکم سے ہوا، اس کو طبرانی نے روایت کیا۔ اَنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِیْ اَنْ اُزَوِّجَ فَاطِمَۃَ مِنْ عَلِیٍّ۔ رواہ الطبرانی اللہ تعالیٰ نے مجھ کو فرمایا کہ میں فاطمہؓ کا نکاح علی رضؓ سے کردوں اس کو طبرانی نے روایت کیا اَمَنَّ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ مَالِہٖ وَصُحْبَتِہٖ اَبُوْبَکْرٍ وَلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَابَکْرٍ خَلِیْلًا وَلٰکِنْ اُخُوَّۃَ الْاِسْلَامِ (رواہ مسلم) مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والا اپنے مال اور صحبت میں ابوبکرؓ ہے اگر میں کسی کو اپنا جانی دوست بناتا (کہ ایک روح دو قالب کا حکم رکھتا) اور ہر امر میں مرجع کار ہوتا۔ اور صحیحین کی ایک روایت میں غیر ربی اتنا لفظ اور زیادہ ہے یعنی سوائے اپنے پروردگار کے)، تو ابوبکرؓ کو بناتا لیکن اسلام افضل ہے (اس کو مسلم نے روایت کیا) اور چونکہ یہ مرتبہ خدائے تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے لہٰذا اپنے بہ نسبت حضرت صدیق رضؓ کے توقف فرمایا۔ اور حدیث کی بعض روائتوں میں آیا ہے۔ کہ ابوبکرؓ صدیق رضؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے پہلے جناب رسالت مآب مرتبہ خلت حاصل ہو گیا اور مرتبہ خلت سے وہ مرتبہ مراد ہے جو مرتبہ قرب اور

لہ اس حدیث سے بعض لوگوں نے استدلال کیا ہے کہ درجہ خلت درجہ محبت سے ارفع ہے اور چونکہ خلت صفت حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی ہے اور محبت صفت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔ لہٰذا ابراہیم خلیل اللہ آنحضرت سے افضل ہوئے حالانکہ یہ خلاف واقع ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلعم صفت خلت اور محبت دونوں کے جامع ہیں۔ چنانچہ مسلم نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہ واقد اتخذ اللہ صاحبکم اللہ خلیلا" لہٰذا آپ افضل ہوئے نیز قاضی عیاضؒ نے شفا میں تصریح کی ہے کہ درجہ محبت درجہ خلت سے ارفع ہے نیز محبت شغاف قلب میں ہوتی ہے نہ خلت لہٰذا محبت کا درجہ زیادہ ہوا

(محمد نظام الدین کبیر انوی)

Marfat.com

منزلت اور اتحاد میں بشر کی انتہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا برتاؤ
جو صدیق اکبر رض کے ساتھ تھا اس سے یہ بات پورے طور پر واضح ہے جس کا
جی چاہے کتب احادیث و سیر میں دیکھ لے۔ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی بَاھٰی بِمَلَائِکَتِہٖ
یَوْمَ عَرَفَۃَ وَبَاھٰی بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ خَاصَّۃً وَمَا فِی السَّمَآءِ مَلَکٌ
اِلَّا وَھُوَ یَوْمَ عُمَرَ وَمَا فِی الْاَرْضِ شَیْطَانٌ اِلَّا وَھُوَ یَفِرُّ مِنْ عُمَرَ
رواہ ابن عساکر۔ اللہ تعالےٰ عرفہ کے دن عموماً اپنے ملائکہ پر فخر کرتا ہے اور
عمر بن الخطاب پر خصوصاً اور یہ مباہات عرفہ میں حاجیوں کے حاضر ہونے کی
وجہ سے ہے۔ اور آسمان میں کوئی فرشتہ ایسا نہیں جو عمر رض کی توقیر نہ کرتا ہو
اور زمین میں کوئی شیطان ایسا نہیں جو عمر رض سے نہ بھاگتا ہو۔ اس کو ابن عساکر
نے روایت کیا ہے۔ لِکُلِّ نَبِیٍّ رَفِیْقٌ فِی الْجَنَّۃِ وَرَفِیْقِیْ فِیْھَا عُثْمَانُ رواہ
الترمذی۔ ہر نبی کا جنت میں ایک رفیق ہے اور جنت میں میرا رفیق عثمان رض ہے
اس کو ترمذی نے روایت کیا۔

مَنْ کُنْتُ وَلِیُّہٗ فَعَلِیٌّ وَلِیُّہٗ رواہ احمد الترمذی جس کا ولی و
مددگار میں ہوں اس کا ولی و مددگار علی رض ہے اس کو احمد اور ترمذی نے
روایت کیا۔

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَکْرَہُ فَوْقَ سَمَآئِہٖ اَنْ یُّخْطَأَ اَبُوْبَکْرٍ الصِّدِّیْقُ فِی الْاَرْضِ۔ رواہ
الحارث والطبرانی۔ اللہ تعالےٰ اپنے آسمان پر اس بات کو مکروہ رکھتا ہے کہ ابوبکر رض زمین میں منسوب بہ خطا
ہو۔ اس کو حارث اور طبرانی نے اپنی مسند میں روایت کیا

لَمَّا اَسْلَمَ عُمَرُ اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَقَالَ اِسْتَبْشِرْ اَھْلُ السَّمَآءِ بِاِسْلَامِ

عُمَرَ رواہ الحاکم جب عمر رض اسلام لائے تو میرے پاس جبریل آئے اور کہا کہ عمر رض کے اسلام سے فرشتے خوش ہوئے اس کو حاکم نے روایت کیا۔

حسان لَقَدْ خَلَقَ بِشَفَاعَةِ عُثْمَانَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا قَدْ اُسْتُوْجِبُوْا النَّارَ اَلْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ رواہ ابن عساکر۔ عثمان رض کی شفاعت سے ستر ہزار مستوجب نار بلا حساب جنت میں جائیں گے یعنی ان سے اعمال کا محاسبہ نہ ہوگا، اس کو ابن عساکر نے روایت کیا۔ اور یہ سب صاحب علو منقبت کے اظہار کے لئے ہے۔

علی اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ ذُرِّيَّةَ كُلِّ نَبِيٍّ فِيْ صُلْبِهٖ وَاِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ ذُرِّيَّتِيْ فِيْ صُلْبِ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رواہ الطبرانی۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی اولاد اس کی پشت میں قرار دی ہے اور میری اولاد علی ابن طالب کی پشت سے اس کو طبرانی نے روایت کیا اور سر اس میں یہ ہے کہ علی ابن طالب گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت مثالیہ تھے یا عینک مطالعہ ان کی نسبت آنحضرت سے ایسی ہے جیسے فرع کی نسبت اصل ہے یا ظل کی صاحب ظل سے اور یہاں سر معنے وانفسنا وانفسکم راست آتا ہے

شیخین اِقْتَدُوْا بِالَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِيْ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ فَاِنَّهُمَا حَبْلُ اللّٰهِ اَلْمَمْدُوْدُ وَمَنْ تَمَسَّكَ بِهِمَا فَقَدْ تَمَسَّكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا رواہ الطبرانی۔ ان دونوں کی اقتدا اور پیروی کرو جو میرے بعد ہیں یعنی ابوبکر رض و عمر رض کیونکہ وہ دونوں اللہ کی دراز شدہ رسی ہیں جس نے ان کو پکڑا اس نے حلقہ مضبوط کو پکڑا اس کو انقطاع نہیں ہے اور حبل اللہ دین الٰہی سے کنایہ ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اشارہ ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا یعنی کہ

Marfat.com

سب مل کر اللہ کی رسی مضبوط پکڑو۔ اور عروۃ الوثقیٰ بھی دین ہی سے کنایہ ہے اس کی طرف بھی قرآن میں اشارہ ہے۔ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ۔ یعنی حلقہ مضبوط کے ساتھ تمسک کیا یعنی دین اسلام کے ساتھ۔

اِنَّ عُثْمَانَ اَوَّلُ مَنْ هَاجَرَ اِلَى اللّٰهِ بِاَهْلِهٖ بَعْدَ لوط۔ رواہ الطبرانی۔ عثمانؓ ان لوگوں میں سب سے پہلے ہیں جنہوں نے لوط علیہ السلام کے بعد اپنی بیوی کے ساتھ اللہ کی طرف ہجرت کی (یعنی اپنی بیوی رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ) اوّل ہجرت حضرت عثمانؓ نے کی اس کو طبرانی نے روایت کیا۔ لَا يُحِبُّكَ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُكَ اِلَّا مُنَافِقٌ قَالَهٗ لِعَلِيٍّ رواہ الترمذی۔ آپ نے حضرت علیؓ کی شان میں فرمایا کہ تجھ کو دوست نہیں رکھتا مگر مومن اور تجھ کو دشمن نہیں سمجھتا مگر منافق یعنی علیؓ کی دوستی ایمان کی نشانی اور دشمنی نفاق کی علامت ہے۔

اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ ثُمَّ اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ اَتَى اَهْلَ الْبَقِيْعِ فَيُحْشَرُوْنَ مَعِيْ ثُمَّ اَنْتَظِرُ اَهْلَ مَكَّةَ حَتّٰى اُحْشَرَ بَيْنَ الْحَرَمَيْنِ رواہ الترمذی) میں اول ان لوگوں کا ہوں جن سے قیامت کے روز زمین شق ہوگی (یعنی قیامت کے روز سب سے پہلے قبر سے میں اٹھوں گا۔ پھر ابوبکرؓ پھر عمرؓ پھر اہل بقیع کی طرف آؤں گا وہ لوگ میرے پاس جمع ہوں گے اس کے بعد اہل مکہ کا انتظار کروں گا یہاں تک کہ مابین حرمین ان سے آملوں گا اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور حضرت ابوبکرؓ اور ساتھ محشور ہونے کی وجہ تخصیص آپ کے ساتھ ان کا ہم طینت ہونا اور ان کی فضیلت

Marfat.com

اور وجوہ فضیلت میں اپنے ساتھ کمال تشبیہ کا ظاہر کرتا ہے۔ اور یہ بات ان کی قبروں سے ظاہر ہے کہ آپ کے پاس اسی ایک حجرے میں بنی ہیں، حکیم خاقانی نے روضۂ مبارک کی تعریف میں کیا خوب کہا ہے ؎

بینی حرم محمدی را　　جولانگہ سرسدی را
پیشش دو خلیفہ رُخ نہفتہ　　جوزا بکنار شمس خفتہ
ہر سہ شدہ یک نہاد و یک راہ　　چوں یک الف و دو لام اللہ
آہوئے زمین و کعبہ نافہ　　مشکش پسر ابو قحافہ ؎

عثمان

جَاءَ عُثْمَانُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاَلْفِ دِیْنَارٍ فِی کُمِّہٖ حِیْنَ جَھَّزَ جَیْشَ الْعُسْرَۃِ فَنَثَرَھَا فِی حِجْرِہٖ فَرَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یُقَلِّبُھَا فِی حِجْرِہٖ وَیَقُوْلُ مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْیَوْمِ مَرَّتَیْنِ رَوَاہُ اَحْمَدُ ۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جیش عسرت یعنی اس لشکر کے لئے جو جنگ تبوک (تبوک ایک شہر ہے حدود شام میں مدینہ سے سولہ منزل، کیواسطے نصاریٰ عرب و شام سے لڑنے کو تیار اور مقرر فرمایا تھا سامان کرنا شروع کیا تو حضرت عثمانؓ ہزار دینار کی تھیلی آستین میں لائے اور آپ کی گود میں الٹ دی۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ان دیناروں کو اپنی گود میں الٹ پلٹ کر دیکھتے میں اور جانچ کے طور پر اوپر تلے کرتے میں اور فرماتے ہیں کہ عثمانؓ اس کے بعد جو عمل کریگا اس کو مضر نہ ہوگا یہ کلام آپ نے دو مرتبہ فرمایا۔ اس کو احمد نے روایت کیا۔ اس میں حضرت عثمانؓ کو ان اعمال اور

نفقات کی قبولیت کی بشارت ہے جو انہوں نے خدا کی راہ میں کئے یعنی
جو کچھ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں اللہ کے واسطے عرض کیا وہ مقبول ہوا اور جو عمل کئے ان میں کسی طرح کا ضرر آپ کو نہیں پہنچ سکتا
نیز اس سے اشارۃً ان مخالفین کے خیالات کا رد ہوتا ہے جو مفسدوں سے
جھوٹی باتیں سن سنا کر آپ پر طعن و تشنیع کرتے تھے اور یہ کلمہ جامع یعنی ما
ضر عثمان ما عمل بعد الیوم اس بات پر مبنی ہے کہ ہر چند جناب معلی الیہی
باتوں سے جو مفسد لوگ مشتہر کرتے ہیں بری ہیں لیکن عظمت شان کے لحاظ سے
بالفرض ان تسلیم الیہی باتیں آپ کی طرف منسوب بھی ہو جائیں تو آپ کو کوئی ضرر
نہیں پہنچا سکتیں۔ جیسے کہ یہ بعض اہلبیت کے بارے میں عموماً آیۂ تطہیر میں
مقصود ہیں اور جناب امیر کے بارے میں خصوصاً حدیث۔

اَللّٰھُمَّ ادر الحق معہ حیث دار بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
جیشا فیہم علی فرفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یدیہ وقال
اَللّٰھُمَّ لَا تمتنی حتی تریتی علیا۔ رواہ الترمذی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے ایک لشکر یمن کی طرف روانہ کیا اس میں حضرت علیؓ سردار بنا کر بھیجے
گئے تو آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا کی کہ الٰہی جب تک مجھ کو علیؓ
کی صورت نہ دکھا دے میری موت نہ بھیجیے اس کو ترمذی نے روایت کیا
چونکہ آپ کی وفات شریفہ کا زمانہ قریب تھا اس لئے دعا
فرماتے تھے کہ علیؓ کے آنے سے پہلے سفر آخرت پیش نہ آجائے۔

اَلْبُوْبَکْرٌ فِی الْجَنَّۃِ وَعُمَرُ فِی الْجَنَّۃِ وَعُثْمَانُ فِی الْجَنَّۃِ وَعَلِیٌّ فِی الْجَنَّۃِ

ابوبکرؓ جنّت میں عمرؓ جنت میں عثمانؓ جنت میں علیؓ جنّت میں ہیں۔

حُبُّ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ مِنَ الْاِیْمَانِ وَبُغْضُهُمَا کُفْرٌ وَمَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ مَنْ حَفِظَنِیْ فِیْهِمْ فَاَنَا اَحْفَظُهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ رَوَاهُ ابْنُ عَسَاکِرٍ۔ ابوبکرؓ و عمرؓ کی دوستی ایمان ہے اور ان کی دشمنی کفر۔ جو میرے اصحابؓ کو بُرا کہے اس پر خدا کی لعنت جو شخص ان کے درمیان مجھ کو یاد رکھے یعنی ان کے درمیان میرا ملاحظہ کرے اور ان کی صحبت اور خدمت کا حق جو مجھ پر ہے ملحوظ خاطر اور پیش نظر رکھے ان کے ساتھ تعظیم اور توقیر سے پیش آئے اور طعن و تشنیع اور سب و شتم نہ کرے تو میں قیامت کے روز اس کی محافظت کروں گا یعنی جب وہ قیامت کے دن اپنے گناہوں کی مغفرت اور عفوِ جرائم کا سخت محتاج ہوگا۔ میں اس کی شفاعت کروں گا۔ اس کو ابن عساکر نے روایت کیا۔

اَرْاَفُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ اَبُوْبَکْرٍ وَاَشَدُّهُمْ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ عُمَرُ وَاَصْدَقُهُمْ حَیَاءً عُثْمَانُ وَاَقْضَاهُمْ عَلِیٌّ رَوَاهُ اَبُوْیَعْلٰی ـــ میری امت میں امّت پر بہت زیادہ مہربان ابوبکرؓ دین الٰہی میں سخت اور نیز عمرؓ اور نہایت سچے حیادار عثمانؓ اور بڑے قاضی علیؓ۔ اس کو ابویعلیٰ نے روایت کیا۔

فائدہ: قضا کے معنی متخاصمین یعنی مدعی و مدعا علیہ کے جھگڑے چکانے اور احقاق حق و ابطال باطل کرنا۔

مَثَلُ نَبِیِّیْ وَبَیْنَ الْاَنْبِیَاءِ وَبَیْنَ اُمَّتِیْ وَصَاحِبَایَ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ

Marfat.com

رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرٍ - ہر نبی کے دو وزیر ہیں اور میرے دو وزیر اور دو یار ابوبکرؓ و عمرؓ۔ اس کو ابن عساکر نے روایت کیا۔

عثمان

عُثْمَانُ حَيِيٌّ تَسْتَحِي مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرٍ - عثمانؓ بہت حیادار ہیں ان سے فرشتے حیا کرتے ہیں۔ اس کو ابن عساکر نے روایت کیا

علی

مَا انْتَجَيْتُهُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ انْتَجَاهُ قَالَهُ لِعَلِيٍّ رواہ الترمذی - آپ نے حضرت علیؓ کے بارے میں فرمایا کہ میں نے ان سے سرگوشی نہیں کی۔ لیکن اللہ نے سرگوشی کی۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔

فائدہ :- اس کا قصہ یہ ہوا کہ ایک روز نماز عشا کی تکبیر ہو گئی اور حضرت علیؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کچھ سرگوشی کرتے رہے یہانتک کہ بہت رات ہو گئی اس وقت بعض منافقوں نے آپ پر طعن کے طور پر کہا وَلَقَدْ طَالَ نَجْوَاكَ مَعَ ابْنِ عَمِّكَ - یعنی چچا کے بیٹے (علیؓ) کے ساتھ بہت کانا پھوسی رہی۔ اس کے جواب میں آپ نے یہ ارشاد فرمایا مَا انْتَجَيْتُهُ الخ اور مقصود اس کلام کا یہ ہے کہ میری سرگوشی بمنزلہ اللہ کی سرگوشی کے ہے کہ اس کی خوشنودی اور رضامندی کے مطابق ہے اور یہ کلام بعینہٖ خدائے تعالےٰ کے اس قول کے موافق ہے - وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى -

---

لہ یہ آیۃ جنگ احد میں نازل ہوئی۔ قصہ یہ ہوا کہ جب جنگ ہوئی اور خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مٹھی کنکریاں اس لشکر کی طرف پھینکدیں اللہ کی قدرت سے ہر شخص کی آنکھوں میں خاک پڑ گئی اور شکست کھا کر بھاگ گئے جب سب لشکر فرد ہو گئے تو اس خیال سے کہ مسلمان یہ نہ سمجھ لیں کہ فتح ہماری قوت سے ہوئی یہ آیت نازل فرمائی مطلب یہ تھا تم نے قتل

باقی صفحہ پر

ابو بکر رضؓ رَحِمَ اللّٰہُ اَبَا بَکْرٍ زَوَّجَنِیْ اِبْنَتَہٗ وَحَمَلَنِیْ اِلٰی دَارِ الْہِجْرَۃِ وَ صَحَبَنِیْ فِی الْغَارِ وَاَعْتَقَ بِلَالًا مِنْ مَّالِہٖ وَمَا نَفَعَنِیْ مَالٌ فِی الْاِسْلَامِ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکْرٍ۔ رواہ الترمذی۔ خدا ابوبکر رضؓ پر رحم کرے کہ اس نے اپنی بیٹی سے میرا نکاح کیا۔ اور مجھ کو دار الہجرت یعنی مدینہ میں لے گیا اور غار میں میرا مصاحب ہوا اور بلال رضؓ کو اپنے مال سے آزاد کیا اور جتنا نفع مجھ کو ابوبکر رضؓ کے مال نے دیا کسی کے مال نے نہیں دیا۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔

فائدہ: ابوبکر رضؓ صدیق کا حضرت کو سوار کر کے مدینہ لے جانا مشہور بات ہے کہ اس وقت دو اونٹ مع سامانِ سفر حضورؐ اقدس میں پیش کئے اور آپؐ نے قبول فرمائے۔ اس کے بعد تین رات دن غار ثور میں چھپے رہے اور ابوبکر رضؓ اور ان کے بیٹے عبداللہ رضؓ اور ان کے غلام عامر رضؓ بن فہیرہ کے ہمراہ مدینہ کو روانہ ہوئے اس قصہ کی طرف قرآن شریف کی اس آیت میں قوی اشارہ موجود ہے۔ الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ہما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ، الخ اور آنجناب کی نصرت و حمایت کے بیان میں بھی یہی آیت واضح ہے اور حضرت ابوبکر رضؓ کا نیک کاموں اور جہاد و سامان

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۹)

قتل نہیں کیا خدا نے کیا اور اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم نے کنکریاں نہیں پھینکیں خدا نے پھینکیں۔ غرضیکہ ہماری طرف خیال رہے اور مدد ہماری طرف سے سمجھی جائے اپنا دخل نہ دیا جائے

(نظام الدین کبیر اتوی)

Marfat.com

جہاد میں مال خرچ کرنا کہ ہزاروں تک نوبت پہنچی حدیث و سیر کی کتابوں میں
مسطور ہے۔ رَحِمَ اللّٰہُ عُمَرَ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَاِنْ کَانَ مُرًّا تَرَکَہُ الْحَقَّ
وَمَالَہٗ مِنْ صَدِیْقٍ رَحِمَ اللّٰہُ عُثْمَانَ یَسْتَحْیِیْہِ الْمَلَائِکَۃُ وَجَھَّزَ جَیْشَ
الْعُسْرَۃِ اَللّٰھُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ مَعَہٗ حَیْثُ دَارَ ، رواہ الترمذی۔ اللہ عمر پر
رحم کرے کہ وہ حق بات کہتے ہیں گو کڑوی لگے ان کو حق گوئی نے اس حال پر
پہنچایا ہے کہ اب ان کا کوئی دوست نہیں۔ یعنی ان کی حق گوئی اس حد کو پہنچ
گئی ہے کہ جو کہتے ہیں حق کہتے ہیں اور چونکہ لوگوں کی طبیعت کے خلاف
ہوتا ہے لہٰذا ان کے کہنے سے مکدر ہوتے ہیں۔ لہٰذا حق گوئی کی وجہ سے
حقوق دوستی بھی ان کے ساتھ ملحوظ نہیں رکھتے اور دل میں رنج کرتے ہیں حق
گوئی اور حق گو لوگوں کا یہی حال ہے کہ سب لوگ حق گوئی کے مقابلہ
میں معاملات کے اندر رنجیدہ ہوتے ہیں اور یہ اس طرف اشارہ
ہے کہ عمرؓ چونکہ حق گوئی کا شیوہ رکھتے ہیں بہت سی باتیں جو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں یا پس غیبت دین و دنیا کے
تمام معاملات میں مصلحت کی غرض سے کہتے ہیں لوگ ان سے ناحق مکدر اور
رنجیدہ ہوتے ہیں اور چونکہ لوگوں کے دلوں میں غرض نفسانی گھسی ہوئی
ہے طعن و تشنیع کرتے ہیں اور بے ہودہ تعرضات درمیان میں لاتے ہیں
پس یہ تمام خلافِ حق اور باطل ہے بات وہی ہے جو عمرؓ کہتے ہیں
اسی لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اِنَّ اللّٰہَ وَضَعَ الْحَقَّ
عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِہٖ وَالْحَقُّ بَعْدِیْ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ حَیْثُ کَانَ

Marfat.com

الْحَدِیْثِ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔ خدا عثمانؓ پر رحم کرے اس سے فرشتے حیا کرتے ہیں اس نے جیش عشرت یعنی غزوۂ تبوک کا سامان کیا اور ہماری مسجد کو فراخ کر دیا یہاں تک کہ ہمارے لئے وہ گنجائش کی ہو گئی۔ خدا علی رضؓ پر رحم کرے الٰہی حق کو اس کے ساتھ دائر کر جہاں وہ جائے۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔

فائدہ:۔ جیش عسرت غزوۂ تبوک کو کہتے ہیں کیونکہ اس میں صحابہ اکرام کا تنگ حال تھا اسباب سفر کم دستیاب ہوتا تھا۔ مگر بفضلہ تعالیٰ حضرت عثمان رضؓ کی اعانت بے غایت سے سرانجام ہو گیا۔ اور مسجد کی توسیع اس طرح ہوئی کہ حضرت عثمان رضؓ نے ایک قطعہ زمین جو مسجد سے ملحق تھا۔ بعض انصار سے خرید کر مسجد میں شامل کر دیا اور اس پر حضرت رسالب مآب سے دخولِ جنّت کی بشارت پائی چنانچہ صحیحین میں ہے کہ اَمَا یَعْلَمُ یَجْتَمِعُ خلافا اربعہ جَهَنَّمَ فِیْ قَلْبِ مُنَافِقٍ وَلَا یَجْتَمِعُ اِلَّا مُؤْمِنٌ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانُ وَعَلِیٌّ رواہ ابن عساکر۔ چار شخص ہیں جن کی محبت منافق کے دل میں جمع نہیں ہوتی اور ان کو مومن کے سوا اور کوئی دوست نہیں رکھتا (یعنی ان کی محبت مومن ہی کے دل میں ہوتی ہے) ابوبکر رضؓ عمر رضؓ عثمان رضؓ علی رضؓ اس کو ابن عساکر نے روایت کیا

فائدہ:۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چہار یار کی دوستی ایمان کی نشانی ہے اور ترکِ محبت نفاق کی صریح علامت ہے۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ عَلٰی حِرَاءٍ وَاَبُوْبَکْرٍ رضؓ

Marfat.com

وعُمَرُ وعُثمانُ وعَلِیٌّ وطَلحَۃُ وزُبَیرٌ فتحرکت الصخرۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِھدَأ مما علیک اِلا نبیٌّ او صدیقٌ او شہیدٌ رواہ مسلم۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کوہ حرا پہ تشریف رکھتے تھے اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمان رضؓ اور علی رضؓ اور طلحہ رضؓ اور زبیر رضؓ ساتھ تھے ایک پتھر کو جنبش ہوئی اور ہلا تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھہر جا کہ نہیں ہے تجھ پہ مگر پیغمبر، صدیق، شہید اس کو مسلم نے روایت کیا۔

فائدہ: - اس حدیث سے منصب صدیقیت حضرت صدیق اکبرؓ کے لئے ثابت ہوا اور مرتبۂ شہادت ان پنجتن حضرت عمرؓ و عثمان رضؓ اور علی رضؓ و طلحہ رضؓ و زبیر رضؓ کے لئے۔ ان کی شہادت کا واقعہ کتب احادیث و سیر میں مشہور و معروف ہے ازاں جملہ حضرت طلحہ رضؓ و زبیر رضؓ کی شہادت جنگ جمل میں واقع ہوئی۔ طلحہ رضؓ کو شہادت مروان کے ہاتھ سے ہوئی، اس نے اول ہی لڑائی میں زہر کا بجھا ہوا تیر زانوئے مبارک پہ مارا لوگ آپ کو اٹھا کر اس وقت بصرہ کے ویرانے میں لے گئے۔ اسی حال میں حضرت امیر رضؓ کے ہمراہیوں میں کا ایک شخص ان کے پاس گیا انہوں نے اس سپاہی کے ہاتھ پر تجدید بیعت کی گویا کہ یہ بیعت بواسطہ سپاہی کے امیر ہی سے ہوئی، اس کے بعد شربت شہادت نوش فرمایا جب یہ خبر جناب امیر رضؓ کو پہنچی تو آپ نے خدا کا شکر ادا کر کے فرمایا کہ

الحمد للہ الذی اخرجہ عن الدنیا وبیعتی فی عنقہ۔ یعنی حمد و سپاس اس خدا کو

Marfat.com

جس نے اس کو دنیا سے اس حال سے نکالا کہ میری بیعت اس کی گردن میں ہے۔ یہ اشارہ ہے دونوں طرف سے بیعت کے ایجاب وقبول کا اور حضرت زبیرؓ کا قصہ یہ ہوا کہ ہنگام جنگ حضرت علیؓ سے صلح کر کے طرفین سے صفائی کلی حاصل کر کے اسی حال میں لشکر سے جدا ہو کر خیبر کی طرف جاتے تھے۔ جب وادی القریٰ میں پہنچے نماز عصر پڑھنے کو اترے اور نماز میں مشغول ہوئے۔ سجدے میں تھے کہ ایک شخص خنجر آبدار سے آپ کا سر مبارک کاٹ کر بصرہ کو واپس ہوا اور حضرت کی غنیمہ گاہ پر آکر ایک شخص کی وساطت سے یہ واقعہ جناب امیرؓ تک پہنچایا۔ آپ یہ حال دریافت فرما کر غضب ناک ہوئے اور فرمایا۔ "بشر قاتل ابن صفیۃ بالنار" یعنی ابن صفیہ کے قاتل کو آتش دوزخ کی بشارت دے" اور پسر ابن صفیہ زبیرؓ ابن عوام ہیں اور صفیہ عبدالمطلب کی بیٹی ہیں۔

جب یہ کلام اس شخص تک پہنچا وہی خنجر اپنے پیٹ میں مار کر جہنم رسید ہوا اس پر حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَاتِلُ ابْنِ صَفِیَّۃَ بِالنَّارِ۔ سچ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ابن صفیہ کا قاتل آتش دوزخ میں ہے (یعنی زبیرؓ کا قاتل دوزخی ہے)

Marfat.com

اہل بیت کے فضائل

اَتَانِیْ مَلَاکٌ فَسَلَّمَ عَلَیَّ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ لَمْ یَنْزِلْ قَبْلَهَا فَبَشَّرَنِیْ اَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنَّ فَاطِمَةَ سَیِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ رواہ ابن عساکر۔ میرے پاس ایک فرشتہ آیا آتے ہی مجھ کو سلام کیا (یہ) آسمان سے اترا اس سے پہلے نہ اترا تھا۔ پس مجھ کو بشارت دی کہ حسنؓ اور حسینؓ جوانان بہشت کے سردار ہیں اور فاطمہ زہراؓ بہشت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ اس کو ابن عساکر نے روایت کیا۔

اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ هُمَا رَیْحَانَتَایَ مِنَ الدُّنْیَا۔ رواہ الترمذی

حسنؓ اور حسینؓ دنیا میں میرے باغ کے دو پھول ہیں، یعنی دنیا میں میرے گل مراد و ثمر فواد ہیں، اس کو ترمذی نے روایت کیا۔

خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَعَلَیْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَیْنُ فَاَدْخَلَ مَعَهٗ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَاَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِیٌّ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ قَالَ

Marfat.com

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ یُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۔ رواہ مسلم۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کے وقت گھر سے باہر تشریف لائے اور صوف کا ایک کمبل اوڑھے ہوئے تھے۔ جس پر کجاوہ شتر کی صورت کے نقش تھے کہ حسن رض ابن علی رض آگئے آپ نے ان کو کمبل میں لے لیا پھر حسین رض آئے ان کو بھی داخل کیا۔ پھر حضرت فاطمہ زہرا رض تشریف لائیں ان کو بھی اسی میں داخل کیا پھر حضرت علی رض آئے ان کو بھی اسی میں لے لیا اور یہ آیت پڑھی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے اہل بیت اللہ تعالےٰ یہ چاہتا ہے کہ تمہاری پلیدی دور کردے اس کو مسلم نے روایت کیا۔

فائدہ:۔ اس آیت کا نزول اوّلاً ازواج مطہرات کے لئے ہوا اور ثانیاً بطریق اولیت ان نفوس اربعہ طاہرہ کے حق میں۔

لَمَّا نَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَکُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَکُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمُ الْاٰیَۃَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَلِیًّا وَفَاطِمَۃَ وَحَسَنًا وَحُسَیْنًا فَقَالَ اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِیْ ۔رواہ مسلم۔ جب یہ آیت نازل ہوئی جس کا مضمون یہ ہے کہ بلائیں ہم اپنے فرزندوں کو اور اپنی عورتوں کو اور اپنے نفسوں کو اور تمہارے نفسوں کو۔ تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی رض اور فاطمہ رض اور حسن اور حسین رض کو طلب کیا اور فرمایا۔ الٰہی یہ میرے اہل بیت ہیں اس کو مسلم نے روایت کیا۔

اِنِّیْ تَارِكٌ فِیْكُمُ الثَّقَلَیْنِ اَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِیْهِ الْهُدٰی وَالنُّوْرُ فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاسْتَمْسِكُوْا بِهٖ فَحَثَّ عَلٰی كِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِیْهِ ثُمَّ قَالَ وَاَهْلُ بَیْتِیْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِیْ اَهْلِ بَیْتِیْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِیْ اَهْلِ بَیْتِیْ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ میں تم میں دو چیزیں بزرگ قدر و گرانبار یعنی عالی مرتبہ چھوڑتا ہوں۔ اول کتاب اللہ کو مضبوط پکڑو اور اس کو اختیار کرو پس آپ نے کتاب اللہ کے عمل پر کمال تحریص کی اور رغبت دلائی پھر فرمایا کہ "میرے اہل بیت"۔ یعنی میں تم کو اپنے اہل بیت کے بارے میں خدا کو یاد دلاتا ہوں۔ یعنی ان کی تعظیم و توقیر اور محبت کے بارے میں اس کو مسلم نے روایت کیا۔

فائدہ:۔ اس حدیث سے دو چیزوں کا اہتمام اور ان کی محافظت نکلی ایک قرآن شریف کی پیروی کہ خدا کا فرمان ہے، احکام دینی اور جمیع امور کی تفصیل اس میں موجود ہے۔ دوسرے اہل بیت کی تعظیم و توقیر کی رعایت اور ان سے محبت کا وجوب اور یہ حکم تمام اہل بیت کو شامل ہے۔ اور اہل بیت جملہ قسم کے ہیں "ازواج مطہرات"، اولاد (۳) بھائی (۴) چچا (۵) پھوپیاں اور لوگ جو علاقۂ مصاہرت رکھتے ہیں جیسے خسر اور داماد۔

كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِیْرٌ وَلَمْ یَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَآسِیَةُ امْرَاَةُ فِرْعَوْنَ وَخَدِیْجَةُ بِنْتُ خُوَیْلِدٍ وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَی النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِیْدِ عَلٰی

Marfat.com

سَائِرِ الطَّعَامِ رواہ مسلم ۔ بہت سے مرد کمال کو پہنچے اور عورتیں کمال کو نہ پہنچیں مگر مریم عمران کی بیٹی اور آسیہؓ فرعون کی بیوی اور خدیجہ خویلد کی بیٹی اور فاطمہؓ محمدؐ کی بیٹی اور عائشہ رضؓ عورتوں پر ایسی فضیلت ہے جیسی ثرید دشوربے میں بھگی ہوئی روٹی، کو تمام کھانوں پر ہے ۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

خلاصہ یہ ہے کہ تمام جہان کی عورتوں میں سے پانچ عورتوں نے ذاتی صفاتی فضیلت پائی، مریمؑ، آسیہؓ، خدیجہؓ، فاطمہؓ عائشہؓ اور ہر ایک وجوہ فضل میں یکتا ہے۔ عائشہ صدیقہ رضؓ عمدہ فضیلت رکھتی ہیں اس لئے آپ کے منہ سے ان کے بارے میں لفظ فضل نکلا جو لفظِ کمال سے ابلغ ہے اور ظاہر ہے کہ عائشہ صدیقہؓ کی ذاتی و صفاتی فضیلت ابواب علم و سخا و زہد و تقویٰ اور نفع رسانی امت میں عموماً اور خصوصاً اعلیٰ درجہ پر ہیں اور سیدۃ النساء رضؓ طہارت ذاتی و نزاہت صفاتی رکھتی ہیں ۔ ابواب زہد و تقویٰ میں ان کی فضیلت اور جناب نبویؐ کے اخلاق و افعال سے مشابہت ایک بلند مرتبہ اور عالی منصب ہے یعنی ان کے اخلاق و عادات جنابِ رسالت سے بہت کچھ ملتے جلتے ہیں۔

اَحَبُّ اَهْلِیْ اِلَیَّ فَاطِمَةُ رواہ الترمذی ۔ مجھ کو اپنی اہل میں زیادہ محبوب فاطمہ رضؓ ہیں ۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا

صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۝

Marfat.com

نَظَرْتُ اِلٰی هٰذَیْنِ الصَّبِیَّیْنِ یَمْشِیَانِ وَیَعْثُرَانِ فَلَمْ اَصْبِرْ حَتّٰی قَطَعْتُ حَدِیْثِیْ وَرَفَعْتُهُمَا ۔ رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ وابو داؤد والنسائی ۔ خدا اور اس کے رسول نے سچ فرمایا اور آیت کا مضمون یہ ہے کہ تمہارے اولاد اور اموال آزمائش کا سبب ہیں میں نے اِن دو بچوں (یعنی حسن رضؓ اور حسین رضؓ کو دیکھا کہ چلتے تھے اور ٹھوکر کھاتے تھے پس مجھے صبر نہ ہو سکا یہانتک کہ میں نے کلام ختم کر دیا ۔ اور ان کو اٹھالیا (یعنی آپ نے اس حال میں کہ خطبہ پڑھتے تھے ان کو پھسلتا اور گرتا دیکھ کر خطبہ چھوڑ کر دونوں کو گود میں اٹھالیا) اس کو احمد، ترمذی، ابن ماجہ، ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ شَنَفَا الْعَرْشِ وَلَیْسَا بِمُعَلَّقَیْنِ ۔ رواہ الطبرانی

حسن رضؓ اور حسین رضؓ دونوں عرش کے گوشوارے یعنی عرش کی آرائش و زینت ہیں اور عرش پر معلق نہیں ہیں۔ اس کو طبرانی نے روایت کیا

فائدہ

شنف سے مراد گوشوارہ حسی نہیں کہ زیور کی قسم سے ہو۔ اور عرش پر معلق ہو بلکہ گوشوارہ معنوی مراد ہے جیسے کہ حدیث میں حضرت امیر حمزہ رضؓ کے حق میں اسد اللہ آیا ہے۔

مَنْ اَحَبَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ

رواہ احمد وابن ماجہ ۔ جو حسن رضؓ اور حسین رضؓ کو دوست رکھتا ہے وہ مجھ کو دوست رکھتا ہے اور

Marfat.com

جوان کو دشمن جانتا ہے وہ مجھ کو دشمن جانتا ہے ۔اس کو احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

مَثَلُ اَهْلِ بَيْتِيْ مَثَلُ سَفِيْنَةِ نُوْحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجٰى وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرِقَ - رواہ الترمذی والبزار — میرے اہل بیت کی مثال ایسی ہے جیسے نوح کی کشتی ، جو اس پر سوار ہو گیا ہلاک ہونے سے بچ رہا اور جو رہ گیا اور سوار نہ ہوا غرق ہو گیا۔یعنی جو ان سے محبت رکھتا ہے اور ان کی معیت اور موافقت کرتا ہے خدا کی حمایت اور نصرت میں آجاتا ہے ۔اس کو ترمذی اور بزار نے روایت کیا۔

سَأَلْتُ رَبِّيْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَنْ لَّا اَتَزَوَّجَ اِلٰى اَحَدٍ مِنْ اُمَّتِيْ وَلَا يَتَزَوَّجَ اِلَيَّ اَحَدٌ مِنْ اُمَّتِيْ اِلَّا كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ فَاَعْطَانِيْ ذَالِكَ - رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَالْحَاكِمُ۔

میں نے اپنے پروردگار سے جو بابرکت و بزرگ ہے درخواست کی کہ میں اپنی امت میں سے کسی سے نکاح نہ کروں اور نہ کوئی میری امت میں سے نکاح کرے مگر (یہ کہ) وہ جنت میں میرے ہمراہ ہو پس خداوند تعالےٰ نے مجھ کو یہ بات عطا کی۔اس کو طبرانی اور حاکم نے روایت کیا۔

فائدہ :۔ یعنی جس کو رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ زوجیت حاصل ہے وہ دخولِ جنت کی بشارت میں داخل

Marfat.com

ہے ۔ داخل ہے ۔ عام ہے کہ نکاح کی خواستگاری آنحضرت صلعم کی طرف سے ہو یا دوسروں کی طرف سے ۔

اَثْبِتْکُمْ عَلَی الصِّرَاطِ اَشَدَّکُمْ حُبًّا لِاَھْلِ بَیْتِیْ وَاَصْحَابِیْ ۔ رواہ ابن عدی والفردوس ۔ تم میں پل صراط پر زیادہ ثابت قدم وہ شخص ہے جس کو میرے اہل بیت اور اصحاب کی محبت زیادہ ہے اس کو ابن عدی اور فردوس نے روایت کیا ۔

فائدہ :۔ اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ جس کو آل اور اصحاب کی محبت نہیں پل صراط پر اس کا قدم لغزش کرے گا اور منشاء اس کا یہ ہے کہ آل اور اصحاب کی محبت نہ ہونے سے اس کے ایمان میں خلل واقع ہوگا ۔

ھٰذَانِ اِبْنَایَ وَابْنَتَیَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّھُمْ فَاَحِبَّھُمَا وَاَحِبَّ مَنْ یُحِبُّھُمَا رواہ الترمذی ۔ یہ دو یعنی حسن اور حسین میرے نواسے ہیں الٰہی میں ان دونوں کو دوست رکھتا ہوں تو بھی ان کو دوست رکھ اور جو ان کو دوست رکھے اس کو دوست رکھ ۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا ۔

اَحِبُّوا اللّٰہَ لِمَا یَغْذُوْکُمْ بِہٖ مِنْ نِعَمِہٖ وَاَحِبُّوْنِیْ بِحُبِّ اللّٰہِ وَاَحِبُّوْا اَھْلَ بَیْتِیْ لِحُبِّیْ رواہ الترمذی ۔ اللہ کو دوست رکھو اس لئے کہ وہ تم کو نعمتیں کھلاتا ہے اور اللہ کی دوستی کی وجہ سے مجھ کو دوست رکھو اور میری دوستی کی وجہ سے میرے اہلبیت کو ۔ اسکو ترمذی

Marfat.com

نے روایت کیا۔

فائدہ :۔ یعنی منعم حقیقی کی نعمتوں کی وجہ سے اس سے دوستی رکھو اس کی دوستی کی وجہ سے اس کے پیغمبر سے اور اس کے پیغمبر کی دوستی کی وجہ سے اس کے اہل بیت سے

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنَا عَلٰی حُبِّھِمْ وَاَمِتْنَا عَلٰی حُبِّھِمْ وَاحْشُرْنَا مَعَھُمْ تَحْتَ لِوَائِھِمْ وَاجْعَلْنَا مِنْ اَتْبَاعِھِمْ۔

آمِیْن یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ ۝

Marfat.com

وسیلۃ النجات

فارسی متن

تالیف :- شاہ عبدالعزیز دہلوی

Marfat.com

رسالہ وسیلۃ النجات

تصنیف فخر المحدثین ذوالعلم والتمیز مولانا شاہ عبدالعزیز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ حق حمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ وجندہ اللھم یا مقلب القلوب ثبت قلوبنا علیٰ دینک سبب تالیف شخصے از آشنایان کہ بمذہب تشیع الفت داشت استدعا نمود کہ چند کلمہ در بیان دلائل حقیقت فرقہ ناجیہ باید نوشت بحکم الدین النصیحۃ اجابت آں مسؤل کردہ آمد وایں رسالہ را وسیلۃ النجات نامیدہ شد السلام علی من اتبع الھدیٰ۔

سوال درمیان اہلسنت وشیعہ گفتگو بسیار واقع شدہ، سُنیان دعویٰ می کنند کہ مذہب ما برحق است وموافق قرآن وحدیث است وکتاب ہائے ہمہ باطل وافترا نسبت مذہب اہل بیت ہست بلکہ مذہب اہل بیت ہمیں است کہ ما میداریم وشیعہ ہم ہمیں دعویٰ میکنند کہ قرآن مذہب ما ست و طریقہ امام جعفر صادق رضؓ است وکتاب ہائے سنیا نرا غیر معتبر میگویند

Marfat.com

ودریں بارہ جواب شافی از آیات قرآنی کہ در آں جائے دم زدن کسے نباشد
وعذر منقطع گردد باید نوشت کہ طالبان راہ نجات بر آں عمل نمایند واز مذاہب
باطل دست بردارند جواب اے برادر اول بنائے ہر مذہب را دریافت
کن وکتابہائے ہر فریق را یکسو گذار و در طاق نہ وچوں بہ بنائے ہر یکے واقف
شوی آں بنا را بر آیات قرآنی مطابق کن وبنائے ہر کدام مذہب کہ محکم و راسخ
بینی آنرا مذہب حق دانستہ کتابہائے آں میخواں وبعمل آر و بنائے ہر مذہبے
کہ باطل یابی کتابہائے آنہا را وساوس شیطانی دانستہ در آب انداز و گرد آں
ہرگز مگرد و آنہا را پارہ پارہ کن ویقین داں کہ آں مذہب اہل بیت نیست
بلکہ مذہب شیطان است پس بدانکہ بنائے مذہب اہل سنت بر ایمان و
تقویٰ وصلاح وراستی ابوبکر رضؓ وعمر رضؓ وعثمان رضؓ وعلی رضؓ وغیرہم از مہاجرین
وانصار و دیگر اصحاب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ ہزارہا کس بودند
ہمراہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در راہ خدا جہاد و نماز کردند تا
مدت حیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ در نصرت وحمایت او
بودند وبعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در خلافت خود عدل و
انصاف وراستی گزیدند وخدمت اہل بیت ومحبت آنہا بجا آوردند و
امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمیشہ با آنہا نشست وبرخاست نمود و
ہمراہ آنہا با کفار جہاد کردہ و در پس آنہا نماز خواندہ وہمیشہ با آنہا محبت داشتہ
وبعد وفات آنہا در حق آنہا دعائے خیر نمودہ بسیار مدح ومناقبت آنہا
بیان فرمودہ وبنائے مذہب شیعہ بر کفر ونفاق خلفائے ثلاثہ وغیرہم ہزار آں

Marfat.com

صحابہ سید ابرار ست کہ اینہا میگویند کہ ہمہ آنہا ایمان نفاق آوردہ بودند ہجرت ہم برائے ریاست وطمع دنیا کردہ بودند وہمہ جہاد وعبادت آنہا برائے ریا بود نہ برائے خدا وبعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم با اہل بیت او ایذا رسانیدند وعلی مرتضیٰ رضؓ را یاری نکردند وحق او نیز در گرفتند ومتابعت ونماز علی رضی اللہ عنہ ہمراہ اینہا بنا بر خوف وتقیہ بود حتی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دختر طاہرہ خود را در نکاح عمر برائے تقیہ داد وتمام پیران خود ابوبکر رضؓ علی رضؓ وعمر رضؓ علی رضؓ وعثمان رضؓ علی رضؓ ہم برائے تقیہ نہاد وصحابہ مخلصین اندک بودند ابوذر رضؓ ومقداد رضؓ وسلمان رضؓ وعمار رضؓ وجابر رضؓ وچند کس دیگر اے برادر چوں بنائے ہر دو مذہب دریافتی پس پس بدانکہ دلیل بر بنائے مذہب اہل سنت آیاتِ قرآنی بسیار اند کہ ہر یک از آں برائے اثبات واستحکام ان بنا کافی است وبنا بر اختصار دریں مقام چند آیات نوشتہ می شود قولہ تعالیٰ۔ : وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ــــ وسابقین کہ اولین اند از مہاجرین وانصار وانانکہ پیروی ومتابعت سابقین کردند بہ نیکوئی یعنی با ایمان وطاعت راضی شد خدائے تعالےٰ از انہا وراضی شدند آنہا از خدائے تعالےٰ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ۔ وہیا کرد خدا برائے آنہا بہشت ہا کہ جاری اند در نیز منازل یا درختان آنہا نہر خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا۔ ایں ہمہ مہاجرین وانصار وبمتابعت کنندگان آں ہا

Marfat.com

در بہشت ہا باشند ہمیشہ ایں آیت بر ملا ندا ے کند کہ مہاجرین وانصار
سابقین ہمہ بہشتی اند و متابعت کنندگان آنہا کہ بعد آنہا بودند وطبقہ
آنہا اختیار کردند آنہا ہم بہشتی اند و شک نیست کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ
تعالے عنہ از مہاجرین اولین است کہ وقت ہجرت ہمراہ پیغمبر صلعم بود
و عمر رض و عثمان رض و علی رض و بسیارے دیگر از مہاجرین اولین اند و ہر کہ ابوبکر رض
را از مہاجرین اولین نداند بسبب انکار ایں آیت کافر باشد قال اللہ تعم
اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ
لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا — چوں بیروں کردند رسولِ خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفار مکہ در حالیکہ دوم دو کس بودند چوں بودند
ہر دو در غار چوں میگفت رسول خدا صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم در بار
خود را کہ ابوبکر صدیق رض است اندوہگین مشو بدرستیکہ خدا با ماست و
متابعت کنندگان آنہا بواقعی مہاجرین وانصارند کہ بعد اینہا ایمان
اوردند و ہجرت ونصرت کردند وحق تعالے دریں آیت خبر داد کہ ہمیشہ
در بہشت خواہند بود پس ثابت شد کہ ایشاں قطعی بہشتی اند ہر کہ ایشاں
را بہشتی نداند بسبب انکار ایں آیت کافر باشد و اگر دریں مقام
شیطانے بیاید و ترا وسوسہ دہد کہ شاید مراد ازیں آیت مہاجرین باشند
کہ شیعہ در حق انہا حسن ظن دارند کہ ہجرت آنہا فی سبیل اللہ بود و ہجرت
ابوبکر رض وغیرہ برائے طمع دنیا بود جواب او بگو کہ اے ابلیس دروغ میگوئی
بلکہ ہجرت جمیع مہاجرین برائے خدا بود چنانچہ در آیتے کہ اول بعد ہجرت بود

درباب قتال نازل شده اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا اذن و دستوری دادہ شد بجنگ کردن کفار مر کسانے راکہ میخواہند کارزار کردن را یعنی مہاجرین را بسبب آنکہ آنہا از دست کفار ظلم کشیدہ بودند اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرٌ ۔ وبدرستیکہ خدائے تعالیٰ بر نفرت کردن آنہا ہر آئینہ قادرست اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ آنانکہ بیرون کردہ شدند از سراہائے شان بغیر حق مگر آنکہ میگفتند آنہا کہ پروردگار ما تعالیٰ است یعنی از ایشاں ہیچ گناہے نشدہ کہ بسبب آں بیرون کردہ شدند مگر فقط بسبب ایمان آنہا را بیرون کردند پس ازیں ثابت شد کہ ہجرت جمیع مہاجرین خَالِصًا لِلّٰہِ تعالےٰ نہ برائے طمع دنیا پس ثابت شد کہ ہمہ مہاجرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم منصور اند اے برادر ہر کہ ایمان بقرآں داد چوں بروئے ثابت شد کہ خدائے تعالےٰ کسے را جنتی فرمود و گفت کہ انہا در جنت بو سبیل ابد دوام باشد تمام اعتراضات در حق وے ساقط گشت چرا کہ حق تعالےٰ عالم الغیب است و میداند کہ از فلاں شیۂ در فلاں وقت حسنہ یا در فلاں وقت سیئہ بظہور خواہد آمد و باوجود آں اگر او را فرماید کہ ایں را جنتی نمودم دریں ضمن اشارت بمغفرت جمیع زلالت وے متحقق گشت پس دیگر بندگان را در حق آں کس طعن و تشنیع نمودن اعتراض بجناب الٰہی کردن ست گویا کہ اعتراض کنندہ می گوید کہ ایں بندہ بداست خدائے تعالےٰ او را چرا بہشتی میکند و ظاہر است کہ اعتراض کردن دریں مقام کفر است و بندہ را کہ

Marfat.com

خدائے تعالےٰ بہشتی خواندہ است البتہ وے بہشتی است واعتراض کسے
درحق وے ضرر ے ندارد واورا دوزخی نمیکند لیکن اعتراض کنندہ وے
کافر است پس بایں وجہ تمام شبہات شیاطین ساقط شد واحتیاج نماند
کہ بجواب آں پرداختہ شود اما برائے تسلی سائل رجم الشیاطین کردہ می شود
پس اگر شیاطین بیاید وترا وسوسہ کند کہ در سورۂ انفال در قصہ بدر نازل
شدہ قولہ تعالیٰ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا زَحْفًا
فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ۔ ترجمہ آیت اے کسانیکہ ایمان آوردہ اید
چوں ملاقات کنید بکفار پس پشت ندہید از جنگ کفار قولہ تعالےٰ وَمَنْ
یُّوَلِّهِمْ یَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَیِّزًا اِلٰی فِئَةٍ فَقَدْ
بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰهُ جَهَنَّمُ وہر کہ پشت دہد از جنگ کفار مگر در حالیکہ
برگردندہ باشد برائے جنگ یا پناہ آرندہ بسوئے جماعت مومنین پس تحقیق رجوع
کرد بخشمے از خدا وجائے او جہنم است وگویند کہ صحابہ در جنگ
احد وحنین گریختہ اند در جواب او بگو وبدہ کہ مقام نزول آیت است کسے
نگریختہ بلکہ ہمہ ثابت قدم ماندند چنانچہ حق تعالےٰ میفرمائید وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ
اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ترجمہ آیت بدرستیکہ نصرت داد شما را خدا تعالےٰ
در جنگ وحالانکہ شما خوار بودید در چشم کفار بسبب قلت ودر قصۂ بدر
اِذْ یُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَی الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّیْ مَعَكُمْ ترجمہ یاد کن اے
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چوں وحی میکرد پروردگار تو بسوئے فرشتگان کہ
من باشما ام قولہ تعالیٰ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ترجمہ پس ثابت دارید مومنان

Marfat.com

ر د آیت مذکور بر کفر دلالت ندارد بلکہ بر آنکہ گریختن از جنگ کفار حرام است
وحق تعالےٰ اگر است خواہد بخشد اگر خواہد عذاب کند ولہٰذا چوں در جنگ احد
فرار واقع شدہ حق تعالیٰ ازاں عفو فرمود قولہ تعالےٰ وَلَقَدْ عَفَا اللّٰہُ
عَنْہُمْ پس اعتراض ساقط شد کہ روز حنین اولاً قرار نمود وثانیاً چوں
عباس رضؓ آواز داد یا عباد اللہ ہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ ندائے
آورد آمدند وجنگ عظیم نمودند وتوبہ متحقق گشت واز بس کہ ایشاں ناصران
دین خدائے تعالےٰ بودند حق تعالےٰ بموجب وعدہ خود قولہ تعالےٰ لَيَنْصُرَنَّ
اللّٰہُ مَنْ يَّنْصُرُہٗ نصرت ایشاں کردند وغیبے از ملائکہ برائے ایشاں
فرستادہ لبشارت نزول سکینہ کہ خاصہ مومنین کامل الایمان ست دربارۂ ایشاں
نازل فرمود چنانچہ میفرماید قولہ تعالیٰ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰہُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ
وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ترجمہ بدرستیکہ نصرت داد شما را خدائے در غزوہ ہائے
بسیار وحنین ومیفرماید ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰہُ سَكِيْنَتَہٗ عَلٰى رَسُوْلِہٖ وَعَلَى
الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ ترجمہ پستر نازل فرمود خدائے تعالےٰ سکینۃ آرام خود را بر پیغمبر
خود صلی اللہ تعالےٰ وآلہ وسلم وبر مومنان کہ بہ ندائے عباسؓ باز گشتند
وآمدہ تدارک مافات کردہ قتال شدید نمودند قولہ تعالےٰ وَاَنْزَلَ
جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ترجمہ وفرستادہ لشکر ہائے ملائکہ کہ شما اے
صحابہ بہ چشم خود ندیدید آنہا را وقولہ تعالےٰ وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۔
ترجمہ وعذاب کرد وشکست داد کفار را اے عزیز تامل فرما کہ اینکہ ایں قدر
رحمت الٰہی دستگیر حال آنہا باشد ہر گاہ کہ بتقضائے بشریت بلغزند فرشتگان

Marfat.com

برائے امداد آنہا آیند و سکینۂ الٰہی در بارہ آنہا نزول یابد کار مسلمان باشد کہ تمام آیات رحمت و مغفرت را فراموش کند و آنہا را ہدف مطاعن سازد معاذ اللہ تعالیٰ من خبث الباطن و شر الشیطان و شرکہ و باز اگر شیطان بیاید ـــــ وترا وسوسہ کند کہ شاید آنہا منافق باشند کہ در آں وقت منافقاں ہم بودند چنانچہ در قرآن مجید ذکر منافقاں ہم بسیار آمدہ در جواب بگو کہ آرے منافقاں بودند لیکن منافقاں در اعراب بودند دہقاناں کہ مساکن آنہا گرد و مدینہ بود یا بعضے از ساکنان و در اہل مکہ یعنی مہاجرین و در انصار کہ ایمان و نصرت شاں منصوص است کسے منافق نبود چنانچہ می فرماید قولہ تعم وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ترجمہ و بعضے از اں کساں کہ در گرد شما باشند اے اہل مدینہ از بادیہ نشیناں منافقاں اند ـــــ قولہ تعالیٰ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ترجمہ و بعضے از اہل مدینہ خالی شدند از نیکی در حالیکہ عادت کردہ اند بر نفاق نمیدانی اے محمد آنہا را کہ عالم الغیب نیستی و میدانم بعد ازاں حق تعالےٰ آنہا را ہم چنانچہ میفرماید قولہ تعالیٰ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ترجمہ نیست در سزد خدائے تعالےٰ را کہ بگذارد مومناں را بر حالیکہ شما ہستید بر آں یعنی مختلط مومن و منافق تا کہ تمیز دہد و جدا کند پلید را از پاک یعنی منافقاں را از مومناں پس حق تعالےٰ تمیز داد آنحضرت صلعم را از حال آنہا مطلع گردانید و آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ

Marfat.com

کہ صحابی است اظہار فرمود برائے نصیحت و رسوائی پسراں ایشان کہ مومنین مخلصین بودند بر دیگراں ظاہر نہ کرد اگرچہ بسیارے از منافقاں بسبب علامات نفاق فضیحت ہم شدند و ہمہ کس آنہا را دریافتند لیکن حق سبحانہٗ تعالےٰ بوجہ قبائح در قرآن یاد فرمودہ و در حق آنہا وعید شدید بیان نمودہ بوجہ احسن ظاہر شد و در صحابہ کہ اہل سنت در حق آنہا حسن اعتقاد دارند کسے منافق نبود چنانچہ حق تعالےٰ در حق منافقاں می فرماید قولہ تعالےٰ فَاِنْ یَّتُوْبُوْا یَكُ خَیْرًا لَّهُمْ ترجمہ پس اگر توبہ کنند منافقاں از نفاق خود باشد بہتر مرا ایشاں را قولہ تعالےٰ وَاِنْ یَّتَوَلَّوْا یُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِیْمًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۔ ترجمہ اگر روگردانند توبہ و بر نفاق خود مانند عذاب کند ایشاں را خدائے تعالیٰ آنہا را عذاب در دنیا و آخرت قولہ تعالیٰ وَمَا لَهُمْ فِی الْاَرْضِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ۝ ترجمہ و نباشد ایشانرا در زمین ہیچ یارے و نہ مددگارے یعنی در زمین کسے یاری آنہا نکند و خدائے تعالیٰ در حق مہاجرین برخلاف ایں قبائح اوصافے فرماید و وعدہ نصرت میدہد چنانچہ در آیت سابق در باب اذن قتال در حق مہاجرین خواندیم لفظ قولہ تعالیٰ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرٌ ۔ گذشت ترجمہ تحقیق خدائے تعالیٰ بر یاری کردن مہاجرین قادر ست یعنی آنہا را یاری خواہد داد ہمدریں آیت ذکر ہمیں مہاجرین مے فرماید قولہ تعالیٰ وَلَیَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ یَّنْصُرُهٗ ترجمہ البتہ یاری خواہد داد اللہ تعالیٰ کسے را کہ دین او را یاری دہد و شک نیست کہ حق سبحانہ تعالیٰ جمیع صحابہؓ

Marfat.com

را کہ بعد آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باقی ماندند خصوصًا خلفا راشدین رض
را یاری داد کہ ہزار با مشرکان و مرتدان را کشتند و ملک کسریٰ و قیصر را برہم
زدند و خلفائے راشدین رض را تمام صحابہ یاری کردند پس معلوم شد کہ
خلفائے ثلثہ رض از مہاجرین فی سبیل اللہ اند کہ حق تعالےٰ وعدہ نصرت کرد
مہاجرین دادہ بود در حق ایشاں بوجہ اتم راست گردد و معلوم شد کہ
بواقعی اصحاب نیز ناصران دین خدا بوندد و اگر منافق بودندے کسے دست
آنہا نمی گرفت و در زمین کسے دست آنہا نبودے و نیز ظاہر شد کہ آنکہ
منکرین قرآن گویند کہ علی رض بعد آنحضرت ص طلب خلافت نمود و خانہ نشانہ
مہاجرین و انصار برائے قائم کردن حجت می گشت و کسے از آنہا
یاری او نکرد و حمایت او نمود ایں سخن شاں کفر صریح و کذب جلی و
انکار ایں آیت است چہ حق تعالےٰ دریں آیت وعدہ نصرت بمہاجرین
کردہ و شک نیست کہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ از رئیس مہاجرین اول
است و محال ست کہ کسے او را یاری نہ کردے پس ثابت شد کہ کسانیکہ
ایں سخن بجناب مرتضوی رض نسبت دشمن آنجناب اند کہ آیت منافقین
در حق می خوانند و میگویند قولہ تعالیٰ وَمَا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ
مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ۔ و ثابت شد کہ دوستان آنجناب اہل سنت اند
کہ او را نسبت نفاق نمیکنند بلکہ میگویند کہ اگر آنجناب بطلب خلافت
برخاستے و ارادہ آں داشتے و از پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لفظے در
حق خود نشنیدے البتہ تصرف او نافذ گشتے و ہمہ بیاری او برخاستندے

Marfat.com

چنانچہ دربارہ مہاجرین وردد یافتہ پس معلوم شد کہ آنجناب خلافت صدیق رض
برحق دانستہ بیعت نمودہ ہمیشہ ناصر و معین آنہا بودہ والحمد للہ علیٰ نعمائہ
باز بشنو کہ حق تعالےٰ در فضیحت منافقاں چہ میفرماید قولہ تعالیٰ لَئِنْ لَّمْ
یَنْتَہِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِہِمْ مَّرَضٌ لَّنُغْرِیَنَّکَ بِہِمْ ثُمَّ لَا یُجَاوِرُوْنَکَ فِیْہَا
اِلَّا قَلِیْلًا مَّلْعُوْنِیْنَ

ترجمہ ہر آئینہ اگر باز نیایند منافقاں از نفاق خود و اگر باز نیایند
کسانیکہ در دل آنہا بیماری است چوں ضعف ایمان و مانند آں و اگر
باز نیایند کسانیکہ خبر بد می افگنند در مدینہ از عیب لشکر اسلام میفرماید
اگر باز نیایند و توبہ نکنند ایں ہر سہ گروہ البتہ برگماریم و مسلط گردانیم ترا
اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برایشاں پس ہمسایہ تو نباشد در مدینہ
مگر اندک زمانہ یعنی زود از شہر مدینہ بیرون روند خوار و راندگاں
قال اللہ تعالےٰ اَیْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا ترجمہ
ہر کجا کہ یافتہ شوند گرفتہ شوند و کشتہ شوند کشتہ شدنی بسیار ازیں آیت
ثابت شد کسانیکہ توبہ از نفاق نکردند در مدینہ از آنہا کسے نماند و آنہا
خراب شدند و ہلاک گشتند و کشتہ شدند پس معلوم کہ تمام صحابہ رض بعد
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در مدینہ باقی ماندند ہمہ ناصراں دین
خدا و حق پرست و اصحاب خلص بودند پس آنچہ آنہا براں اجماع و اتفاق
کردند عین حق و ہدایت باشد نہ ظلم و ضلالت چوں قباحت منافقاں
شنیدی وصف مہاجرین ہم برعکس ایں بشنو قال اللہ تعالےٰ ـــ

Marfat.com

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا
حَسَنَةً ترجمہ۔ وکسانیکہ ہجرت کردند در راہ خدائے تعالےٰ از پس آنکہ
ظلم کردہ بودند برالیشان کفار مکہ البتہ جا دہم الیشاں را بہ بلدہ نیکو
یعنی در مدینہ مطہرہ قولہ تعالےٰ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ۔ ترجمہ وہر آئینہ
ثواب آخرت بزرگتر ست یعنی برالیشاں اگر کسے بقرآن ایمان داشتہ
باشد ہمیں یک آیت او را برائے دفع تمام وساوس شیطانی کافی است
چہ حق سبحانہ تعالےٰ دریں آیت درحق مہاجرین فی سبیل اللہ وعدہ کردہ
یکے در دنیا دوم در آخرت وشک نیست وعدہ دنیا بوفا رسید وہمہ
مہاجرین در مدینہ جا گرفتند خصوصًا خلفائے ثلثہ کہ ہم درحیات خود ہا
ہماں جا بودند وہم بعد وفات ہمانجا مدفون گشتند شیخین بمرقد منور جناب
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیوستند وعثمان رض در بقیع رونق
افزا گردید واگر معاذ اللہ منافق بودند نے بحکم آیت سابقہ کہ در ذکر
سابقہ کہ در ذکر منافقین خواندم حق تعالےٰ رسول خدا صلعم بر آنہا
مسلط کردے وآنہا دواز مدینہ بیروں شدندے وگرفتہ شدندے
وکشتہ شدندے بخواری و رسوائی وکسے سخن آنہا ہم نہ شنیدے چہ
جائے امامت وخلافت پس کالشمس فی نصف النہار واضح ولائح
شد کہ آنہا مہاجرین فی سبیل اللہ وقطعی بہشتی آمدہ و در آخرت اجر و
ثواب آنہا بحکم وعدہ دوم بزرگتر خواہد بود و ہمچنیں دیگر صحابہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ بعد وفات وے تمام در مدینہ باقی ماندند

Marfat.com

ہمہ ناصران دین خدا بودند و کامل الایمان و نفاق را بہ حکم آیت قرآنی گرد آنہا را نبود پس ہر چہ آنہا بعد آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم برآں چیز اتفاق و اجماع کردند عین ہدایت و دیانت باشد و کار مسلمان نیست کہ باہیمہ تصریحات قرآنی بر کسے از آنہا اعتراض کند و مع ہذا باز اگر۔ شیطان بیاید و وسوسہ کند کہ شاید از آنہا بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم وقت اقتدار و غلبہ چیزے خلاف شریعت بظہور آمدہ باشد کہ بسبب آں شیعہ در شبہہ افتادہ اند در جواب او بگو کہ دروغ می گوئی بلکہ ہر چہ آنہا در ایام خلافت و قدرت خود کردہ اند برائے احکام شرع و از باب امر معروف و نہی منکر کردہ نہ بنا بر تعصب و فساد چنانچہ حق تعالےٰ در وصف مہاجرین در آیت سابق کہ در باب اذن بقتال خواندم میفرماید قال اللہ تعالیٰ

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ ترجمہ بعضے حال و صفت مہاجرین ایں است کہ اگر تمکین و قدرت دہیم ایشاں را در زمین برپا دارند نماز را و بدہند زکوٰۃ را و امر کنند دیگر آنرا با حکام شرعی و نہی فرمایند از منکرات و خلاف شریعت پس محال است کہ از مہاجرین در وقت اقتدار و تمکین ظلم و فساد بظہور آید پس نسبت کردند ظلم برآنہا انکار ایں آیت باشد نعوذ باللہ منہ باز اگر وسوسہ کند کہ در قرآن وارد شدہ قال اللہ تعالیٰ۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ

Marfat.com

اَعِزَّةٍ عَلَی الکَافِرِیْنَ ۔ ترجمہ اے کسانیکہ ایمان آوردہ اید ہر کہ
برگردد و مرتد شود از شما از دین خود پس زود باشد کہ بیارد خدائے تعالےٰ
قائم کند برائے قتال مرتدان قومی را کہ دوست میدارد خدا آنہا را و آنہا
دوست میدارند خدا را مہربانان بر مومنان غلبہ کنندگان بر کافران
قولہ تعالیٰ : یُجَاھِدُوْنَ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ
لَائِمٍ ۔ ترجمہ :۔ کہ جہاد خواہند کرد آں قوم بمرتدان در راہ خدا
و نہ خواہند ترسید از ملامت ہیچ ملامت کنندہ و اگر گوید کہ ایں آیت
چہ معنی دارد در جواب او گوئیم کہ درین آیت کمال مناقبت صدیق اکبرؓ
و غیرہ اصحاب رسول اللہ تعالےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم است کہ آنہا
مسیلمہ کذاب را در خلافت صدیق اکبرؓ بہ کشتند و دیگر فرقہ ہائے
اعراب کہ تفصیل آنہا طول دارد مرتد شدہ بودند و انکار زکوٰۃ مے کردند
ہمہ آنہا جہاد کردند و آنہا را تا تیغ کشیدند و بسیارے از آنہا بازا اسلام
آوردند و از ایں آیت تہمت ارتداد از صحابہ بوجہے باطل شد کہ فوق
آں متصور نیست چہ اگر کسے از صحابہ مرتد بودے معاذ اللہ دیگر مومنان
مومنان کامل الایمان بآنہا جہاد کردے و آنہا را بکشتے و شک
نیست کہ بخلفائے ثلثہ رضؓ کسے ازیں کامل الایمان جنگ نکرد بلکہ علیؓ
و ابوذر رضؓ مومنان کامل الایمان متابعت و موافقت آنہا کردند پس
واضح گشت کہ آنہا مومنانِ کامل الایمان و جنتی و از مہاجرین فی سبیل
اللہ اند کہ در وصف آنہا آیات لا تحصی وارد شدہ قال اللہ تعالیٰ

Marfat.com

وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا
اَبَدًا ۔ صفت شان است وظاہر شد کہ تمام مہاجرین وانصار برعین
وحق وکمال ایمان وہدایت بودند واجماع واتفاق شان مرضی ومقبول
الٰہی ست کسے را کہ برآنہا طعن وتشنیع نمودن جائز نباشد بلکہ شب و روز
دعائے مغفرت در حق آنہا خواندن وظیفہ مسلمانان است وہر کہ طعن
وتشنیع کند ودر حق آنہا دعائے خیر نکند ویا نہا کینہ دارد کافرست و
از جماعت مسلمین خارج چنانچہ حق تعالےٰ مسلمانان را در قرآن بر سہ
قسم منقسم ساختہ قولہ تعالےٰ لِلْفُقَرَاءِ الْمُهٰجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا
مِنْ دِیَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا
وَّیَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۔ مال برائے فقراء است کہ ہجرت
کنندگان اند انانکہ بیرون کردہ شدند از خانہ ہا واموال شان در
حالانیکہ طلب میکردند فضل خدا را ورضامندی ونصرت
می کردند دین خدا ورسول صلعم او را یعنی ہجرت ایشان برائے خدا
ورسول او صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم برائے نصرت دین خدا
بود نہ برائے اغراض دنیوی قال اللہ تعالےٰ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ
وآں گروہ ایشاں اند راست بازاں ہم در اقوال وہم در افعال قسم
دوم قولہ تعالےٰ وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ
ومال فی برائے کسانے است کہ جاگرفتند در سرائے ہجرت وخانۂ ایمان
یعنی مدینہ مطہرہ پیش از ہجرت مہاجرین قولہ تعالےٰ یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ

اِلَیْھِمْ ترجمہ دوست میدارند کسے راکہ ہجرت کند بطرف ایشاں یعنی مہاجرین
محبت دارند قولہ تعالیٰ وَلَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِھِمْ حَاجَۃً مِّمَّا اُوْتُوْا
دلہا یا بند انصار حسدے و دغدغہ در سینہ ہائے خود از آنچہ عطا دادہ شود یعنی
آنچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بایشاں عطا فرماید بال راضی میشوید
وقبول میکنند قولہٗ وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ وَلَوْ کَانَ بِھِمْ
خَصَاصَۃٌ وایثار میکنند و مقدم میدارند انصار مہاجرین را بر نفسہائے
خود اگرچہ ہست برایشاں حاجت یعنی اگرچہ انصار ہم حاجت بمال دارند
اما بسبب علو ہمت میخواہند کہ حاجات مہاجرین روا گردد و تمام اموال
برایشاں قسمت یابد قولہ تعالیٰ وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ
الْمُفْلِحُوْنَ۔ ترجمہ وہر کہ نگاہ داشتہ شود از بخل نفس خود پس آں گروہ
ایشانند فلاح یافتگاں اے عزیز حق سبحانہ تعالےٰ انصار را در ایں
آیت بمحبت مہاجرین و خدمت آں بزرگواران ستائش نمودہ و ہمیں
سبب فلاح را وابستہ ایشاں فرمودہ پس ہر کہ ارادہ نجات و فلاح خود
حسبتن منظور باشد مانند انصار محبت مہاجرین را شیوہ خود سازد
از کینہ و عداوت وطعن و تشنیع آنہا دور بودہ شب و روز دعائے مغفرت
در حق آنہا خواند تا در زمرہ قسم سوم محشور شود چنانچہ میفرماید قولہ تعالیٰ
وَالَّذِیْنَ جَآءُوْا مِنْ بَعْدِھِمْ یَقُوْلُوْنَ ترجمہ وفی برائے کسانے
است کہ آمدند بعد مہاجرین وانصار میگویند قولہٗ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا
الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ ۔ ترجمہ اے پروردگار ما بیامرز ما و برادران

Marfat.com

مارا کہ سبقت کردن از ما بایماں قولہ تعالےٰ وَلَا تَجْعَلْ فِی قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۔ ترجمہ ومگرواں در دلہائے ما کینہ وعداوت برائے کسانیکہ ایمان اوردند یعنی درحق صحابہ دعائے خیر میکنند ومی گویند کہ حق تعالیٰ دلہائے مارا از کینہ صحابہ پاک سازد وقولہ تعالیٰ رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۔ اے پروردگار ما بدرستیکہ تو مہربان رحمت کنندہ ہستی بر ما دعائے مارا اجابت فرما ازیں آیت ثابت شد کہ درحق صحابہ دعائے خیر باید نمود وکینہ را یکسو باید نہاد وبہ ہیچ وجہ زبان درازی نباید کرد تا در زمرہ اہل اسلام محشور گردد وگرنہ از ہر سہ قسم مسلماناں خارج مے شود نعوذ باللہ من عذاب اللہ تعالےٰ ایں است بنائے مذہب اہل سنت وجماعت ونحمد اللہ سبحانہ ایں بنا ہنجے را سخ است کہ اگر تمام جن وانس جمع شدہ خواہند کہ ایں بنا را کنند وجنبش دہند نہ توانند کرد کہ چہ جنبش ایں بنا در آں نگاہ متصور گردد کہ چنانچہ اہل سنت بر ایماں مہاجرین وانصار وغیرہ صحابہ رضؓ سید ابراء آیات بنیات ونصوص محکمات قائم کردند وساوس شیطان را بوجہے دفع کردند کہ ہبأ منثورا گشت واثرے ازاں نماند مخالفاں ہم اگر در دعویٰ خود صادق اند بہمیں نمط آیات محکمات را کہ تاویل را بآں راہ نبود بر کفر ونفاق جمیع مہاجرین وانصار قائم کنند آنگاہ بحث وگفتگو کتابی وسوال وجواب علمی بکار برند وگرز عبث زبان درازی کردن وآیات ونصوص را انکار نمودہ برائے خود آتش دوزخ خریدہ از قسم سوم مسلماناں خارج میشوند وخود معلوم است کہ در قرآن یک آیت ہم بر کفر ونفاق

Marfat.com

مہاجرین وانصار موعود نیست وچگونہ ایں معنی صورت بندد وکسانے را
کہ حق تعالےٰ جا بجا مدح ومناقبت بیان نمودہ باشد وایمان وتقویٰ و
جہاد وصلوٰۃ وغیرہ اعمال صالحات شان ذکر کردہ باشد قولہ تعالیٰ
وَکُلًّا وَعَدَ اللّٰہ الحسنیٰ بودہ باشد وشہادت بخلود جنت وبشارت نعیم
مقیم دادہ باشد باز چہ طور آنہا را کافر ومنافق گوید معاذ اللہ من الکفر
والنفاق پس ظاہر شد کہ بنائے مذہب منافقین بر آیات قرآنی نیست بلکہ
بقصہ ہائے تواریخ وواہیات عقل ست وقرآن مکذب ومبطل آں قصہ
ہا ومطمس آں خیالات شان ست پس معلوم شد کہ مذہب الیشان مذہب
اہل بیت نیست چرا کہ مذہب اہل بیت خلاف قرآن نباشد ومعلوم
شد کہ مذہب اہل مذہب اہل بیت ہمیں مذہب اہل سنت است
کہ موافق قرآن ست واگر ہنوز ہم ترا وسوسہ باقی ماند بشنو کہ جناب امام
زین العابدین علی بن الحسین رضی اللہ عنہ وعلی ابائہ الکریم در صحیفہ کاملہ
کہ نزد شیعہ معتبر ومعمول است چہ میفرمایند عن زین العابدین علیہ
السلام اللّٰھم واتباع الرسل ومصدقوہم من اہل الارض بالغیب عند
معارضۃ المعاندین لہم بالتکذیب والاشتیاق الی المرسلین کما فضلتہم
بحقائق الایمان فبکل دہر وزمان ارسلت فیہ رسولاً واقمت
لاہلہ دلیلاً من نسل آدم الی محمدٍ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم من
ائمۃ الہدیٰ وقدوۃ اہل التقی علی جمیعہم السلام فاذکرہم منک بغفرۃ
ورضوان حاصل ایں عبارت آنکہ خدایا اصحاب جمیع پیغمبراں را کہ در وقت

Marfat.com

تکذیب کفار تصدیق انبیا نمودند وایمان باینہا آوردند یا دکن بمغفرت و
رضوان وچوں اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بر اصحاب جمیع پیغمبراں
فضیلت دارند چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سید المرسلین
ست اصحاب او در سادات اصحاب جمیع پیغمبراں اند در حق آنہا وعلیہ تخصیص
میفرمایند قولہ اللّٰھم واصحاب محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم خاصۃ
خدایا علی الخصوص اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نوازش فرما دیاد
بمغفرت ورضوان نما بعد ازیں در مقام مدح صحابہ آمدہ میفرمایند قولہ
والذین احسنوا الصحابۃ ترجمہ وانانکہ نیک کردند صحبت پیغمبر را وحق صحبت
بجا آوردند الفیا والذین ابلوا البلاء الحسن فی نصرہ ترجمہ وانانکہ دادند
عطا نیک را در نصرت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قولہ وکتقوہ را
ترجمہ ودر بیان خود گرفتند واز شر اعدا محافظت نمودند آنحضرت صلعم را
قولہ اَسْرَعُوْا اِلٰی وَفَادَتِہٖ وَسَابَقُوْا اِلٰی دَعْوَتِہٖ ترجمہ وسرعت نمودند
در حاضری خدمت او وزود دعوت او را قبول نمودند وقبول نمودند چوں
قولہ وَاسْتَجَابُوْا لَہٗ حَیْثُ اَسْمَعَھُمْ حُجَّۃَ رِسَالَتِہٖ ترجمہ و
اجابت قبول نمودند وقبول نمودند چوں شنوانیدانیشانرا حجت رسالت خود
کہ قرآن است وَفَارَقُوا الْاَزْوَاجَ وَالْاَوْلَادَ فِی اِظْھَارِ کَلِمَتِہٖ ترجمہ وگذاشتن
زناں وپسراں خود را در ظاہر کردن کلمہ ودین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی
ہجرت برائے خدا وبرائے اظہار کردن اسلام بود نہ برائے طمع دنیا وغیرہ
قولہ وَقَاتَلُوا الْاٰبَآءَ وَالْاَبْنَآءَ فِی تَثْبِیْتِ نُبُوَّتِہٖ وَانْتَصَرُوْا بِہٖ ترجمہ

Marfat.com

وجنگ وجدل کردن با پدران وپسران خود در محکم ساختن نبوت او وغالب
آمدند بر کفار بسبب نصرت آنحضرت صلعم وخدمت او وہر کہ را دین وعقل
باشد بروئے مخفی نخواہد ماند کہ ہمہ اوصاف جمیع صحابہ انداز مہاجرین
وانصار چہ ہمہ ہا حمایت ونصرت کردہ اند وپہ پدران وبرادران خود
جنگیدہ اسلام را قوی ساختہ اند ودر ہر معرکہ وغزوات حاضر بودند
ونصرت برا عدائے دین حاصل نمودہ اند وفقط چند کس جا بہ رض وابوذر رض وغیرہ
تمام جنگہا را فتح نکردہ اند وتمام کفار را کشتند غلبہ حاصل نہ نمودہ اند چنانچہ
در غزوہ بدر سہ صد وسیزدہ کس ودر احد ہزار کس ودر حنین دوازدہ
ہزار ودر تبوک سی ہزار ہمچنین در اکثر غزوات ہزار ہا صحابہ رض می بودند
وہمہ آنہا تصرف وحمایت مے کنند وہمہ را غلبہ وقوت دست میداد
پس ثابت شد کہ بمذہب امام زین العابدین رضی اللہ عنہ ہم مغفور
وبہشتی ولائق ومدح وثنا ہستند پس بناء مذہب مخالفین کہ صحابہ را در چند
تن حصر میکنند از بیخ میکندہ شد وظاہر شد کہ ایں قول اہل بیت نیست بلکہ
وسوسہ شیطان ست کہ ازاں پناہ بخدائے تعالیٰ باید جست ایضاً وَمَنْ كَانُوا
اَلْمُنْطَوِيْنَ عَلٰى مَحَبَّتِهٖ ترجمہ وانانکہ بودند پیچیدہ بر محبت آل ہر سرکار نام
عاشق او بودند ایضاً يَرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ فِيْ مَوَدَّتِهٖ ترجمہ امید
دارند سودے را کہ زیاں ندارد یعنی ہمہ اصحاب آنحضرت ص دوستی
آنحضرت را برائے آخرت اختیار کردہ بودند وایں الشان را البتہ سود مند
خواہد بود نہ موجب خسارت قولہ وَالَّذِيْنَ هَجَرَتْهُمُ الْعَشَائِرُ اِذَا تَعَلَّقُوْا

بعروۃ ترجمہ دانانکہ بگذاشتند وترک کردند آنہا را قبیلہ ہائے شان
چوں دست روند بحلقہ ہدایت آں سرور ۲ ایضاً ۔ وَانْتَفَتْ مِنْهُمُ الْقَرَابَاتُ
اِذْ سَكَنُوا فِي ظِلِّ قَرَابَتِهٖ ۔ ترجمہ ونیست نابود شد از ایشاں رشتہ ہائے
قرابت چوں ساکن شدند در سایہ قرابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یعنی چوں
صحابہؓ با آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایمان آوردند بخدمت وے کمر
بستند تمام کفار عرب برائے عداوت برخاستند در رشتہائے قرابت
قطع کردند ایضاً فَلَا تَنْسَهُمْ اَللّٰهُمَّ مَا تَرَكُوا لَكَ وَفِيكَ ترجمہ
پس فراموش مکن در حق صحابہ رض خدایا آنچہ ترک کردند برائے تو ودر راہ تو
یعنی خبر اے ہجرت ونصرت ایشاں البتہ عنایت فرما ایضاً وَارْضَهُمْ مِنْ
رِضْوَانِكَ ترجمہ وخوشنود وساز وراضی کن ایشان را از رضوان وخوشنودی
خود قولہ وَبِمَا حَاشُوا الْخَلْقَ عَلَيْكَ ترجمہ وجزا دہ آنہا را بسبب آنکہ
جمع کردند خلق را بر تو قولہ وَكَانُوا مَعَ رَسُوْلِكَ دُعَاةً لَكَ وَاِلَيْكَ ..
ترجمہ ولودند آنہا ہمراہ رسول تو صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم خوانندگان خلق
برائے تو ولبطرف تو یعنی چنانچہ خود در صحبت آنحضرت صلعم کامل شدہ بودند
خالصًا اللہ تعالیٰ دیگر آنرا ہم بطرف خدا میخواندند وبسیار کنندہ ..
کسانرا کہ جمع کردن بر دین اسلام یعنی ہزارہا مرد وزن بسعی آنہا در حلقہ
اسلام آمدند اگر کسے طالب راہ قرآن و راہ اہل بیت خواہد دریں مقام
تامل نمودہ براہ قرآن خواہد آمد چہ جمیع کنندگان خلق بر دین اسلام ہمہ
صحابہ بودند ہم در حیات آنحضرت صلعم وہم بعد وفات آنحضرت صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ آنکہ صرف ابوذرؓ و عمارؓ یا چند کس دیگر در تمام
بلاد ردّ کفر میکردند و تمام خلق خدا را تعلیم و ارشاد میکردند کسے احمق ہم
ایں سخن نگوید چہ جائے کسیکہ دعوی علم قرآن داشتہ باشد قولہ وَاشْكُرُهُمْ
عَلٰى هِجْرَتِهِمْ فِيْكَ دِيَارَ قَوْمِهِمْ ترجمہ وجزادہ ایشانرا بر ہجرت کردن
ایشان در راہ تو شہرہائے قوم خود را ایضاً وَخُرُوْجِهِمْ مِنْ سَعَةِ الْمَعَاشِ
اِلٰى ضِيْقِهٖ ۔ترجمہ وجزادہ بر بیرون شدن ایشاں از فراخی معاش خود بسوئے تنگی
آں یعنی بسبب ہجرت از خانہ ہائے خود و عیش خود کنارہ گزیدند و در دیار
غربت در تنگی عیش افتادند ایضاً وَمَنْ عَلٰى مَنْ كَثَّرَتْ فِيْ اِعْزَازِ دِيْنِكَ
مِنْ مَظْلُوْمِيْهِمْ ترجمہ واحسان کن بر آں کسانیکہ بسیار کردی بوجود آنہا
مطیعان خود را در عزیز ساختن دین تو از مظلومان صحابہ یعنی مہاجرین اوّل
مظلوم بودند بعد از آنکہ ہجرت کردند و فتح شد دین بسبب آنہا غالب
گشت و بسیار مردمان مسلمان شدند ایضاً اَللّٰهُمَّ وَاَوْصِلْ اِلَى التَّابِعِيْنَ
لَهُمْ بِاِحْسَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ
سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ خَيْرَ جَزَائِكَ ترجمہ۔ خدایا برسان پیروان صحابہؓ
کہ بہ نیکی پیروی آنہا کردند و راہ آنہا اختیار نمودند بہترین جزائے تو آں
تابعین کہ میگویند خدایا بیامرز ما را و برادران ما را کہ سبقت کردند از ما
بایمان یعنی در حق صحابہؓ دعائے خیر و مغفرت می کنند ایں کلام امام رضی اللہ
عنہ اشارت است بآنکہ قسم سوم از مسلمانان ہمان کسان اند کہ در حق
صحابہؓ دعائے خیر می کنند پس ثابت شد کہ موافق قرآن و موافق مذہب

Marfat.com

اہل بیت اہل سنت وجماعت تابعان صحابہ اند کہ در حق آنہا دعائے غیر
میکنند وکینہ بکسے از آنہا ندارند و دعائے حضرت سجاد رضی اللہ عنہ
دربارہ مغفرت الیشاں است پس الیشاں مغفور و فرقہ باخیر اند نہ مخالفاں
الیشاں باز لشنعہ کہ امام رضی اللہ عنہ در مدح تابعین چہ میفرمایند ایضاً...
اَلَّذِیْنَ قَصَدُوْا حُجَّتَہُمْ آں تابعین کہ قصد کردند حجت در راہ صحابہ رضؓ را
ایضاً وَتَحَرَّوْا وِجْہَتَہُمْ وقصد بجانب الیشاں کردند و دیدہ دانستہ براہ
الیشاں رفتند ایضاً و مضوعلیٰ شاکلتہم و رفتند بر طریقہ و مذہب صحابہ رضؓ
قولہ وَلَمْ یُتْبِہُمْ رَیْبٌ فِیْ بَصِیْرَتِہِمْ و باز نگردانید آں تابعین
را شکے در بصیرت صحابہ رضؓ یعنی شک نکردند در آنکہ صحابہ بر ہدایت اند و بر بصیرت
و روشنائی ایضاً وَلَمْ یَخْتَلِجْہُمْ شَکٌّ فِیْ تَقَفِّیْ آثَارِہِمْ ترجمہ و خلجان
نکرد و نخلید الیشاں را شکے در متابعت و پیروی آثار آنہا صحابہ را بر حق
دانستہ متابعت آنہا کردند و در حق بودن آنہا شک نیاوردند قولہ...
وَالْاِئْتِمَامِ بِہُدَایَۃِ مَنَارِہِمْ ترجمہ و شک نکردند در اقتدا کردن بہدایت
و روشنائی صحابہ رضؓ یعنی صحابہ رضؓ را ہدایت دانستہ اقتدائے آنہا نمودند قولہ
مُکَافِئِیْنَ وَمُوَازِرِیْنَ لَہُمْ ترجمہ آں تابعین حمایت کنندگاں و
اعانت کنندگاں صحابہ رضؓ اند یعنی اگر کسے ملحد یا گمراہ بجناب پاک صحابہ طعن
کند آں تابعین بجواب طعن او را دور کنید و رحم نمایند ازیں لفظ تمام
وساوس شیطانی کہ مخالفاں بر صحابہ تہمت می کنند باطل شد و معلوم شد
کہ طعن در حق الیشاں کار مسلمان نیست بلکہ شیوہ اہل اسلام جواب دہ

Marfat.com

رد طعنہ ہائے صحابہؓ است و شک نیست کہ ایں وصف سوائے اہل سنت
در ہیچ فرقہ یافتہ نمیشود بلکہ روافض ہزار ہا طعن بگمان فاسد بجناب آں
پاکاں نسبت میکنند ہمچنیں خوارج خذلہم اللہ تعالے پس معلوم شد کہ فرقہ
ناجیہ اہلسنت اند نہ مخالفان شاں وہو المطلوب ایضاً یَدِیْنُوْنَ بِدِیْنِہِمْ
ترجمہ اعتقاد میدارند آں تابعین بہ دین صحابہ قولہ وَیَہْتَدُوْنَ بِہَدْیِہِمْ
ترجمہ وراہ میروند براہ صحابہ قولہ یُنْفِقُوْنَ عَلَیْہِمْ ترجمہ انفاق می کنند
بر صحابہ یعنی بر حمایت و نصرت صحابہ متفق اند و ہر بے دین شیطان دار
آمدہ بہ صحابہ شبہہ انداز د او را جواب میدہند و میرانند قولہ وَلَا یَتَّہِمُوْنَہُمْ
فِیْمَا اَدَّوْا اِلَیْہِمْ ترجمہ و تہمت نمیکنند صحابہ را در چیزے کہ ادا کردند
بر سانیدند از احکام دین و احادیث پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ
ایشاں یعنی صحابہ را صادقین دانستہ تمام روایات احادیث از ایشاں
قبول کردہ بر اں عمل میکنند پس ثابت شد احادیث کتابہائے اہلسنت
کہ از اہل بیت و صحابہ مروی است ہمہ معتبر و مقبول است و مذہب
حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ است و ظاہر شد کہ روایات
شیعہ و خوارج کہ از صحابہؓ مروی نیستند نزد امام زین العابدین رضی اللہ
عنہ کذب و افترا است و اگر در بعضے روایات شیعہ نسبت بہ بعضے
اہل بیت یا بعضے صحابہ کنند چوں آں روایات مخالف قرآن و مخالف
مذہب حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ عمل بر آید ظاہر شود
کہ نہ آں قول اہل بیت است نہ قول صحابہ بلکہ کدام مفتری و کذاب

Marfat.com

برآئمہ طاہرین افترا کردہ باشد پس امام زین العابدین رضؓ تمام روایات
وکتب شیعہ باطل وافترا است اہل اسلام وسحبان قرآن واہلبیت
را ازاں کنارہ گرفتن فرض عین است اے مومن طالب نجات آنچہ
مذکور شد از کلام الٰہی وکلمات حضرت سجاد رضی اللہ عنہ اگر کسے
طالب راہ جنت باشد یک کلمہ ازینہا درحق وکفایت است و
اگر سعادت ازلی نصیب او نشد وبحکم ختم اللہ علی قلوبہم بر کفر خود
ثابت نامد او بسبب انکار قرآن برائے خود دوزخ خرید کرد او رابحث
کردن دو طریقہ مسلماناں چہ سود خواہد داشت۔

وَاللّٰہُ الْہَادِیْ وَعَلٰی کَرَمِہٖ اِعْتِمَادِیْ سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ
الْعِزَّتِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ
الْعَالَمِیْنَ ۝

Marfat.com

وسیلۃ النجات

تالیف

شاہ عبدالعزیز دہلوی رح

تہذیب ونظر ثانی

مولوی حکیم عبدالغفور رح

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

سب تعریف ثابت ہے واسطے اللہ کے وہ تعریف اسی کا حق ہے اور رحمتِ کاملہ نازل ہووے اس کے حبیب اور اس کے باقی سب بندوں پر اے پروردگار اے پھیرنے والے دلوں کے تو ثابت رکھ ہمارا دل اپنے دین پر، سبب تالیف احباب سے ایک شخص نے کہ شیعہ کا مذہب اچھا جانتا تھا مجھ سے استدعا کی کہ فرقہ ناجیہ کے حق ہونے پر جو دلائل ہیں اس کے بارے میں کچھ لکھنا چاہیئے بحکم اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ کے وہ استدعا قبول کی گئی اور اس رسالہ کا نام وسیلۃ النجات رکھا گیا اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔

سوال ۔ درمیان اہل سنت اور شیعہ کے بہت گفتگو واقع ہوئی ہے اہل سنت دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارا مذہب برحق ہے اور قرآن و حدیث کے موافق ہے اور شیعہ کی سب کتاب باطل ہے اور صرف افترا ہے کہ اپنے مذہب کی نسبت اہل بیت کی طرف کرتے ہیں بلکہ اہل بیت کا مذہب یہی ہے جو ہمارا مذہب ہے اور شیعہ بھی یہی دعویٰ کرتے ہیں کہ قرآن کے موافق ہمارا مذہب ہے اور ہمارا وہی طریقہ ہے جو امام جعفر صادق کا طریقہ ہے اور کہتے ہیں کہ اہل سنت کی کتابیں قابل اعتبار نہیں اس بارے میں جواب شافی آیاتِ قرآنی سے

لکھا چاہیئے کہ اس میں کسی کے دم مارنے کی جگہ نہ ہو اور عذر باقی نہ رہے کہ طالبان راہِ نجات اس پر عمل اور باطل مذہب سے دست بردار ہو جاویں۔

جواب:۔ اے برادر چاہیئے کہ پہلے دریافت کرو کہ ہر مذہب کی بنا کس امر پر ہے اور ہر فریق کی کتابوں کو چھوڑو اور طاق پر رکھدو اور جب معلوم کر لو کہ ہر مذہب کی بنا کیا ہے تو اس کو آیاتِ قرآنی سے تطبیق دو اور جس مذہب کی بناء مستحکم اور راسخ دیکھو اس کو حق سمجھو تو اس کے بعد اس مذہب کی کتابوں کو دیکھو اور اس پر عمل کرو اور جس مذہب کی بنا باطل دیکھو اس کی کتابوں کو وسوسۂ شیطانی سمجھو اور پانی میں ڈال دو اور ہرگز اس کے گرد نہ جاؤ اور اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو اور یقیناً سمجھو کہ وہ مذہب اہل بیت کا نہیں بلکہ شیطان کا مذہب ہے تو جاننا چاہیئے کہ مذہب اہل سنت کی بنا ان حضرات کے ایمان و تقویٰ و صلاح و راستی پر ہے یعنی حضرات ابوبکر رض و عمر رض و عثمان رض و علی رض و غیرہم رضی اللہ تعالےٰ عنہم جو مہاجرین اور انصار سے ہوئے اور دیگر اصحاب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ کہ ہزاروں صاحب تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ رہ کر راہِ خدا میں جہاد کرتے رہے اور نماز پڑھتے رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے وفات تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد

Marfat.com

اور حمایت میں ہمیشہ معروف رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد اپنی خلافت میں عدل و انصاف و راستی میں مشغول رہے اور اہل بیت کی خدمت بجالاتے تھے اور ان حضرات کے ساتھ محبت رکھتے تھے اور حضرات امیر المومنین رضی اللہ عنہ ان صحابہؓ کے ساتھ ہمیشہ نشست و برخاست رکھتے تھے اور ان صحابہؓ کے ہمراہ کفار کے ساتھ جہاد گیا اور ان کے پیچھے نماز پڑھتے تھے اور ان کے ساتھ ہمیشہ محبت رکھتے تھے اور ان صحابہ کی وفات کے بعد ان کے حق میں دعائے خیر کی اور نہایت ان کی مدح کی اور مناقب بیان فرمائے اور مذہب شیعہ کی بنا اس پر ہے کہ وہ خلفائے ثلاثہ وغیرہم کے کفر و نفاق کے قائل ہیں کہ وہ ہزاروں صحابہ سید ابرار کے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان حضرات نے نفاق سے ایمان ظاہر کیا تھا اور ہجرت بھی ریا کے لئے کی تھی اور طمع دنیا کا لحاظ تھا اور ان حضرات کا جہاد و عبادت ریا کی غرض سے تھا خدا کے لئے نہ تھا اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوگئی تو اہل بیت کو اذیت پہنچائی اور حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی مدد کی اور آنجناب کا حق بھی لے لیا اور حضرت علی رضی عنہ نے خوف سے تقیہ کیا تھا کہ ان اصحاب کی متابعت کرتے تھے اور ان کے پیچھے نماز پڑھتے تھے حتیٰ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایسا تقیہ کیا کہ اپنی دختر طاہرہ کا نکاح حضرت عمرؓ کے ساتھ کر دیا اور اپنے صاحبزادوں کا نام بھی ابوبکر علیؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ

Marfat.com

رکھا اور صحابہؓ مخلصین کم تھے یعنی حضرت ابوذرؓ اور مقدادؓ اور سلمانؓ
اور عمارؓ اور جابرؓ اور صرف چند دیگر صحابہؓ مخلص تھے اے برادر دونوں
مذہب کی بنا معلوم ہوئی تو اب جاننا چاہیئے کہ مذہب اہل سنت کے
بنا کی دلیل قرآن شریف کی اکثر آیات ہیں کہ ہر آیت اس بناء کے اثبات
اور استحکام کے لئے کافی ہیں اور مختصر طور پر یہاں چند آیات لکھی جاتی
ہیں۔ قَوْلُہٗ تعالیٰ وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ
وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ
یعنی فرمایا اللہ تعالےٰ نے کہ سابقین اولین مہاجرین اور انصار سے
ہے اور جن لوگوں نے بہتر طور پر یعنی ایمان کے ساتھ سابقین
کی پیروی اور متابعت کی راضی ہوا خداوند تعالےٰ ان سے اور وہ
خدائے تعالےٰ سے راضی ہوئے وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ اور مہیا کیں خداوند تعالیٰ نے ان کے واسطے بہشتیں
کہ جاری ہیں نہریں ان بہشتوں کے محل اور درختوں کے نیچے خَالِدِيْنَ
فِيْهَا اَبَدًا یہ سب مہاجرین و انصار اور ان کے تابعین ہمیشہ بہشت
میں رہیں گے اور اس آیت سے اعلانیہ طور پر ثابت ہوتا ہے کہ سب
مہاجرین اور انصار سابقین بہشتی ہیں اور ان کے تابعین بھی بہشتی
ہیں کہ وہ لوگ ان حضرات کے بعد ہوئے اور ان حضرات کا طریقہ
اختیار کیا اور اس میں کچھ شک نہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ
عنہٗ مہاجرین اولین سے ہیں کہ ہجرت کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کے ہمراہ تھے اور حضرت عمر رضؓ اور حضرت عثمان رضؓ اور حضرت علی اور اکثر صحابہ مہاجرین اولین سے ہیں اور جو شخص سمجھے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مہاجرین اولین سے نہیں تو وہ کافر ہے اس واسطے کہ اس کو آیت سے انکار ہے اور فرمایا اللہ تعالےٰ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا یعنی جب خارج کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفار مکہ نے کہ اس حال میں کہ دو صاحب تھے ان میں سے دوسرے صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے

. . . . . جب . .

دونوں صاحب غار میں تھے اس وقت فرماتے تھے پیغمبر خدا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے یار سے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہیں کہ آپ رنج نہ کریں تحقیق کہ خدا ہم لوگوں کے ساتھ ہے اور ان حضرات کی اتباع کرنے والے بھی واقعی مہاجرین اور انصار سے ہیں کہ وہ لوگ ان حضرات کے بعد ایمان لائے اور ہجرت اور مدد کی اور حق تعالےٰ نے اس آیت میں خبر دی ہے کہ وہ حضرات ہمیشہ بہشت میں رہیں گے تو ثابت ہوا کہ وہ حضرات قطعی بہشتی ہیں جو شخص ان حضرات کو بہشتی نہ جانے وہ کافر ہے اس واسطے کہ اس کو آیت سے انکار ہے۔ اور اگر اس مقام میں شیطان وسوسہ دلادے کہ شاید مراد اس آیت سے وہ مہاجرین ہوں کہ شیعہ ان کے حق میں حسن ظن رکھتے ہیں اس واسطے کہ ان کی ہجرت فی سبیل اللہ تھی اور

Marfat.com

ہجرت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طمع دنیا کی غرض سے تھی تو اس کا یہ جواب دینا چاہیئے کہ اے ابلیس تو جھوٹ بولتا ہے بلکہ ہجرت سب مہاجرین کی خالصاً للہ تھی چنانچہ ہجرت کے بعد پہلے یہ آیت قتال کے بارے میں نازل ہوئی اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا۔ یعنی اجازت دی گئی کفار کے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے ان لوگوں کو کہ کفار ان سے لڑائی کرتا چاہیں یعنی مہاجرین کو اس واسطے کہ کفار کے ہاتھ سے ان لوگوں پر ظلم ہوا وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرٌ۔ یعنی اور تحقیق کہ خداوند تعالیٰ ان کی مدد کرنے پر بلاشبہ قادر ہے۔ اَلَّذِیْنَ یُخْرَجُوْنَ مِنْ دِیَارِھِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ۔ یعنی وہ لوگ کہ اپنے گھروں سے بلاقصور نکالے گئے وہ صرف یہی کہتے تھے کہ ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے یعنی ان لوگوں سے کوئی گناہ صادر نہ ہوا کہ اس کے سبب سے نکالے گئے مگر فقط یہ وجہ ہوئی کہ وہ لوگ ایمان لے آئے اور اس واسطے کفار نے ان کو خارج کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ سب مہاجرین کی ہجرت خالصتاً للہ تھی طمع دنیا کے لئے نہ تھی تو ثابت ہوا کہ سب مہاجرین پر اللہ تعالےٰ کی مدد ہے۔ اے برادر جس کا ایمان قرآن شریف پر ہے تو جب اس پر ثابت ہو کہ خداوند تعالےٰ نے کس کو جنتی فرمایا ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ وہ لوگ ہمیشہ جنت میں رہینگے تو اس کے حق میں سب اعتراضات ساقط ہو گئے اس واسطے کہ حق تعالیٰ عالم الغیب ہے وہ خوب جانتا ہے کہ فلاں بندہ سے فلاں وقت میں

Marfat.com

بخشی ہوگی یا فلاں وقت میں گناہ صادر ہوگا تو اگر وہ فرمادے کہ فلاں بندہ کو میں نے جنتی بنایا تو اس سے ثابت ہوگا کہ اس کی سب خطائیں معاف کردی گئیں تو اگر دوسرے بندے اس کے حق طعن و تشنیع کریں اس سے اللہ تعالےٰ پر اعتراض کرنا لازم آوے گا اس واسطے کہ معترض کہے گا کہ یہ بندہ بد ہے خداوند تعالےٰ نے کیوں اسے بہشتی بناتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس مقام میں اعتراض کرنا کفر ہے اور جس بندہ کو خداوند تعالیٰ نے بہشتی فرمایا ہے وہ ضرور بہشتی ہے اور اگر اس کے حق میں کوئی شخص اعتراض کرے تو اس سے اس بہشتی بندہ کے حق میں کچھ ضرر نہیں اور اس کے اعتراض سے وہ دوزخی نہ ہو جاوے گا، بلکہ معترض کافر ہے تو اس وجہ سے شیاطین کا سب شبہ ساقط ہوگیا اور اب اس کے لئے دوسرے جواب کی ضرورت نہیں۔ لیکن سائل کی تسلی کے لئے کہا جاتا ہے کہ اگر شیطان آوے اور تم کو وسوسہ ڈلاوے کہ سورہ انفال میں بدر کے قصہ میں نازل ہوا ہے۔ قولہ تعالیٰ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ یعنی اے وہ لوگ کہ ایمان لائے ہو جب کفار سے مقابلہ کرو تو لڑائی سے پیٹھ مت پھیرو تولہ تعالیٰ وَمَنْ یُّوَلِّهِمْ یَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَیِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ یعنی فرمایا اللہ تعالےٰ نے کہ جو شخص کفار کی لڑائی سے پیٹھ پھیرے سوا اس حال کے کہ لڑائی کی غرض سے پیٹھ پھیری ہو یا بغرض شامل ہو جانے کے جماعت مومنین کے ساتھ تو تحقیق کہ رجوع کیا اس

Marfat.com

شخص نے خدا کے غصہ کی طرف اور اس کی جگہ جہنم ہے تو یہ لوگ کہتے ہیں
کہ صحابہ جنگ احد اور حنین میں بھاگے تھے تو ان کے جواب میں کہنا چاہیئے
کہ یہ آیت بدر میں نازل ہوئی اور وہاں کوئی نہ بھاگا بلکہ سب صحابہ ثابت قدم
رہے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ یعنی اور
تحقیق کہ مدد کی تمہاری اللہ تعالیٰ نے بدر میں حالانکہ تم لوگ کفار کی نظروں میں کم ہونے کے سبب
سے حقیر معلوم ہوتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے بدر کے قصہ میں فرمایا اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ
اَنِّيْ مَعَكُمْ یعنی یاد کیجئے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ وقت کہ جب وحی بھیجتا تھا آپ کا پروردگار
فرشتوں کے پاس کہ میں تم لوگوں کے ساتھ ہوں قولہ تعالیٰ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا یعنی پس ثابت رکھو مسلمانوں کو اور آیت مذکورہ سے کفر ثابت
نہیں ہوتا بلکہ صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ کفار کی لڑائی سے بھاگنا حرام ہے۔
اور حق تعالیٰ کو اختیار ہے اگر چاہے بخش دے اور اگر چاہے عذاب
کرے چنانچہ جب جنگ احد میں فرار کا اتفاق ہوا تو حق تعالیٰ نے وہ معاف
فرما دیا قولہ تعالیٰ وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ یعنی اور تحقیق کہ معاف فرما دیا اللہ
تعالیٰ نے ان لوگوں کو تو اعتراض دفع ہو گیا۔ اور روز حنین میں فرار کا
اتفاق ہوا مگر پھر جب حضرت عباس رض پکارا یا عِبَادَ اللّٰهِ هٰذَا رَسُوْلُ
اللّٰهِ یعنی اے بندگان خدا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں تو ان
کے پکارنے سے سب لوگ جمع ہو گئے اور جنگ عظیم کی اور تو یہ ثابت
ہوئی۔ اور چونکہ یہ لوگ مددگارانِ دین تھے حق تعالیٰ نے اپنے وعدے کے موافق
ان کی مدد فرمائی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ

Marfat.com

یعنی البتہ اللہ مدد کرتا ہے اس کی جو اللہ تعالےٰ کے دین کی مدد کرتا ہے
غیب سے فرشتوں کو ان لوگوں کی مدد کے واسطے بھیجا اور بشارت دی کہ
اللہ تعالیٰ نے سکینہ یعنی آرام نازل فرمایا اور یہ خاص مومنین کامل الایمان
کے واسطے ہے اور یہ امر ان لوگوں کے لئے نازل فرمایا چنانچہ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے۔ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ یعنی تحقیق
کہ مدد دی تم لوگوں کو اللہ تعالےٰ نے اکثر غزوہ میں اور حنین میں اور فرماتا ہے
اللہ تعالیٰ ثُمَّ أَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ یعنی
پس نازل فرمایا خداوند تعالیٰ نے اپنا سکینہ اور آرام اپنے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم پر اور مسلمانوں پر یعنی ان مسلمانوں پر سکینہ
اور آرام اللہ تعالےٰ نے نازل فرمایا کہ وہ لوگ حضرت عباس رضؓ کے پکارنے
سے پھر آئے اور جنگ عظیم کی قولہ تعالیٰ وَأَنْزَلَ جُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا
یعنی اللہ تعالےٰ نے بھیجے فرشتوں کے لشکر کہ اے صحابہؓ تم لوگوں نے
ان فرشتوں کو اپنی نظر سے نہ دیکھا د قولہ تعالےٰ وَعَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا
یعنی اور عذاب کیا اللہ تعالیٰ نے کفار پر اور ان کو شکست دی۔ تو اے
عزیز غور کرنا چاہیئے کہ کیا یہ مسلمان کا کام ہے کہ تمام آیات مغفرت و رحمت
کو فراموش کرے اور ایسے حضرات کی شان میں طعن کرے کہ اس قدر رحمت
الٰہی ان حضرات کے شامل حال ہے کہ جب کبھی بمقتضائے بشریت ان حضرات
سے لغزش ہو جاوے تو فرشتے ان کی مدد کے لئے آویں اور سکینہ الٰہی ان
پر نازل ہووے یعنی یہ حضرات ہرگز قابل طعن نہیں نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ خُبْثِ

Marfat.com

الْبَاطِنِ وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهٖ یعنی پناہ چاہتے ہیں ہم اللہ تعالےٰ کی درگاہ میں باطن کے خبث سے اور شیطان کی شرارت سے اور اس کے شرک سے اور اگر پھر شیطان آوے اور وسوسہ ڈالا دے کہ معاذ اللہ شاید وہ لوگ منافق رہے ہوں کہ اس وقت منافقین بھی تھے چنانچہ قرآن شریف میں اکثر مقامات میں منافقین کا بھی ذکر ہے تو چاہیئے کہ جواب میں کہو ہاں اس وقت منافقین بھی تھے لیکن اعراب میں تھے اور وہ دیہاتی تھے کہ ان کا مسکن مدینہ کے گرد تھا اور اہل مکّہ یعنی مہاجرین میں کوئی منافق نہ تھا اور ایسا ہی انصار کہ ان کا ایمان اور ان کا مدد دینا نفس سے ثابت ہے ان میں بھی کوئی منافق نہ تھا۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ یعنی اے اہل مدینہ بعضے ان لوگوں سے کہ تم لوگوں کے گرد ہیں اور وہ اعراب سے ہیں منافقین ہیں وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ۔ اور بعض اہل مدینہ سے نفاق کے خوگر ہوئے ہیں اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ان لوگوں نہیں جانتے ہم ان لوگوں کو جانتے ہیں پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں علیحدہ کر دیا چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ یعنی نہیں سزاوار ہے واسطے اللہ تعالےٰ کے کہ چھوڑ دے مومنین کو اس حالت پر تم لوگ جس حالت پر ہو یعنی سزاوار نہیں کہ مومنین اور منافقین کو باہم ملا ہوا چھوڑ دے بلکہ علیحدہ کرتا ہے پلید کو پاک سے یعنی مومنین سے منافقین کو جدا کر دیتا

Marfat.com

ہے پھر حق تعالےٰ نے تمیز دے دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منافقین کے حال سے آگاہ فرما دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے کہ صحابہؓ سے ہیں یہ امر ظاہر فرمایا اور اُن منافقین کے لڑکے خالص مومن تھے تو اس خیال سے کہ ان کی رسوائی نہ ہو وے ان منافقین کا حال دوسروں پر ظاہر نہ فرمایا اگرچہ اکثر منافقین نفاق کی علامت کے سبب سے فضیحت ہوئے اور ان لوگوں کا حال سب لوگوں کو معلوم ہو گیا اور اللہ تعالےٰ نے عام طور پر اُن منافقین کا عیب قرآن شریف میں بیان فرمایا اور ان کے حق میں وعید شدید ذکر فرمائی اور صحابہؓ کہ اہل سنت اُن کے حق میں حسن اعتقاد رکھتے ہیں ان میں سے کوئی صحابی منافق نہ تھے اور اللہ تعالیٰ منافقین کے حق میں ارشاد فرماتا ہے فَاِنْ یَّتُوْبُوْا یَكُ خَیْرًا لَّهُمْ یعنے اگر منافقین اپنے نفاق سے توبہ کریں تو یہ ان کے حق میں بہتر ہوگا قولہ تعالیٰ وَاِنْ یَّتَوَلَّوْا یُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِیْمًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۔ یعنی اگر وہ توبہ سے روگردانی کریں اور اپنا نفاق ترک نہ کریں تو اللہ تعالیٰ اُن پر دنیا اور آخرت میں سخت عذاب کرے گا ..... قولہ تعالیٰ وَمَا لَهُمْ فِی الْاَرْضِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ یعنی اور نہ ہوگا ان کا زمین پر کوئی یار اور نہ مددگار یعنی زمین پر کوئی ان کی مدد نہ کرے گا اور خداوند تعالیٰ نے اس کے خلاف مہاجرین کے حق میں فرمایا ہے یعنی ان کے اوصاف حمیدہ بیان فرمائے ہیں اور ان کی مدد کا وعدہ کیا ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے ۔ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ

Marfat.com

لَقَدِیْرٌ یعنی تحقیق کہ خداوند تعالیٰ مہاجرین کی مدد کرنے پر قادر ہے یعنی ان کی مدد کرے گا اور انھیں مہاجرین کا ذکر اس بات میں بھی ہے وَلَیَنْصُرُنَّ اللّٰہَ مَنْ یَّنْصُرُہٗ یعنی ضرور مدد کرے گا اللہ تعالےٰ اس کی وہ اللہ تعالےٰ کے دین کی مدد کرے گا اور اس میں شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جو صحابہؓ باقی رہے خصوصاً خلفائے راشدین ان سب صحابہؓ کی مدد حق سبحانہٗ تعالیٰ نے فرمائی کہ ہزاروں مشرکین اور مرتدین کو قتل کیا اور کسریٰ اور قیصر کا ملک درہم وبرہم کر دیا اور سب صحابہ نے خلفائے راشدینؓ کی مدد کی تو معلوم ہوا کہ خلفائے ثلٰثہ مہاجرین فی سبیل اللہ سے ہیں کہ حق تعالےٰ نے وعدہ فرمایا تھا کہ مہاجرین کی مدد کریں گے، وہ وعدہ خلفاء کے حق میں کامل طور پر پورا کیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سب اصحاب دین خدا کے مددگار تھے اور اگر معاذ اللہ وہ منافقین ہوتے تو کوئی ان کی مدد نہ کرتا اور زمین پر کوئی ان کا یار و مددگار نہ ہوتا اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ منکرین قرآن کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خلافت طلب کی اور مہاجرین اور انصار کے گھر گھر گئے تاکہ ان کے لئے عذر باقی نہ رہے لیکن کسی نے حضرت علیؓ کی مدد نہ کی کسی کو آپ کی حمایت کا خیال نہ ہوا، تو ان لوگوں کا یہ قول سراسر غلط ہے اور صریح کفر ہے اور صراحتاً اس آیت سے انکار ہے اس واسطے کہ حق تعالےٰ نے اس آیت میں وعدہ فرمایا کہ مہاجرین کی مدد کریں گے اور اس میں شک نہیں کہ حضرت علیؓ رئیس مہاجرین اولین سے تھے اور محال ہے کہ کسی نے آنجناب کی مدد نہ کی ہو۔

Marfat.com

تو ثابت ہوا کہ جو لوگ یہ بات حضرت علی کی شان میں کہتے ہیں وہ آنجناب کے دشمن ہیں کہ منافقین کے بارے میں جو آیت ہے وہ آنجناب کی شان میں ثابت کرتے ہیں چنانچہ حق تعالےٰ نے منافقین کے بارے میں فرمایا ہے وَمَا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ یعنی زمین پر منافقین کا کوئی یار و مددگار نہیں اور ثابت ہوا کہ حضرت علی رضؓ کے دوست اہل سنت ہیں کہ آنجناب کی طرف نفاق کی نسبت نہیں کرتے بلکہ کہتے ہیں کہ آنجناب اگرچہ طلب خلافت کے لئے اٹھتے اور اس کے لئے ارادہ فرماتے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سے اپنے حق میں اس بارے میں کچھ سنتے ہوتے تو ضرور آنجناب کا ارادہ پورا ہو جاتا اور آنجناب کا تصرف نافذ ہوتا اور سب آنجناب کی مدد کے لئے مصروف ہو جاتے چنانچہ مہاجرین کے حق میں ایسا ہی وارد ہے تو معلوم ہوا کہ آنجناب نے جانا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت برحق ہے اور ہمیشہ آنجناب حضرت ابوبکرؓ کے ناصر و مددگار رہے وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى نَعْمَائِهٖ پھر اب جاننا چاہیئے کہ حق تعالیٰ... منافقین کی فضیحت میں کیا فرماتا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَا إِلَّا قَلِيْلًا مَّلْعُوْنِيْنَ.....

ترجمہ! البتہ اگر باز نہ آویں منافقین اپنے نفاق سے اور اگر باز نہ آویں وہ لوگ کہ ان کے دل میں مرض ہے مثلاً ضعف ایمانی ہے یا ایسا ہی اور کوئی امر ہے اور اگر باز نہ آویں وہ لوگ کہ مدینہ منورہ میں فتنہ انگیز

Marfat.com

مشتہر کرتے ہیں تو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم ضرور آپ کو ان تینوں گروہ پر مسلط کر دیں گے اور پھر تھوڑے دن کے بعد یہ لوگ آپ کے نزدیک نہ رہ سکیں گے اور ذلیل ہو کر شہر مدینہ سے نکل جاویں گے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اَیْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا۔ ترجمہ منافقین جہاں ملیں چاہیئے کہ گرفتار کئے جاویں اور قتل کر دیئے جاویں تو اس آیت سے ثابت ہوا کہ جن لوگوں نے نفاق سے توبہ نہ کی ان میں سے کوئی مدینہ منورہ میں باقی نہ رہا اور وہ سب خراب ہو گئے اور ہلاک ہو گئے اور قتل کئے گئے تو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جس قدر صحابہ مدینہ منورہ میں باقی رہ گئے تھے وہ سب حضرات مددگاران دین تھے اور حق پرست اور مخلصین تھے تو جس امر پر ان حضرات کا اجماع اور اتفاق ہوا وہ عین حق و ہدایت ہے ظلم و ضلالت نہیں، تو منافقین کے عیوب معلوم ہوئے اب مہاجرین کا وصف بیان کرتا ہوں فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً ترجمہ جن لوگوں نے خداوند تعالےٰ کی راہ میں ہجرت کی اس کے بعد کہ کفار کی طرف سے ان لوگوں پر ظلم ہوا تو ضرور ان لوگوں کو ہم اچھے شہر میں یعنی مدینہ منورہ میں جگہ دیں گے اور فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ترجمہ اور البتہ آخرت کا ثواب زیادہ بہتر ہے یعنی مہاجرین کے لئے آخرت میں بہت زیادہ ثواب ہے تو اگر کسی کا قرآن شریف پر ایمان ہو دے تو صرف ایک آیت کافی ہے کہ

Marfat.com

اس سے تمام وسوسۂ شیطانی اس کا دفع ہو جاوے اس واسطے کہ
حق تعالیٰ نے اس آیت میں مہاجرین فی سبیل اللہ کے حق میں دو وعدے
فرمائے ایک دنیا میں دوسرا آخرت میں اور بلا شک دنیا کا وعدہ پورا
ہوا اور سب مہاجرین نے مدینہ منورہ میں قیام کیا خصوصًا خلفائے ثلٰثہ
کہ وہ اپنی زندگی میں وہاں رہے اور بعد وفات کے ان حضرات کی وہاں
قبر مبارک ہوئی۔ شیخین رضؓ جناب رسالت پناہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ
واصحابہ وسلم کے مرقد منور سے مل گئے اور حضرت عثمان بقیع میں رونق افروز
ہوئے اور اگر معاذ اللہ منافق ہوتے تو آیت مذکور میں جیسا منافقین کے
بارے میں ذکر ہے حق تعالےٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اُن
حضرات پر غالب کرتا اور یہ حضرات بھی مدینہ منورہ میں نہ رہتے اور معاذ
اللہ جو منافقین کا حال ہوا کہ گرفتار ہوئے اور ذلت و رسوائی کے ساتھ
قتل کئے گئے وہی حال ان حضرات کا بھی ہوا ہوتا اور کوئی ان حضرات
کی بات نہ سنتا امامت اور خلافت کیونکر ہوتی تو شمس لنصف النہار
کے مانند واضح ولائح ہوا کہ یہ حضرات مہاجرین فی سبیل اللہ سے ہیں
اور قطعی بہشتی ہیں اور ان حضرات کا اجر و ثواب آخرت میں بہت زیادہ
ہوگا اور ایسا ہی دیگر صحابہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی
وفات کے بعد مدینہ منورہ میں باقی رہے گئے سب مدگاران دین خدا
تھے اور کامل الایمان تھے آیت قرانی سے ثابت ہے کہ نفاق ان کے گروہ
نہ تھا تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد جس امر پر ان صحابہ

Marfat.com

کا اجماع اور اتفاق ہوا وہ عین ہدایت و دیانت ہے اور مسلمان کا کام
نہیں کہ ان صحابہؓ کی فضیلت کہ قرآن شریف سے صراحتہً ثابت ہے اور پھر
ان حضرات پر اعتراض کیا جاوے۔ اور اب بھی اگر پھر شیطان آوے اور
وسوسہ ڈالا دے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ان صحابہؓ کا اقتدار
اور غلبہ ہوا تو شاید اس وجہ سے ان حضرات سے کوئی امر خلاف شرع
ظہور میں آیا ہو کہ اس وجہ سے شیعہ شبہ میں پڑے ہیں تو اس کے جواب میں
کہا چاہیئے کہ تو جھوٹ کہتا ہے بلکہ ان حضرات نے اپنے ایام خلافت میں
جو کچھ کیا ہے وہ سب اس غرض سے ہوا ہے کہ احکام شرعی جاری ہوں
اور امر معروف اور نہی عن المنکر عمل میں آوے تعصب اور فساد مقصود
نہ تھا چنانچہ حق تعالےٰ اس آیت میں مہاجرین کا وصف ارشاد فرماتا ہے
اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ
وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؛ ترجمہ یعنی صفت
مہاجرین کی یہ ہے کہ اگر ہم ان کو زمین پر طاقت دیتے ہیں تو نماز کو
قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور دوسروں کو احکام شرعی کا حکم دیتے
ہیں اور امور خلاف شرع سے منع فرماتے ہیں تو محال ہے کہ جب مہاجرین
کا غلبہ ہوا تو ان سے ظلم و فساد ظہور میں آیا ہو تو ان حضرات کی طرف ظلم
کی نسبت کرنا اس آیت سے انکار کرنا ہے نعوذ باللہ من ذالک پھر اگر
کوئی وسوسہ ڈالا دے کہ قرآن شریف میں وارد ہوا ہے یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ

Marfat.com

وَيُجْتُوْنَهٗٓ اَذِلَّةً عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةً عَلَى الْكَافِرِيْنَ ترجمہ
اے وہ لوگ کہ ایمان لے آئے ہو جو پھر جاوے اور مرتد ہو جاوے
تم لوگوں سے اپنے دین سے تو قریب ہے کہ لے آوے یعنی قائم کرے
اللہ تعالےٰ مرتدین کے قتال کے لئے ایک ایسی قوم کو کہ محبت رکھتا ہے
اللہ تعالےٰ اس قوم سے اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت رکھتے
ہیں مسلمانوں پر مہربان ہیں اور کافروں پر غالب ہیں قولہ تعالےٰ ...
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ترجمہ کہ وہ لوگ جہاد
کریں گے اللہ تعالےٰ کی راہ میں ان قوم مرتدین کے ساتھ اور نہ ڈریں گے
کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے اور اگر معترض کہے کہ اس آیت
کا معنی کیا ہے تو اس کے جواب میں کہنا چاہیئے کہ اس آیت میں حضرت
ابوبکر رض اور دیگر صحابہ رض کے کمال مناقب مذکور ہیں کہ ان حضرات نے
حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں سیلمہ کذاب کو مار ڈالا اور دوسرے
لوگ عرب کے کہ ان کی تفصیل میں طول ہے مرتد ہوئے تھے اور زکوٰۃ
دینے سے انکار کیا تھا تو ان صحابہ رض نے ان کے ساتھ جہاد کیا اور ان
لوگوں کو تہ تیغ کیا اور اکثر ان میں سے پھر اسلام لے آئے اور صحابہ رض
کی شان میں ارتداد کی تہمت ہونا اس آیت سے اس طرح بخوبی باطل ہوئی
کہ اس سے بڑھ کر ثبوت متصور نہیں اس واسطے کہ معاذ اللہ اگر کوئی
صحابی مرتد ہوئے ہوتے تو دوسرے کامل مومنین ان کے ساتھ جہاد کرتے
ان کو قتل کرتے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ کامل مومنین سے کسی نے

Marfat.com

خلفائے ثلثہ رضہ کے ساتھ لڑائی نہیں کی بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ
اور حضرت ابوذر رضہ نے کامل مومنین تھے خلفائے ثلثہ کی متابعت کرلی اور
ان کے ساتھ موافقت اختیار کی تو معلوم ہوا کہ خلفائے ثلثہ کامل مومن ہیں
اور جنتی ہیں اور مہاجرین فی سبیل اللہ ہیں کہ ان کے وصف میں بے شمار
آیات وارد ہیں چنانچہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا یعنی مہیا فرمائی ہیں اللہ تعالیٰ
نے ان لوگوں کے لئے بہشتیں کہ جاری ہیں ان میں نہریں وہ لوگ اس
میں ہمیشہ رہیں گے یہ صفت مہاجرین کی ہے اور ظاہر ہوا کہ سب
مہاجرین اور انصار عین حق اور کمال ایمان اور ہدایت پر تھے اور اُن کا
اجماع اور اتفاق اللہ تعالےٰ کی مرضی کے موافق ہوا تو جائز نہیں کہ کوئی
اُن حضرات کی شان میں طعن و تشنیع کرے بلکہ چاہیئے کہ مسلمان وظیفہ کرلیویں
کہ روز و شب ان حضرات کے حق میں ترقی درجات کے لئے دعا کرتے
رہیں اور جو ان حضرات کی شان میں طعن و تشنیع کرے اور دعائے خیر نہ کرے
اور اُن حضرات کے ساتھ کینہ رکھے وہ کافر ہے اور اہل اسلام سے خارج
ہے چنانچہ حق تعالےٰ نے قرآن شریف میں مسلمانوں کی تین قسمیں فرمائی ہیں
اور پہلی قسم اس آیت میں مذکور ہے لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا
مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّ
يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ..... یعنی غنیمت کا مال فقراء کے
لئے ہے کہ ان لوگوں نے ہجرت کی ہے اور ان لوگوں کے لئے ہے کہ وہ اپنے

Marfat.com

گھر اور مال سے نکالدیئے گئے ہیں اور ان لوگوں کی حالت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رضا مندی چاہتے تھے اور اللہ و رسول کے دین کی مدد کرتے تھے اور ان کی ہجرت خالصتاً للہ اور اس کے رسول کے لئے ہوئی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ اور ان کی ہجرت اللہ کے دین کی مدد کے لئے ہوئی کوئی دنیاوی غرض نہ تھی اور ان کی شان میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا اُولٰئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۔ یعنی یہ لوگ اپنے قول و فعل میں سچے ہیں اور دوسری قسم مومنین کی اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمائی وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِھِمْ — یعنی اور مال غنیمت ان لوگوں کے واسطے ہے کہ مہاجرین کے قبل ان لوگوں نے ہجرت اور ایمان کی جگہ میں سکونت اختیار کی اور ان کی شان میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا یُحِبُّوْنَ مَنْ ھَاجَرَ اِلَیْھِمْ۔ یعنی وہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ محبت رکھتے ہیں کہ وہ لوگ ان کے یہاں ہجرت کر کے آئے ہیں یعنی مہاجرین کے ساتھ محبت رکھتے ہیں قولہ تعالےٰ وَلَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِھِمْ حَاجَۃً مِّمَّآ اُوْتُوْا... یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان لوگوں کو جو کچھ عطا فرماتے ہیں اس میں انصار حسد نہیں کرتے بلکہ اس پر راضی ہو جاتے ہیں اور اس کو منظور کر لیتے ہیں قولہ تعالیٰ وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ وَلَوْ کَانَ بِھِمْ خَصَاصَۃٌ یعنی اور انصار مقدم سمجھتے ہیں مہاجرین کو اپنے اوپر اگرچہ وہ خود بھی حاجت مند ہوں اگرچہ انصار کو خود بھی اپنے لئے مال

Marfat.com

ضرورت رہتی ہے لیکن وہ لوگ ایسے عالی ہمت ہیں کہ اپنی ضرورت کا کچھ خیال نہیں کرتے بلکہ مہاجرین کی حاجت روائی کرتے ہیں اور اپنا مال ان کو دیتے ہیں قولہ تعالیٰ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ترجمہ اور جو شخص اپنے نفس کے بخل سے محفوظ ہے اس کے لئے فلاح ہے تو اے عزیز حق تعالےٰ نے اس آیت میں انصار کی تعریف کی ہے کہ مہاجرین کے ساتھ وہ لوگ محبت رکھتے ہیں اور ان حضرات کی خدمت کرتے ہیں اور فرمایا کہ اس کے صلہ میں ان کے لئے فلاح ہے تو جس کو منظور ہووے کہ نجات کی راہ پاوے اور اس کے لئے ہووے فلاح تو چاہیئے کہ جس طرح انصار نے اپنا شیوہ کر لیا تھا کہ مہاجرین کے ساتھ محبّت رکھتے تھے اسی طرح وہ شخص بھی اپنا شیوہ کرے کہ مہاجرین کے ساتھ محبت رکھے اور عداوت نہ رکھے اور اُن حضرات کی شان عالی میں طعن و تشنیع نہ کرے اور شب و روز ان کی ترقی درجات کے لئے دعا کرتا رہے تاکہ وہ مومنین کی تیسری قسم کے زمرہ میں داخل ہووے اور قیامت میں اس کا حشر ان مومنین کے ساتھ ہووے اور اللہ تعالےٰ نے تیسری قسم کے مومنین کو اس میں ارشاد فرمایا ہے۔ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ ترجمہ یعنی اور مال غنیمت ان لوگوں کے واسطے ہے کہ مہاجرین اور انصار کے بعد آئے اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ اے پروردگار تو بخش دے ہم کو اور ہمارے بھائیوں کو کہ ہمارے پہلے ایمان سے

Marfat.com

مشرف ہوئے قولہ تعالیٰ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا ترجمہ اور ہمارے دل میں ان کی طرف سے کینہ اور عداوت نہ ڈالنا کہ وہ لوگ ایمان لائے ہیں یعنی یہ لوگ انصار اور مہاجرین اور دیگر صحابہؓ کے حق میں دعائے خیر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ ہمارا دل ان حضرات کے کینہ سے پاک فرماوے قولہ تعالیٰ رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ترجمہ اے ہمارے پروردگار تحقیق کہ تو مہربان رحمت کرنے والا ہے یعنی ہماری دعا قبول فرما۔ تو ان آیات سے ثابت ہوا کہ صحابہؓ کے حق میں دعائے خیر کرنا چاہیئے اور کینہ نہ رکھنا چاہیئے اور ان حضرات کی شان میں زبان درازی نہ کرنا چاہیئے تا اہل اسلام کے زمرہ میں حشر ہووے ورنہ جو شخص ان حضرات سے کینہ رکھے گا اور ان حضرات کے حق میں دعا خیر نہ کرے گا وہ اہل اسلام کی تینوں قسموں سے خارج ہو جائے گا نعوذ باللہ من ذالک اہل سنت وجماعت کے مذہب کی یہی بنا ہے اور الحمد للہ کہ یہ بنا نہایت مستحکم اور مضبوط ہے کہ اگر تمام جن وانس چاہیں کہ اس بنا کو کھودیں اور جنبش دیویں تو ممکن نہیں کہ اس کو ضرر پہنچا سکیں اس واسطے کہ اس بنا کو اس وقت جنبش ہو سکتی ہے کہ اہل سنت نے مہاجرین اور انصار وغیرہ صحابہؓ کا ایمان اور ان کی فضیلت ثابت کی ہے اور اس بارے میں صریح آیات بینات اور نصوص محکم پیش کی ہیں اور شیاطین کا وسوسہ اس طرح دفع کر دیا ہے کہ نیست ونابود ہو گیا اور اس کا کچھ بھی اثر باقی نہ رہا تو چاہیئے کہ اگر مخالفین اپنے دعوے میں صادق ہیں تو وہ بھی ثابت کریں

Marfat.com

کہ صراحتہً کن آیات محکمات سے بلا تاویل سب مہاجرین اور انصار کا نفاق ثابت ہوتا ہے تو اس وقت بحث و گفتگوئے کتابی اور سوال و جواب علمی کی طرف متوجہ ہوویں ورنہ عبث ہے کہ زبان درازی کریں اور آیات و نصوص سے انکار کریں کہ اپنے لئے دوزخ کی آگ خرید کریں اور مسلمانوں کی تیسری قسم سے بھی خارج ہو جاویں اور ظاہر ہے کہ قرآن شریف کی کسی ایک آیت سے بھی مہاجرین اور انصار کا کفر و نفاق ثابت نہیں اور یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ اس واسطے کہ حق تعالیٰ نے اکثر مقام میں ان حضرات کی مدح فرمائی ہے اور ان کے مناقب ذکر فرمائے ہیں ان کا ایمان اور تقویٰ اور جہاد اور نماز وغیرہ اعمال صالحہ بیان فرمائے ہیں قولہ تعالیٰ وَكُلًّا وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى یعنی ہر ایک کے حق میں اللہ تبارک و تعالےٰ نے بہتر وعدہ فرمایا ہے اور ان حضرات کی شان میں خلود جنت ثابت ہونا ارشاد فرمایا ہے اور ان حضرات کو نعمت دائمی کی بشارت دی ہے پھر ان حضرات کا کفر و نفاق کسطرح ثابت ہو سکتا ہے نعوذ باللہ من ذٰلک تو ظاہر ہوا کہ مذہب منافقین کی بنا آیات قرآنی پر نہیں بلکہ صرف واہیات قصہ ہائے تواریخ اور امور موہومہ پر ہے اور قرآن شریف سے وہ سب واہیات قصہ باطل ہو جاتا ہے اور ان کا باطل وہم و خیال نیست و نابود ہو جاتا ہے تو معلوم ہوا کہ ان کا مذہب اہلبیت کے مذہب کے موافق نہیں اس واسطے کہ اہلبیت کا مذہب قرآن شریف کے خلاف ہرگز نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اہل بیت کا جو مذہب تھا وہی مذہب اہلسنت

Marfat.com

کلمہ ہے کہ قرآن شریف کے موافق ہے اور اگر اب بھی تمہارا کچھ وسوسہ باقی رہ جاوے تو معلوم کرنا چاہیئے کہ امام زین العابدین بن امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہما ۔ صحیفہ کاملہ میں کہ شیعہ کے نزدیک معتبر ہے ۔ اور اس پر ان کا عمل ہے کیا فرماتے ہیں ۔ عَنْ زَیْنِ الْعَابِدِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَللّٰھُمَّ اَتْبَاعُ الرُّسُلِ وَمُصَدِّقُوْھُمْ مِنْ اَھْلِ الْاَرْضِ بِالْغَیْبِ عِنْدَ مُعَارَضَۃِ الْمُعَانِدِیْنَ لَھُمْ بِالتَّکْذِیْبِ مَالِاشْتِیَاقِ اِلَی الْمُرْسَلِیْنَ کَمَا فَضَّلْتَھُمْ بِحَقَائِقِ الْاِیْمَانِ فِیْ کُلِّ دَھْرٍ وَّزَمَانٍ اَرْسَلْتَ فِیْہِ رَسُوْلًا وَاَقَمْتَ لِاَھْلِہٖ دَلِیْلًا مِنْ لَّدُنْ اٰدَمَ اِلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اَئِمَّۃِ الْھُدٰی وَقُدْوَۃِ اَھْلِ التُّقٰی عَلٰی جَمِیْعِھِمُ السَّلَامُ فَاذْکُرْھُمْ مِنْکَ بِمَغْفِرَۃٍ وَّرِضْوَانٍ اس عبارت کا مضمون یہ ہے کہ اے خدا اصحاب سب پیغمبروں کے کہ کفار کی تکذیب کے وقت ان لوگوں نے انبیاء کی تصدیق کی اور انبیاء پر ایمان لے آئے اُن لوگوں کو تو مغفرت اور رضا مندی کے ساتھ یاد فرما اور اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت باقی سب پیغمبروں کے اصحاب پر ہے اور جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم سردار انبیاء ہیں اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب اصحاب باقی سب پیغمبروں کے اصحاب کے سردار ہیں تو اس واسطے ان کے حق میں جناب امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے خاص طور پر یہ دعا فرمائی ہے کہ

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ وَاَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ خَاصَّۃً یعنی اے خدا علی الخصوص اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و وآلہ واصحابہ وسلم پر نہایت نوازش فرما اور ان لوگوں کو مغفرت اور خوشی کے ساتھ یاد فرما۔ پھر اس کے بعد صحابہ کی مدح بیان فرمائی ہے وَالَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الصُّحْبَۃَ یعنی اور وہ صحابہ رض کہ ان حضرات نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اچھی صحبت رکھی اور حق صحبت بجالائے پھر یہ ارشاد فرمایا وَالَّذِیْنَ اَبْلَوُا الْبَلَاءَ الْحَسَنَ فِیْ نَصْرِہٖ ... یعنی اور وہ لوگ کہ ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد میں اپنا جان و مال بہتر طور پر صرف کیا قَوْلُہٗ وَکَنَفُوْہُ ۔ یعنی اور آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے درمیان میں لے لیا اور دشمنوں کے شر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محافظت کی قَوْلُہٗ اَسْرَعُوْا اِلٰی وَفَادَتِہٖ وَسَابَقُوْا اِلٰی دَعْوَتِہٖ ترجمہ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے میں جلدی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت اسلام کو جلد قبول کیا قَوْلُہٗ وَاسْتَجَابُوْا لَہٗ حَیْثُ اَسْمَعَھُمْ حُجَّۃَ رِسَالَتِہٖ ترجمہ اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رسالت کی حجت فرمائی تو ان لوگوں نے قبول کرلیا اور رسالت کی حجت سے مراد قرآن شریف ہے وَفَارَقَ الْاَزْوَاجَ وَالْاَوْلَادَ فِیْ اِظْھَارِ کَلِمَتِہٖ ترجمہ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ اور دین ظاہر کرنے میں اپنی عورتوں اور لڑکیوں کو

Marfat.com

چھوڑ دیا یعنی خدا کے واسطے اظہار اسلام کے لئے ہجرت کی، کوئی دنیاوی غرض نہ تھی قَاتَلُوا الْاٰبَاءَ وَالْاَبْنَاءَ فِیْ تَثْبِیْتِ نُبُوَّتِہٖ وَاسْتَصْرَخُوْا بِہٖ اور اس غرض سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت مستحکم ہو جاوے ان لوگوں نے اپنے باپ اور لڑکوں کے ساتھ جنگ وجدال کی یعنی اس وجہ سے کہ ان کے باپ اور لڑکوں کو اسلام سے انکار تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد اور خدمت کے سبب سے وہ لوگ کفار پر غالب آئے تو جس کو دین وعقل سے واسطہ ہوگا اس پر مخفی نہ رہے گا کہ یہ سب اوراوصاف جمیع صحابہ کے ہیں کہ مہاجرین اور انصار سے ہوئے اس واسطے کہ ان سب حضرات نے حمایت اور مدد کی ہے اور اپنے باپ اور بھائیوں سے لڑائی کر کے اسلام کو مستحکم کیا ہے اور ہر معرکہ اور غزوہ میں حاضر تھے اور دشمنان دین پر فتح حاصل کی ہے اور ایسا نہیں کہ صرف چند صحابہؓ حضرت جابرؓ اور حضرت ابوذرؓ وغیرہ نے تمام لڑائی فتح کی ہے اور تمام کفار کو قتل کر کے غلبہ حاصل کر لیا ہے چنانچہ غزوہ بدر میں تین ۳۱۳ سو تیرہ صحابی تھے اور جنگ احد میں ہزار صحابی تھے اور حنین میں بارہ ۱۲۰۰۰ ہزار صحابی تھے اور تبوک میں تیس ۳۰ ہزار صحابی تھے اور ایسا ہی اکثر غزوہ میں ہزاروں صحابی رہتے تھے اور سب صحابہؓ مدد اور حمایت میں مصروف رہتے تھے اور سب کو غلبہ حاصل ہوتا تھا تو ثابت ہوا کہ حضرت امام زین العابدین کا مذہب یہ ہے کہ سب صحابہؓ کی مغفرت ہوئی اور وہ سب حضرات بہشتی ہیں اور لائق مدح وثنا

Marfat.com

ہیں اور مخالفین کا مذہب یہ ہے کہ صرف چند حضرات صحابہ ہیں تو ان کے مذہب کی بنیاد جڑ سے کھودی گئی اور ظاہر ہوا کہ اہل بیت کا یہ قول نہیں بلکہ وسوسۂ شیطانی ہے کہ اس سے حق تعالیٰ کی درگاہ میں پناہ مانگنا چاہیئے۔ اور حضرت زین العابدین رضؓ کے یہ اقوال مندرجہ بھی ہیں وَمَنْ کَانُوْا مُنْطَوِیْنَ عَلٰی مَحَبَّتِہٖ یعنی صحابہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں فدا تھے یعنی آنحضرت صلعم کے عاشق تھے قَوْلُہٗ یَرْجُوْنَ تِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ فِیْ مَوَدَّتِہٖ ترجمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں اس تجارت کے امیدوار تھے کہ اس میں نقصان نہیں یعنی سب اصحاب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت آخرت کے لئے اختیار کی تھی اور یہ بلاشک سودمند ہے اس میں خسارہ نہیں قولہٗ وَالَّذِیْنَ ھَجَرَتْھُمُ الْعَشَائِرُ اِذْ تَعَلَّقُوْا بِعُرْوَتِہٖ اور ان لوگوں کو اُن کے قبیلہ کے لوگوں نے چھوڑ دیا جب ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت کا حلقہ پکڑا قولہٗ وَانْتَفَتِ الْقَرَابَاتُ اِذْ سَکَنُوْا فِیْ ظِلِّ قَرَابَتِہٖ۔ ترجمہ اور ان کی قرابت قرابت نیست و نابود ہوگئی جب وہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سایۂ قرابت میں آئے یعنی جب صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کمر باندھی تو تمام کفار عرب اُن حضرات کی عداوت کے لئے اُٹھے اور قرابت کا رشتہ منقطع کیا قولہٗ فَلَا تَنْسَھُمُ اللّٰھُمَّ مَا تَرَکُوْا لَکَ وَفِیْکَ ترجمہ پس فراموش

Marfat.com

مت فرما صحابہؓ کے حق میں اے خدا جو کچھ تیرے لئے اور تیری راہ میں
ان لوگوں نے چھوڑ دیا یعنی ان کی ہجرت اور مدد کرنے کی جزا ان لوگوں
کو عطا فرما قولہٗ وَاَرْضِهِمْ مِنْ رِضْوَانِكَ ترجمہ اور اپنی
خوشی اور رضامندی سے ان لوگوں کو خوش اور راضی فرما ــــ قولہٗ
وَبِمَا حَاشُوا الْخَلْقَ عَلَيْكَ ترجمہ اور ان لوگوں کو اس امر کی جزا
عطا فرما کہ ان لوگوں نے تیرے نزدیک خلق کو جمع کیا ــــ قولہٗ
وَكَانُوْا مَعَ رَسُوْلِكَ دُعَاةً لَكَ وَاِلَيْكَ ترجمہ اور وہ لوگ
تیرے رسول کے ہمراہ تھے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ وآلہٖ واصحابہ وسلم
لوگوں کو تیری اطاعت کی طرف بلاتے تھے تیری رضامندی کے لئے
یعنی وہ لوگ جس طرح خود آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم
کی صحبت میں کامل الایمان ہوئے تھے اسی طرح خالصتاً لِلہ تعالےٰ
دوسروں کو بھی خدا کی طرف بلاتے تھے اور اکثر لوگوں کو دین اسلام
پر جمع کیا یعنی ہزاروں مرد و عورت ان حضرات کی کوشش سے مشرف
بالاسلام ہوئے تو جو راہِ قرآن اور اہل بیت کا طالب ہووے تو چاہیئے
کہ اس بارے میں غور کرے اور فی الفور وسوسۂ شیطانی سے توبہ کرے
تو انشاء اللہ تعالےٰ وہ قرآن شریف کی راہ پاوے گا اس واسطے کہ
لوگوں کو دین اسلام پر سب صحابہ نے جمع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ و
وآلہٖ وسلم کی حیات میں بھی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
کی وفات کے بعد بھی۔ نہ یہ کہ صرف حضرت ابوذرؓ اور حضرت عمارؓ

Marfat.com

اور چند دیگر صحابہؓ نے تمام ملک سے کفر مٹا دیا اور سب خلق کو ہدایت کی کوئی احمق بھی ایسی بات نہ کہے گا نہ کہ وہ شخص کہ اس کو علم قرآن کا دعویٰ ہو۔ قولہ وَاشْكُرْهُمْ عَلٰى هِجْرَتِكَ فِيْكَ دِيَارَ قَوْمِهِمْ ترجمہ اور ان لوگوں کو اس امر کی جزا عطا فرما کہ ان لوگوں نے تیری راہ میں اپنی قوم کے شہروں سے ہجرت کی قولہ وَخُرُوْجِهِمْ مِنْ سَعَةِ الْمَعَاشِ اِلٰى ضِيْقِهٖ ترجمہ اور ان لوگوں کو اس کی جزا عطا فرما کہ ان لوگوں نے فراخی معاش سے تنگی معاش کی طرف ہجرت کی یعنی ہجرت کے سبب سے اپنے مکانات اور اپنی معاش کی جگہ سے جدا ہوئے اور اجنبی جگہ اختیار کی اور تنگی معاش میں مبتلا ہوئے قولہٗ وَمَنْ عَلٰى مَنْ كَثَّرْتَ فِيْ اِعْوَانِهٖ دِيْنَكَ مِنْ مَظْلُوْمِيْهِمْ ترجمہ اور احسان فرما ان لوگوں پر کہ زیادہ کیا تو نے ان لوگوں سے اپنے فرماں برداروں کو کہ ان لوگوں سے تیرا دین غالب ہوا اور وہ لوگ مظلوم صحابہ تھے یعنی مہاجرین پہلے مظلوم تھے۔ تو جب ہجرت کی اور فتح حاصل ہوئی تو دین ان لوگوں کے سبب سے غالب ہوا اور بہت لوگ مسلمان ہوئے قولہ اَللّٰهُمَّ وَاَوْصِلْ اِلَى التَّابِعِيْنَ لَهُمْ بِاِحْسَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ خَيْرَ جَزَائِكَ ترجمہ اے خدا اور عطا فرما بہتر جزا ان لوگوں کو کہ ان لوگوں نے صحابہ کی بخوبی تابعداری کی اور ان کی راہ اختیار کی اور وہ تابعین کہتے ہیں کہ اے خدا تو بخش دے ہم کو اور

Marfat.com

ہمارے بھائیوں کو کہ ان لوگوں نے ایمان لے آنے میں ہم پر سبقت کی یعنی صحابہ کے حق میں دعائے خیر کرتے ہیں ۔ یہ کلام امام رضی اللہ عنہ کا ہی اس میں یہ اشارہ ہے کہ تیسری قسم کے مسلمان وہ لوگ ہیں کہ صحابہ کے حق میں دعائے خیر کرتے ہیں ۔ تو ثابت ہوا کہ قرآن شریف اور مذہب اہل بیت کے موافق ثابت ہے کہ اہل سنت و جماعت صحابہ رض کے فرماں بردار ہیں کہ ان حضرات کے حق میں دعائے خیر کرتے ہیں اور ان حضرات میں سے کسی صاحب کے ساتھ کینہ نہیں رکھتے اور حضرت سجاد رضی اللہ عنہ کی دُعا ان حضرات کی مغفرت کے لئے ہے تو ان حضرات کی مغفرت ہو گئی اور یہ حضرات فرقۂ باخبر ہیں اور ان حضرات کے مخالفین فرقہ باخبر نہیں اب جاننا چاہیئے کہ امام رضی اللہ عنہ تابعین کی مدح میں کیا فرماتے ہیں ، تو امام علیہ السلام کے اقوال مندرجہ پر لحاظ کرنا چاہیئے قولہٗ ۔ اَلَّذِیْنَ قَصَدُوْا جُہَّتَہُمْ تَحَرَّوْا اِتِّجْہَتَہُمْ یعنی اور لوگوں نے صحابہ رض کی طرف قصد کیا اور ان کی راہ اختیار کی قولہ وَلَمْ یُشْبِہُمْ رَیْبٌ فِیْ بَصِیْرَتِہِمْ ۔ یعنی باز نہ رکھا ان تابعین کو شک نے یعنی ان لوگوں نے اس میں کچھ شک نہ کیا کہ صحابہ رض ہدایت پر ہیں اور صاحب بصیرت ہیں قولہٗ وَلَمْ یَخْتَلِجْہُمْ شَکٌّ فِیْ تَقَفُّوْا اٰثَارِہِمْ ترجمہ اور صحابہ رض کی پیروی کرنے میں ان لوگوں کے دل میں کچھ خطرہ نہ گذرا یعنی ان لوگوں نے صحابہ رض کو برحق جانا اور ان حضرات کی متابعت کی اور ان لوگوں کو اس میں کچھ شک نہ ہوا کہ صحابہ رض برحق ہیں قولہٗ وَالْاِئْتِمَامِ بِہِدَایَۃِ مَنَارِہِمْ

Marfat.com

ترجمہ یعنی اور ان لوگوں نے اس میں کچھ شک نہ کیا کہ صحابہؓ کی راہ اختیار کریں یعنی صحابہؓ کو برحق سمجھا اور ان کی اقتدا کی قولہ، مُکَافِئِیْنَ وَ مُوَازِرِیْنَ لَھُمْ وہ تابعین صحابہؓ کی اعانت اور حمایت کرتے ہیں یعنی اگر کوئی ملحد یا گمراہ صحابہؓ کی شان میں طعن کرتا تھا تو وہ تابعین اس طعن کو دفع کر دیتے تھے تو مخالفین جو صحابہ کی شان میں طعن کرتے ہیں وہ سب شیطانی وسوسہ ہے اس کلام سے باطل ہو جاتا ہے اور مسلمان کا کام نہیں کہ صحابہؓ کی شان میں طعن کرے بلکہ اہل اسلام کا شیوہ یہ ہے کہ اس طعن کا جواب دیوے اور اس کو رد کرے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ وصف صرف اہل سنت میں ہے اور کسی دوسرے فرقہ میں نہیں بلکہ روافض اپنے گمان فاسد کے موافق ہزاروں طعن صحابہؓ کی شان میں کرتے ہیں اور یہی حال خوارج کا بھی ہے خذلھم اللہ تعالیٰ تو معلوم ہوا کہ فرقہ ناجیہ اہل سنت ہیں اہلسنت کے مخالفین فرقہ ناجیہ نہیں اور یہی ثابت کرنا مقصود تھا قولہ، یَدِیْنُوْنَ بِدِیْنِھِمْ ترجمہ وہ تابعین صحابہ کے دین پر اعتقاد رکھتے ہیں وَیَھْتَدُوْنَ بِھَدْیِھِمْ ترجمہ اور صحابہؓ کی راہ پر چلتے ہیں قولہ، یَتَّفِقُوْنَ عَلَیْھِمْ اور صحابہؓ پر ان لوگوں کا اتفاق ہے یعنی صحابہ کی حمایت اور نصرت کرنے میں وہ لوگ متفق ہیں اور بے دین شیطان کی مانند صحابہ کی شان میں شبہ ڈالتا ہے اس کا جواب دیتے ہیں اور اس کو دفع کرتے ہیں قولہ، وَلَا یَتَّھِمُوْنَ ھُمْ فِیْمَا اَدَّوْا اِلَیْھِمْ ترجمہ اور صحابہؓ

Marfat.com

پر تہمت نہیں لگاتے اس میں کہ صحابہؓ نے دین کے احکام پہنچائے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث بیان کیں یعنی صحابہ کو سچا جانتے ہیں ان سب روایات کو قبول کرتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں تو ثابت ہوا کہ اہل سنت کی کتابوں کی سب احادیث معتبر ہیں اور قابل قبول ہیں اس واسطے کہ وہ سب احادیث اہل بیت اور صحابہؓ سے مروی ہیں اور حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے مذہب کے موافق ہیں۔ اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ شیعہ اور خوارج روایات صحابہؓ سے مروی نہیں اور امام زین العابدین رض کے نزدیک وہ سب کذب اور افترا ہے اور شیعہ جو اپنے بعضے روایات کی نسبت بعضے صحابہؓ یا بعضے اہل بیت کی طرف کرتے ہیں تو جب وہ روایات قرآن شریف اور حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے مذہب کے خلاف ہوں تو جاننا چاہیئے کہ نہ وہ اہل بیت کا قول ہے اور نہ صحابہ کا قول ہے بلکہ کسی مفتری اور کذاب نے ائمہ طاہرین پر افترا کیا ہے تو حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ کی سب کتابیں اور روایات باطل ہیں اور افترا ہے۔ اہل اسلام اور محبان قرآن اور محبان اہل بیت پر فرض عین ہے کہ اس سے کنارہ اختیار کریں اے مومن طالب نجات جو کچھ کلام اللہ اور کلمات حضرت سجاد رض سے مذکور ہوا ہے تو اگر کوئی راہ نجات کا طالب ہووے تو ان کلمات سے صرف ایک کلمہ اس کے لئے کافی ہے اور اگر اس کے نصیب میں سعادت

Marfat.com

ازلی نہیں اور بفحوائے خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ اپنے کفر پر ثابت رہے تو اس نے قرآن شریف سے انکار کیا اور اس وجہ سے اس کے حق میں ثابت ہوا کہ اس نے اپنے لئے دوزخ خرید کیا تو طریقہ اہل اسلام میں بحث کرنے سے اس کو کیا فائدہ ہوگا۔

وَاللّٰہُ الْھَادِیْ وَعَلٰی کَرَمِہٖ اِعْتِمَادِیْ سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّتِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

Marfat.com

مکتوباتِ شاہ عبدالعزیزؒ

و

شاہ رفیع الدین دہلویؒ

(فارسی متن)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بنام عبدالرحمٰن و برادران

فضائل مراتب گرامی قدر اخوند زادہ عبدالرحمٰن معہ برادران سلمہم اللہ تعالےٰ از فقیر عبدالعزیز بعد سلام مسنون اشتیاق مشحون مطالعہ نمایند کہ الحمد للہ علی العافیۃ والمسؤل من جنابہ الکریم ان یعفنا وایاکم رقمہ کریمہ ایشاں رسید و عافیت معلوم شد شکر الٰہی بجا آوردہ شد انشاء اللہ تعالیٰ - رسالہ معہودہ بہ دکان محمد صالح رسانیدہ خواہد شد برادر صاحب بزرگ شاہ محمد صاحب سلمہم اللہ تعالیٰ در بلدہ لکھنؤ چھاؤنی نواب محمد افضل خاں می باشد بخیریت اند اکثر خطوط ایشاں می آیند خاطر جمع دارند دیگر بہمہ وجوہ خیریت است مگر عمل کفار غلبہ آنہا دریں بلاد و انسداد طرق معاش مسلمین خصوصًا زمرہ فقرا و علما بسیار بے مزہ میدارد حق تعالےٰ غلبہ اسلام و انفتاح ابواب جمعیت ظاہر و باطن نصیب فرماید زیادہ بخیر و علیٰ خیر چہ نویسد والسلام -

(۲) فضائل مآباں اخوند زادہ عبدالرحمٰن و دیگر فرزندان حاجی صاحب مرحوم سلمہ اللہ تعالیٰ از فقیر عبدالعزیز بعد سلام مسنون الاسلام مکشوف باد کہ صحیفہ ایشاں رسید مرقوم بود کہ چند مرتبہ خطوط فرستادہ اند و جواب آنہا

Marfat.com

نرسید بایں جانب تا حال خطے نرسیدہ بود والا چہ امکان است مدتحریر
جواب قصور و نہادن میکردیم کہ ہمیں خط بدست ہر کارہ رسید بلکہ ایں
جانب را تفکر و تردد بسیار از طرف آں برادران دینی میماند کہ کجا ہستند و چہ
طوری باشند کسے کہ واقف حال ایشاں باشد تا حال در نخوردہ و دریں خط
ایشاں از تفصیل احوال چیزے مرقوم نبود بنا برآں انتظار خاطر مفوض باقی ماند
فقیر را در حق خود ہا داعی بالخیر تصور نمائند و آنچہ از سوء اعتقاد اغنیا و
نواباں آں دیار نوشتہ بودند فی الواقعہ کہ ہمچنیں شنیدہ میشود حسبنا اللہ
ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم دریں..
ملک کہ غلبہ بھاٹ و مرہٹہ رو داد و صورت اسلام کہ سابق بود اگرچہ خالی
از معنی نبود بر ہم خوردہ انواع ایذا بجمیع مسلمین خصوصًا باہل علم و صلاح از
طرف ایشاں میرسد بنا بر اں قصد مصمم میشود کہ طرفے ہجرت باید کرد و مجمع
اہل اسلام حالا در ملک ہندوستان غیر ازآں مکان بنظرے نیامد لیکن بجہت
شنیدن سوء اعتقاد مردم آنجا یار در ایں مقدمہ توقف مینمایم - و چار و ناچار
تا حال دار الحرب اقامت گزیدہ ایم - اگر نوبت باضطرار رسید بے
اختیار شدہ شاید بہماں طرف بمرسیم و ایں اعتقادات فاسد اغنیا و
آنجا را رفع سازیم لکن الہدایۃ والضلال بید اللہ تعالیٰ فقیر سابق مدد
ایں ہمت رسالہ ہم نوشتہ است انشاء اللہ تعالیٰ نقل آں متعاقب فرستادہ
خواہد شد و برادر صاحب کلاں حضرت شاہ محمد صاحب ہنوز در لکھنو توقف
دارند خطوط ایشاں اکثر مے آید و خیریت ایشاں دریافت میشود بالفعل

Marfat.com

از چند ماه همراه نواب افضل خاں برادر نواب نجیب الدولہ مرحوم مے باشند ونواب افضل خاں خدمت ہم میکنند بخیریت اند خاطر جمع باید داشت وتمام جمیع فرزنداں حاجی صاحب حاجی محمد سعید جید البتہ علمی قلمی باید نمود کہ در اوقات دعا بہ تعیین اسماء یاد کردہ شود اللہ تبارک تعالیٰ ہمہ را توفیق حسنات ومرضیات خود عنایت فرماید واز مکروہات ظاہرہ وباطنہ محفوظ دارد اخون زادہ میاں عبداللہ خود سابق ملاقات کردہ اند واز نام النیساں واقفیت تمام است لیکن دیگر برادراں نہ ملاقات کردہ اند ونہ از نام النیساں واقف ایم البتہ اطلاع باید داد زیادہ بجز دعائے خیر ظاہر و باطن چہ نویسد از طرف میاں رفیع الدین و میاں عبدالقادر ومیاں عبدالغنی ہر سہ برادران فقیر سلام ودعائے خیر مطالعہ نمایند بست وپنجم ربیع الثانی۔

(۳) فضیلت مآب گرامی قدر سلمکم اللہ تعالےٰ از فقیر عبدالعزیز بعد سلام محبت التیام مکشوف خاطر عاطر باد کہ رقیمہ کریمہ بعد مدت مدت وصول آورد واحوال مرقومہ بوضوح انجامید شکایت عدم ارسال رقایم ومراسلات کہ بقلم آمدہ بود ظاہراً آں گرامی قدر را احوال فقیر نیست کہ در کدام حالت گرفتار است از مدت چار سال مرض صعب عارض گذشتہ کہ از ہمہ امور معطل ساخت واز یک ونیم سال شدنے است از مدت اصلاً حواس باقی نگذاشتہ خصوصاً دریں ایام کہ گفت وشنید وہم متعذر است واز مدت ابتدا بکسے خط نمے نویسیم ہرگاہ خط کسے می آید وجواب نوشتن واجب

میگردد و ناچار جواب نگاشته آید و آں ہم بدست خود نمے توانم اکثر خطوط
فقیر کہ باشنایاں میروند تفتیش باید کرد کہ دستخطے ایں جانب نمے باشد قبل
ازیں عبارت از زبان خود میگفتم و کسے دیگرے نوشت حالا از چند روز
املا بر غیر ہم نمیتوانم بلکہ مطالعہ خطوط و دیدن آنہا و دریافت مطالب کہ
موافق آنہا جواب نویسانیدیم مشکل شدہ در عجب حالات میگذرد کہ تحریر
آں ممکن نیست تعلق بمشاہدہ دارد کسے کہ دریں حالت فقیر را در نیولا دیدہ
ازو دریافت باید کرد کہ چگونہ میگذرد غرضیکہ حالتے ست کہ نہ حیات
تواں گفت نہ موت و ہر کہ در آں زمان سابق دیدہ بود و الحال ملاقات
نماید ہمیں داند کہ گویا آں شخص نیست دریں حالت معذور است و اطلاق
لفظ پلید و خبیث کہ بریزید کہ در تحفہ اثنا عشریہ واقع شدہ بنا بر
حدیث است کہ فردوس دیلمی و دیگر کتب و صاحب صواعق محرقہ ہم آں
حدیث نقل کردہ بلکہ بروایت حاکم ہم ثابت شدہ ، کہ ، اوّل من
یبدل سُنتی رجل من بنی امیہ یسمی یزید و بروایتی اول من یثلم فی امر امتی"
و ہر کہ تبدیل سنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کند یا سوراخ یعنی
خلل در امر امت جناب انداز و البتہ خبیث و پلید ست در خباثت و پلیدیت
وے جائے شک نیست و تعریفات در باب معاویہ رضی اللہ عنہ ازیں
فقیر واقع نشدہ اگر در نسخہ از تحفہ اثنا عشریہ یافتہ شود الحاق کسے
خواہد بود کہ بنا بر فتنہ انگیزی و کید و مکر کہ بنائے مذہب ایشاں یعنی
گروہ رفضہ از قدیم بر ہمیں امور است ایں کار کردہ باشد چنانچہ

Marfat.com

بسمع فقیر رسیده که الحاق شروع کرده اند اللہ خیر، حافظاً وایں تعریفات
نسخ معتبره البته یافته نخواهد شد و مرد قندهاری من و معمر که شکایت آورده
پس دفع شکایت او آنست که ذلّت وقلّت باعتبار دنیا امر معیوب نیست
در فتوح عراق از مغیره بن شعبه رض منقول ست که گفت نحن العرب کانوا ذلیلین
فاعزهم الله باسلام و دریں زمان اشرف الشرفا که سادات اند دریں ضلع
ملاحظه باید کرد که بچه طور در دست کفار گرفتار و رعیت گری کفار غنیمت می دانند
و ذلیل انرا ما نزد و مسلمان عزتے که بسبب نسب و اتصال آنها در نسب
به پیغمبر ست موجود ست آں عزت سادات به سبب رعیت شدن و در
دست کفار ذلیل ماندن نخواهد رفت افاغنه قندهار را همیں قسم ذلت دنیا
بود و آں هم در وقت سلاطین صفویه بود الحال آں ذلّت هم نمانده پس
جائے شکایت نیست که احوال زمان ماضی گفته شده و ایں هرگز عیب
نیست بلکه مردمان خود بیان می کنند که ما در زمان گذشته چنیں بودیم الحال
الله تعالیٰ مارا ایں عزت داده بلکه ایں بیان از قبیل بیان نعمت الٰهی ست
و اما بنعمة ربک فحدث ایں او را یاد کرده شد باید که مارا عزت بعد از ذلّت
عطا فرمود و اما حدیث صحیح است و در معنی اشکال نیست هرگاه معاویه
رضی الله عنه و اتباع ایشاں از اهل شام وغیره باغی شدند چنانچه همیں ست
مذهب اهل سنت وجماعت هرگز جائے اشکال نماند و معنی یدعونهم
الی الجنة و هم الی النار ای الی الباطل صریح
است که موافق اعتقاد و عمار یحنیں فی الواقع است فئة بطرف حق

Marfat.com

دعوت مے کردند وآں فتنہ الیشاں را بطرف باطل و برادرم شاہ رفیع الدین
از چند روز بست میاں دوآب مسافر شدہ اند اگر الیشاں در آنجاے بودند
ایں ہمہ امور را بہ تحقیق و تفصیل می نوشتند و بسیج ہم گفتہ میفرستادہ ہرگاہ
خواہند آمد و بسیج عرفی بخاطر الیشاں خواہد رسید البتہ نوشتہ خواہد شد و اسناد
دلائل خیرات سر دست حاضر نبود انشاء اللہ تعالےٰ بوقت فرصت تلاش کنانیدہ
فرستادہ خواہد شد و تعویذ سلاح در اخیر چہار شنبہ صفر نوشتہ میشود
انشاء اللہ تعالیٰ ہرگاہ نوشتہ خواہد شد آں ہم مرسول خواہد گشت و تعویذ برائے
ترس و خوف بہ آں گرامی قدر در جواب می رسد۔

در گلو باید انداخت و اخوان زادہ میاں عبد اللہ برادر بزرگ آں گرامی
قدر معلوم نیست کہ کجا ہستند احوال الیشاں و دیگر برادران ہم مفصلاً بقلم بیاورند
الحال ہرگاہ رقیمہ بفرستند احوال الیشاں بہ تفصیل باید نوشت و بہمہ سلام
مسنون رسانند۔

(۴) فضائل مآب حاجی الحرمین اخوان زادہ عبد اللہ و عبد الرحمٰن،
سلمہ اللہ تعالےٰ از فقیر عبد العزیز سلام مسنون الاسلام و دعوات ترقی
دارین مطالعہ نمایند خط مسرت نمط الیشاں مع برادران دریافت گردید عمدالٰہی
ادا کردہ شد و خاطر را جمعیت دست داد فقیر ہمیشہ محبان علی الخصوص برائے
شما کہ یادگار حاجی محمد سعید مرحوم آید داعی و خیر خواہ است از اشتیاق
ملاقات آنچہ قلمی نمودہ بودند چرا نباشد مثل مشہور است مودۃ الاباء
قرابۃ الدنیا محبت حاجی صاحب مرحوم بہ ایں جانب از محبت گذشتہ

Marfat.com

بود البتہ احوال اصول در فروع سرایت دارند در دل ما ہم برائے دیدن
شما می خواہد لیکن اللہ تعالےٰ بخیریت وجمعیت بظہور آرد تا وقوع ایں
معنی از شنیدن اشتغال بدرس تعلیم کہ شما دارند خاطر را مسرورے سازیم
وخواہاں آنیم کہ اللہ تعالےٰ شمارا در باطن وظاہر بر وضع محمود سلف
خود قائم وارد۔ نوشتہ بودند کہ بدست حافظ معین الدین خطے ارسال داشتہ
بودند کہ جواب آں ازیں طرف نرسیدہ بدست حافظ معین الدین انراں
طرف خطے نیامدہ بود لیکن مدت است کہ از جہت دیگر خطے رسیدہ بود و
وجوابش نیز فرستادہ بودیم اغلب کہ رسیدہ باشد واحتمال است
کہ در راہ ضائع شدہ بہر حال مارا در حق خود داعی بالخیر دانند از طرف
برادران دیگر سلام برسد ومضمون ہمیں است بہ برادران خود سلام ودعوات رسانید

بنام منشی محمد رحیم خاں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، منشی صاحب عالی مراتب زبدۂ اہل اخلاص
خلاصہ ارباب اختصاص صانہ اللہ تعالیٰ ونزل علیہ برکاتہ فی الدنیا والآخرہ
از فقیر عبد العزیز بعد سلام مسنون باد دعائے مقرون بر ضمیر صفا پذیر واضح
ولائح باد کہ رقیمہ بہجت ضمیمہ البشاں مع خط میر سید احمد صاحب نفع اللہ
بہ المسلمین بملاحظہ در آمد وسوال نیز در مفصل دریافت شد صاحب من
ہمیں قسم قصہ در وقت حضرت العلائفہ بغیر بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بعضے
یاراں ایشاں را پیش آمدہ بود کہ علو مراتب خود برایشاں مکشوف می شد و

Marfat.com

وعدہ ہائے دور دراز عجیب برایشاں وعدے نمود مردم ہمیں استفسار نمودند
سید الطائفہ فرمودند کہ تِلْكَ خَيَالَاتٌ تُرَبِّي بِهَا اَطْفَالُ الطَّرِيقَةِ
یعنی ایں خیالات بے اصل نیست یعنی از جانب خدا برائے تربیت طفلان
طریقت کہ تابع شخصے می شوند آنہا را دعوت بسوئے خدا می کنند اتفاق شود
مانند آنکہ طفلے را کہ در مکتب بے برند استاد او یا مادر یا پدر او را مواعید
عمدہ مے دہند کہ برائے تو خلعتے ساختہ ایم و شیرینی آمادہ کردہ ایم و فلاں
نعمت بتو خواہیم داد دانند تو بسیار خوش و خرم ہستیم و لوح سیمیں در کنار
تو خواہیم نہاد و علیٰ ہذا القیاس از کبراء اولیاء و سابقین مثل غوث الاعظم قدس
سرہٗ و دیگر بزرگان وعدہ ہائے مغفرت و رحمت تابعان و مریدان و بہ طفیل
ایشاں نظر رحمت بر سائر خلائق منقول شدہ آں ہمہ وعدہ ہائے صادق برآمدہ
و در حدیث مشہور وارد شدہ در حق چہل ابدالان کہ درین امت ہیچ زمانہ
ازاں خالی نمے باشد کہ بِهِمْ يُمْطَرُوْنَ اَهْلُ الْاَرْضِ وَبِهِمْ يُنْصَرُوْنَ وَبِهِمْ
يُرْزَقُوْنَ یعنی مردم زمین را بطفیل ایشاں باراں می بارد و نصرت و رزق
حاصل میشود پس چہ تعجب است کہ میر سید احمدؒ را بعضے ازیں مراتب حاصل
شدہ باشد و بالقائے معاصران ایشاں را اثرے ازاں رسیدہ باشد غرضیکہ
انکار ایں معنی خوب نیست بلکہ انتظار باید کشید کہ حق تعالیٰ آثار ایں مواعید
را بر منصۂ ظہور جلوہ گر ساند پس ایں ہمہ صادق اند زیادہ بجز ترقی دارین
چہ تولید۔

Marfat.com

بنام مولوی نور محمدؐ صاحب

مجمع کمالات ومناقب قیم احکام شریعت مولوی نور محمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

وزادلہ حرصًا علی الحفظ الشرع ونفع الدین فقیر عبدالعزیز بعد از ابلاغ سلام مسنون

ملتمس میدارد کہ رقیمہ کریمہ درباب استفسار از مسئلہ توحید وجودی وتوحید

شہودی وانکار اقاویل وحشت ناک میاں رمضان شاہ وصول عزت شمول نمود

مہربان من حقیقت الامر اکہ صوفیہ علیہ از قدیم اشارات بایں مسئلہ میفرمودند

کہ محل تاویل بود گاہے بحکایت تاویل میتواں کرد وگاہے محمول بر سکر میتواں

داشت چنانچہ آں صاحب خود از چند بزرگ نقل فرمودہ اند لیکن بعد از مرور

طبقہ سلف از صوفیہ وگذشتن پانصد سال از ہجرت نبویہ ایں حضرات دو

فرقہ شدند جمعے کثیر اشارات را بر حقیقت حمل نمودند وقائل شدند بآنکہ وجود

واحد در مراتب وجوب وامکان وقدیم وحادث ومجرد وجسمانی ومومن وکافر

وبخس وطاہر ظاہر ست لیکن ہر مظہر حکم جدا دارد وفرق در احکام مظاہر ضرور است

مومن را حکم نجات است وکافر را حکم بقتل واسر علی ہذا القیاس در جمیع

صفات متضادہ چنانچہ گفتہ اند

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد گر فرق مراتب نکنی زندیقی

وہمیں فرقہ وابستہ است احکام ظاہر شریعت چہ زن منکوحہ حلال است واجنبیہ حرام ومادر

واجب التعظیم است وکافر معاند واجب التحقیر وہر کہ فرق در احکام نکند ومحض وحدۃ وجود را

ملاحظہ نماید خلاف شرع است والحاد وزندقہ است آنچنیں وجود را کہ عین ذات حق است

Marfat.com

نزد ایشاں با وصف ظہور در مظاہر مختلفہ در مرتبۂ احدیت صرف پاک و منزہ از نقائص
و متصف بکمالات بداند و نیز بداند کہ نقصان مراتب کثرت بادعائد نمیشود و چنانچہ
شعاع آفتاب با وجودیکہ بر نجاسات می افتد نجس نمیشود و حقیقت کلیہ انسان
مثلاً با وجودیکہ در مسلمان و کافر صالح و فاسق و عالم و جاہل ظہور کردہ و خود
نقصان نمے پذیرد ہمیں مذہب را اکثر حضرات صوفیہ و علمائے نامدار اختیار
کردہ اند و دریں باب رسائل و کتب نوشتہ اند عمدۂ اینہا از قادریہ شیخ اکبر
محی الدین بن العربی و شیخ صدرالدین قونوی و شیخ عبدالکریم جیلی و شیخ عبدالرزاق
جنجانوی و شیخ امان پانی پتی و از کبرویہ مولانا جلال الدین رومی شمس الدین
تبریزی و از سہروردیہ شیخ فریدالدین عطار و از چشتیہ سید محمد گیسو
دراز و سید جعفر مکی و از نقشبندیہ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار و ملا نورالدین
جامی و ملا عبدالغفور لاری و حضرات خواجہ باقی باللہ کابلی و علی ہذا القیاس
شیخ عبدالرزاق کاشی و شمس الدین فغانری و قیصری و سعیدالدین فرغانی وغیرہ
ایشاں گذشتہ اند و تصانیف اینہمہ بزرگان موجود و مشہور ست چنانچہ بملاحظہ
آں صاحب برآمدہ باشد و جماعہ دیگر اینہمہ اشارات را بر تاویل حکایت یا سکر
حمل نمودہ انکار وحدت وجود کردہ اند و گفتہ اند کہ وحدت وجود در بعضے اوقات
بنظر سالک ملے آید بے آنکہ در حقیقت باشد چنانچہ در روشنی آفتاب ہمہ ستارے
بے نور مے شوند و بنظر نمے آیند حالانکہ در نفس الامر موجود و نور ہم دارند
لیکن در وقت نہار بسبب غلبۂ نور آفتاب نور آں ہا مضمحل میگردد و ہمچنیں
است حال چراغ پیش مشعل پس کسانیکہ بتوحید صرف راہ پیمودہ اند

Marfat.com

توحید ایشاں محض در شہود و در نظر است بے آنکہ در وجود باشد و ہمچنیں است
مذہب شیخ علاؤ الدولہ سمنانی و جماعہ دیگر از قدما و مذہب امام را بانی و اتباع
ایشاں و ایں حضرات ہمہ در اثبات ایں عقیدہ رسائل و مصنفات بسیار پرداختہ
چنانچہ معلوم خاطر شریف خواہد بود پس ما مردم را کہ بعد ازیں اختلاف پیدا شدہ ایم
جزم باحدی الطرفین نمیتوانند شد پس سبیل ما مردم نیست کہ چنانچہ در مذہب اربعہ
حق را دائری انگاریم و میگوئیم مثلاً مذہب حنفی صواب یحتمل الخطا است و مذہب
غیر ایشاں مثل شافعی و مالکی خطا یحتمل الصواب است ہمچنیں دریں دو مذہب توحید
وجودی و توحید شہودی نظیر نیک دلیل یک طرف را رجح شدہ طرف دیگر را
باہم ضلال و گمراہی نباید انگاشت کہ تضلیل و تکفیر جمع کثیر از علماء و مشائخ
کبار لازم مے آید آرے اگر بتقلید یک طرف غلو پیدا کردہ و فرق مراتب
را از نظر انداختہ پائے از جادۂ اعتدال بیروں نہادہ عابد را معبود حادث را
قدیم و ملوث را منزہ و حرام را حلال و نجس را طاہر انگاردانستہ از ملحدان و زندیقان
میگردد حاصل کلام آنکہ اختلافیکہ درمیان سنی و رافضی یا سُنّی و خارجی است
مثل آں نیست کہ موجب تضلیل و تکفیر احد الجانبین باشد بلکہ مانند اختلاف
مذاہب اربعہ است آرے ہر کہ از قائلان توحید وجودی پائے از جادہ اعتدال
بیروں نہد نوبت بالحاد و زندقہ رساند البتہ ضال و گمراہ گردد و ہمچنیں قائلان
ہر کہ از توحید شہودی پائے از جادۂ اعتدال بیروں نہادہ تکفیر و تضلیل جمعے
کثیر از علمائے صوفیہ نمایند البتہ ملعون و ملام شوند ایں ست حال محصل دریں باب
اما حال میاں رمضان صاحب ملاحظہ باید فرمود اگر قید شرع دارند و مردم

Marfat.com

را بنماز روزہ وتلاوت قرآن و ذکر وخوف ورجا وتقویٰ وصلاح دعوت میکنند
پس اڑ الحاد وزندقہ بسیار و دراند و اگر معاذ اللہ قید احکام شریعت نمی نمائند
و مردم را باباحت وزندقہ دعوت میکنند پس البتہ قابل تضلیل و تکفیر اند و
کتب فقہ مینویسند کہ در مسئلہ اگر چند وجوہات باشد کہ موجب کفر اند و یک
وجہ عدم کفر پس بر مفتی لازم ست کہ میلان بر عدم کفر بکند مگر در صورتیکہ قائل
خود تصریح وجہ کفر کردہ باشد در فتاویٰ عالمگیری مرقوم است اذا کان
فی المسئلة وجوہ توجب الکفر ووجہ واحد یمنعہ فعلی المفتی قلا
ینفعہ التاویل حینئذ ثم ان کان نیة القائل الوجہ الذی یمنع التکفیر
فھو مسلم وان کان نیة الوجہ الذی یوجب التکفیر لا ینفعہ فتوی
المفتی انتہی۔

بنام حافظ مصری صاحب

حافظ صاحب مہربان عالی مراتب مجمع حسنات و مناقب حافظ مصری
صاحب سلمہٗ اللہ تعالےٰ از فقیر عبد العزیز بعد از ابلاغ سلام مسنون الاسلام مکشوف
خاطر عاطر باد عنایت نامہ سامی در مقدمۂ منافشہ میاں محمد رمضان صاحب و مولوی
نور محمد صاحب بابت توحید وجودی وانکار آں وصول عزت شمول نمود مہربان
من قائلین توحید وجودی اکثرے از اولیاء اللہ کہ خواص اہل سنت وجماعت اند
گذشتہ اند در ہر طریقہ چنانچہ کہ برائے مولوی نور محمد صاحب سابق ازیں مرقوم
شدہ مشتمل بر اسمائے بعضے از آنہا است پس کسیکہ قائل بتوحید وجودی می باشد
اورا کافر گفتن واز نماز پس پشت او احتراز کردن و مناکحت باو نہ نمودن

Marfat.com

وذبیحہ او نخوردن ہرگز روا نیست بلکہ آنہا را مسلمان واہل سنت باید دانست
ومعاملہ مسلمانان اہل سنت از ابتدا السلام وجواب عطسہ وعیادت مریض وشہود
جنازہ ودعائے مغفرت ورحمت نمودن باید نمود آرے ایں اعتقاد یعنی اعتقاد
توحید وجودی داخل در ضروریات عقائد اسلام نیست اگر کسے اعتقاد آں نکند
وآنرا نداند در اسلام او نقصانے نیست اما باید کہ اولیاء اللہ را کہ قائل
بتوحید وجودی گذشتہ بہ تحقیر واہانت وتکفیر وتضلیل پیش نباید آمد واول
درحق عوام الناس آنست کہ ازیں مسئلہ نفیاً واثباتاً سکوت ورزند و
مشغول بہ بحث وتکرار ایں مسئلہ نشوند کہ عقل ہر کس بہ فہم آں نمیرسد وموجب
فساد عقیدہ میگردد وابیات کتاب بلبل باغ نبی نیز مشتمل برہماں الفاظ است
کہ مانند آں الفاظ در مثنوی مولانا جلال الدین رومی وشیخ فریدالدین عطار و
فخر الدین عراقی ودیگر بزرگان ومانند آں فرمودہ اند اما ایں قسم الفاظ را نقل
در مجلس عوام نباید نمود کہ بسبب کم فہمی در فتنہ زندقہ ولفظ حقیقۃ الحقائق نیز در
اصطلاحات قدمائے صوفیہ واقع ست کہ در شرع نیامدہ وہر فرقہ را از
فرقہ ہائے اہلسنت بعضے الفاظ مصطلح شدہ کہ در شرع اطلاق آں وارد نشدہ
مثل واجب الوجود در عرف متکلمین اہل سنت وہمچنیں لفظ وجود مطلق در عرف
صوفیہ اہلسنت مثل قیصری وفرغانی ومولانا جامی بسیار وارد است ودر شرع
وارد نشدہ پس اطلاق ایں الفاظ ہرچند بدعت است اما بدعت سیئہ
نخواہد بود چہ ایں قدر علمائے باعتدیانت وتقوی استعمال آں نمودہ اند در
شاہ محمد رمضان صاحب کہ مردم را بہ نماز وروزہ مشغول مے سازند

Marfat.com

واز قتل بنات و تحریم نکاح اقارب و بنی الاعمام و ذبح بغیر اللہ و رسوم کفر منع
مے نمایند ہمہ خیر و صلاح ست و درآں مانع نباید شد بلکہ در ترویج و تشہیر
ایں احکام کوشش باید فرمود کہ احیائے سنت ازالہ بدعت ثواب بسیار دارد
و مولوی نور محمد صاحب بحضور جمع کثیر از مسلمین کہ فقیر از جملہ آنہا بود
از طعن و تشنیع قائلین وحدت وجود انکار محض نمودہ اند و فرمودہ اند کہ اگر
احیاناً از راہ سہو و نسیان چیزے از ہمیں قبیل از زبان برآمدہ باشد از آں
توبہ نصوح نمودم و بیشتر انکار من بر تشنیع و ترویج ایں عقیدہ بر السنہ عوام
است کہ حقیقت ایں مسئلہ را دریافت نمے نمایند پس دریں صورت لازم است
کہ درآں نواح منادی و اشتہار باید فرمود کہ بابت ایں مسئلہ انکاراً و اقراراً
اصلا کسے گفتگوئے نکند و ایں مسئلہ را بر زبان نیارد والا قابل تعزیر و تنبیہ
باشد و باہم مسلمین شیر و شکر و متحد المشرب زندگی نمایند و بکارہائے دین
کہ ضروری است از عقاید و اعمال مشغول و مصروف گردند والسلام۔

بنام شاہ غلام علی صاحب مجددی

شاہ صاحب عرفان مراتب سلمکم اللہ تعالے بعد از سلام مسنون الاسلام
مکشوف خاطر عاطر باد کہ رقیمہ کریمہ وصول عزت شمول نمود آنچہ متردد بخاطر
شریف از مذکور نوکری فرنگیاں و قبول خدمت افتاد از ایشاں کہ دریں مدت
از چند روز میشود لاحق گردید بوضوح انجامید بعض ایں خبر صحیح است و
بعض ناصحیح اصل حقیقت ایں است کہ مولوی رعایت علی خاں مختار کار

Marfat.com

فرنگی بسیار مستعد اند مکرر بایں جانب نوشتند کہ شخصے را از علماء متدین کہ مرتشی
نباشد واطلاع بر مسائل فقہ داشتہ باشد نزد ایں جانب باید فرستاد تا بندہ
در ہر واقعہ وحادثہ بموجب ہدایات فتہ حکم میکردہ باشد ازیں جانب نوشتہ
شد کہ صاحب نوکر دمجبور فرنگیاں اند مبادا آنہا تکلیف حکم نامشروع دہند
تا ایں شخص را کہ مالفرض بتیم اختلاط صحبت فرنگیاں ضرور افتد وموجب مداہنت
در امور اسلام شود ایشاں از آں طرف تاکید تمام قلمی نمودند کہ اصلا آں
شخص را اختلاط فرنگیاں نخواہد شد نہ آنرا تکلیف حکم نامشروع دادہ خواہد
شد بلکہ در مکان جداگانہ در شہر بالاستقلال سکونت خواہد ورزید وآنچہ
موافق شرع محمدی باشد علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام بے دغدغہ وبے وسواس
حکم نماید بعد از ورود ایں قسم رقایم ایشاں تامل وتفکر نمودہ شد کہ ایں قسم
معاملہ باکفار کہ امداد در ترویج احکام شرعیہ باشد موافق شرع جائز ست
یا نہ حضرت عزوجل ایں آیتہ در نماطر انداخت وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ
أَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِي فَلَمَّا كَلَّمَهُ قَالَ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ قَالَ
اجْعَلْنِي عَلَىٰ خَزَائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ۔ قال البیضاوی فِيهِ
دَلِيلٌ عَلَىٰ جَوَازِ طَلَبِ التَّوْلِيَةِ لِمَا ظَهَرَ لَهُ أَنَّهُ مُسْتَعِدٌّ لَهَا وَالتَّوَلِّي
مِنْ يَدِ الْكَافِرِ إِذَا عَلِمَ أَنَّهُ لَا سَبِيلَ إِلَى إِقَامَةِ الْحَقِّ وَسِيَاسَةِ
الْأَبِ إِلَّا بِالِاسْتِظْهَارِ بِهِ الْخَلْقِ ایں ست آنچہ تعلق بشریعت
دارد اما آنچہ تعلق بطریقت دارد پس ترک وتجرید واختیار فقر وترک
مکاسب وطریقت ہمہ برکسے مے شود کہ باختیار خود التزام ایں ترک کرد

Marfat.com

باشد و بدست شخصے عہد بستہ و تا وقتیکہ التزام ایں فقر و عہد بریں از شخصے
بوقع نیامدہ باشد باوجود و تعلق بعلائق قیام بخدمات مشغولی باطن و ذکر و
فکر مراقبہ و مشاہدہ حاصل مے شود بالجملہ کسب و تعلق رخصت ست از
محرمات طریقت نیست والا قضاۃ و دیگر اہل مکاسب را تلقین طریقت جائز
نے شد و حال آنکہ بسے ازیں فرقہ اولیائے کبار گشتہ اند بمرتبہ کمال و تکمیل
رسیدہ چہ جائے کسے کہ ہنوز مبتدی باشد آرے ترک و تجرید دریں طریقت
عزیمت است دائمہم لبشرط یعنی عدم عیال یا عدم والدین کہ خدمت
آنہا فرض باشد یا اقارب دیگر کہ واجب الشفقت باز عذر کردہ شود
کہ دریں از ہیچ محذوری از صحبت کفار و مداہنت در حدود اسلام
یا موافقت با شہا در رسوم کفر یا خوشامد آنہا و مبالغہ در کذب دیگر مفاسد
کہ صاحبان اغنیا را را ہم میرسد اصلا موجود نیست پس در اباحت آں
در شریعت و طریقت ہیچ شبہہ نماندہ مانند ایں کہ خلفاء و اصحاب مختارین و
اولیاء را دیدہ و شنیدہ ایم کہ معلم گری و تعلیم اشغال ہمہ و میگردند و مبشر بہ
بشارات عمدہ بودند چہ جائے کسے کہ ہنوز در ایں وادی قدم نہادہ و ذمام
اختیار خود را در دست ترک و تجرید ندادہ بنابرایں امور مرقومہ تجویز کردہ شد
کہ مولوی عبد الحیٔ صاحب از نیجا رونمود اگر مفاسد مظنونہ و موہومہ نباشند
فبہا و الا بر خاستہ بیایند چوں اینقدر معلوم شد خاطر شریف را بدرجہ انزعاج
نباید داد و اینقدر اجمالاً ذہن نشین باید ساخت کہ ایں جانب ہم عمرے دریں
مذکورات صرف کردہ و از اباؤ اجداد ہمیں وضع را دیدہ و شنیدہ یکایک

Marfat.com

بے حجت شرعی و بے تجویز در باب طریقت حرکتے نا ملائم کہ دریں ہر دو - راہ مستہجن و مستقبح باشد انشاء اللہ تعالیٰ نہ برائے خود نہ غیر خود تجویز خواہد کرد زیادہ چہ نویسد والسلام والاکرام -

شاہ صاحب عرفان مراتب سلکم اللہ تعالیٰ بعد از سلام مسنون مکشوف باد معارج القدس تصنیف امام غزالی است رحمۃ اللہ علیہ فی معرفۃ النفس و قواعد تہذیب اخلاق و اصلاح فسادہا لیکن بیان بطور حکمت مع شوب قلیل من قواعد التصوف والسلوک وکتاب الطاف القدس فی معرفۃ النفس تصنیف ولی نعمت مرحوم علیہ الرحمۃ در معرفۃ لطائف نفس بر قواعد تصوف و سلوک ست محض بالفعل ایں طریق ثانی انفع و سہل ست اگر مطالعہ منظور باشد الطاف القدس مطالعہ باید فرمود کتاب معارج القدس اخلاق غایت بسیار دارد معہذا غور در مطالب آں دریں زماں صعوبتے دارد زیادہ بجز دعائے مراتب عرفان و کمال چہ نویسد والسلام المرقوم ۲۰ رجب سنہ ۱۱۳۶ ہجری -

بنام مولوی امین اللہ صاحب

دریں ولا مولوی صدر الدین صاحب کہ از فضلائے نامدار ایں بلدۂ ماہولہ اند و در اکثر فنون عقلی و نقلی از عربیت و ادب و اصول و فقہ و کلام و ہم فنون فارسی مہارت تمام دارند و اکثر مراجعت تحقیقات نفسیہ مطوم در فقیر خانہ نمودہ اند و معہذا بہ سنت الارادت و اتحاد با فقیر موروثی دارند و جد امجد ایشاں از فضلائے معتبر و مخلص اصحاب و تلامذہ در جناب حضرت والد ماجد فقیر

Marfat.com

دارند. عازم دارالامارت کلکته به تقریبات چند در چند اند انشاء الله تعالیٰ ملاقات سامی اند نمود مراعات مهمات مذکوره در حسن تلقی، اعزاز و کرام الیشان مهما امکن مدنظر سامی باشد

بنام شاه اہل اللہ دہلوی

(۱) جزی الله عنا قوم سکھ ومرھٹہ
عقوبتہ شرعا جلا غیر اجل
وقد قتلوا جمعا کثیرا من الوریٰ
وقد اوجعوا فی اھل شاء وجاھل
لھم کل عام نھبۃ فی بلادنا
یخوضون فینا بالقنا والاصائل
فھل ھٰھنا من صعاڈ لعاثنا
وھل من مغیث یتقی اللہ عادل
(۲) انفاھم اللہ عن ھذا الدیار فھم
شرا لاعادی وھم عن جنۃ غول
فوضف امری وامر الناس جمعھم
الی اللہ وان الحفظ مامون
(۳) ثم ان البلاد فاسدۃ
عن ایادی العشوہ والظلم

Marfat.com

نمیر خاف علیک ما صنعت

قوم سکھ کانت اشنام

بنام مولوی عبدالرحمٰن صاحب

فضائل مآب وکمالات اکتساب ذوالدین الثاقب ذالفہم الصائب اخون زادہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب سلمہٗ اللہ تعالیٰ وزادہ بسطۃ فی العلم والعمل وبلغہ الیٰ کل الامل از فقیر عبدالعزیز بعد ابلاغ سلام مسنون السلام مقرون بالتعظیم والاکرام واضح رائے شریف وذہن لطیف باد کہ برقیمہ کریمہ در توثیقہ نواب صاحب بہجت شمول نمودہ حق تعالےٰ مراتب علم وعمل در ترقی وتزاید دارد واز جمیع مکروہات وبلیات دارین وارمان خود نگہدارد فقیر از عرصہ چند سال بسبب ہجوم امراض گوناگوں از مراجعت کتاب فقہ محروم ست بلکہ بسبب فقدان بصارت ہیچ کتاب مطالعہ نمیتواند کرد ولہٰذا جمع نمودن کتب بے فائدہ دانستہ موقوف نمود لیکن آنچہ دیدہ وشنیدہ بفضل الٰہی محفوظ است در مسئلہ محکم کرگدن استفسار رفتہ بود حقیقت آنست کہ شیخ الاسلام در صیدیہ دو قول در حق او نقل نمودہ یکے قول آنکہ حرام ست زیرا کہ انسان ودیگر حیوانات حملہ میکند ومیکشد اگرچہ گوشت نمی خورد پس معنی سبعیت در او پیدا شدہ والسباع کلہا حرام ودر کتاب حیوٰۃ الحیوان نوشتہ اند کہ ہو شدید العداوۃ للانسان یتبعہ اذ سمع صوتہ فیتلقمہ ولا یاکل منہ شیئا کذا فی المستطرف وقول دیگر آنکہ نقل کردہ ست ایں کہ

Marfat.com

حلال ست زیرا که کاه ونباتات میخورد فهو من البهائم لا من السباع این وقت
حمیدیه حاضر نبود که عبارت آنرا نقل کرده شود اما مضمون عبارت بالیقین همین
است که مرقوم شد در کتاب حیوة الحیوان قول کمال الدین موسیٰ دمیری شافعی
هم برحرمت این جانور مذکور است کتاب مذکور هم این وقت میسر نشد که
عبارت نقل کرده شود این محفوظ ست که کرگدن را حمار هندی گویند وکرگدن
هم گویند لیکن لفظ مشترک است درمیان این جانور وجانور دیگر که خرد تر
ازین باشد ومشابهت دارد باگاومیش که در حق آن جانور روایت صحیح است
که حضرت علی مرتضیٰ کرم الله وجه در کوفه حلال بودن آن فرموده لهذا
بعضے علماء سابقین را اشتباه رو داد وبحکم بحلیت این جانور هم داده اند
والله تعالیٰ اعلم بحقیقة الحال وبر ذهن سابق سامی نخواهد پوشیده بود که این
جانور به سه جانور مشابهت دارد بدن و پایها مانند فیل مے باشد وسطش
مانند گاومیش و در دهن دندان دارد وشاخیکه بر سر دارد مشابهت باخوک
پیدا کند ودر کتب مصرح است که هرگاه درمیان جانور حلال وحرام مشابهت
بیشتر دارد پس حلال ست واگر جانور حرام مشابهت بیشتر دارد حرام
است چنانچه میان سگ وبزاگر بچه پیدا شود همین حکم در وے جاری ست
پس دریں صورت که مشابهت خوک وفیل دریں جانور موجود ست حکم بحرمت
اولیٰ والنسب است ومن القواعد المقرره اذا اجتمع الحلال والحرام حکم
بجهة انتهیٰ کلامه فقیر بتوفیق الٰهی تعالیٰ میگوید که در فتاوی رحمانی مذکور ست
که فیل وکرگدن نزد امام اعظم وابو یوسف حکم حل دارد نزد محمد حرمت و

Marfat.com

نقل از ذخیرہ کردہ است دلیل ہر دو جانبین قائم کردہ لیکن مخالف است
از ہدایہ کہ در باب بیع فاسد مرقوم است امام محمد فیل را نجس العین میگویند
و بیع او جائز ندارند و ہمچنین کرگدن و امام ہمام اعظم و امام ابو یوسف میگویند
کہ فیل از سباع است پس ازیں معلوم شد کہ فیل و کرگدن ہر دو حرام اند
خوردن نباید اگرچہ بہ علیش نزد امامین ہر دو جائز است پس کسیکہ حکم خوردنش
میکند جائز نیست فافہم واللہ تعالیٰ اعلم۔

بنام شخصے

مہربان من تصرف جن و شیاطین در بدن آدمی یعنی در روح ہوائی و
نسیمہ او کہ حامل قوی است و آنرا بصرع الجن در عربی مے نامند و بآسیب و
خبط در عرف تعبیر میکنند نزد اہل سنت بلکہ اکثر فرق اسلام مسلم است چنانچہ در
تفسیر نیشاپوری وغیرہ در تحت یتخبطہ الشیطان من المس، مذکور است و اکثر
المسلمین علی ان الشیطان قادر علی الصرع والقتل والایذاء بتقدیر اللہ تعالیٰ
و مخالف درین مسئلہ غیر از فرق معتزلہ دیگرے نیست و آنہا درین
باب توجیہات رکیکہ مینمایند چنانچہ در تفاسیر آنہا مرقوم است و نقل
آں واہیات بے حاصل در اناجیل اربعہ یوحنا و متی وغیرہما دہ پانزدہ
قصۂ آسیب جن و اخراج آں از بدن مصروع بدم مسیوی مذکور ست و
در احادیث نیز قدرے کثیر ازیں باب آمدہ ہرگز کسے را جائے انکار نیست
آمدیم بر آنکہ انسان ہم بعد موت ایں کار میکند یا نہ درین مسئلہ علمائے

Marfat.com

اہل سنت را اختلاف است اکثر محققین تجویز آں کردہ اند بعضے باستناع آں
رفتہ دلیل منکراں آنست کہ اگر انسان نیز ایں کار کند باید کہ حقیقت او مقلوب
بحقیقتہ جن گردد و انقلاب حقائق محال است و نیز اگر انسان صالح است
پس ایں نوع ظلم و ایذا از چہ قسم از وے بوقع مے آید کہ خلاف اصلاح است
و اگر فاسق است یا کافر پس او از دست سو کلال عذاب چگونہ خلاص شدہ
فرصت ایں عمل مے باید بنا بر آں مجوزیں دریں باب دو گروہ شدہ اند
جماعہ می گویند کہ ایں از باب انقلاب نیست بلکہ نوعے است از مسخ اخروی
کہ اصل آں در آخرت و ما بعد الموت از روئے احادیث بسیار ثابت است
در جامع صغیر سیوطی از کتب متعددہ در تتمہ حدیث معراج منامی آنحضرت
نقل کردہ کہ رایت ند خلہ خنوسۃ الشیاطین عند الموت فجاوہ لغلہ
من الجنابتہ فشرعنہ من ایدیھم او کمال قال و ازیں حدیث بوئے ازیں
عالم بمشام میرسد و چوں ایں معاملہ از باب مسخ اخروی شد پس خلاص از عذاب
و فاسق را چرا لازم آید بلکہ ایں ہم نوعے است از عذاب کہ در آں گرفتار است
مسلک علمائے حنفیہ ماتریدیہ ہمیں است ملا معین در شرح برنسخ کہ از معتمدان
علمائے ماوراء النہر است میگوید الانسان یصیر جنیاً فی عالم البرزخ بالمسخ
وھذا تعذیب وعذاب من اللہ تعالیٰ علی من شاء کمن کان یمسخ فی
الامم السابقۃ والقرون الماضیۃ قردۃ وخنازیر الا انہ رفع ھذا
العذاب عن ھذا الامتہ المرحومۃ فی عالم الشہادۃ ببرکۃ النبی
صلی اللہ علیہ والہ وسلم الا ما ھو من علامات الساعۃ الکبریٰ فقد

Marfat.com

رد فی الاحادیث الصحیحة ان یکون فی هذه الامة مسخ وخسف
وقذف عند القیامة ذلك مسخ الانسان فی المزدخ یکون
غالبا فی الکفار والمومنین الظالمین المؤذین والزانین والمغلمین
سیما اذا ماتوا وقتلوا علی جنابة کذا المرتدین غیر تائبین
فلیس کل من کان کذلك یکون ممسوخا بل من شاء الله مسخه
وعذبه والمسخ لا یکون فی الصلحا والاولیاء اصلاً وان ماتوا
علی جنابة ویکون المسخ فی القیامة کثیر کما ورد ان کلب
اصحاب الکهف یجعل بلعما والبلعم یجعل کلبا ویدخل ذالك فی
الجنة ویلقی هذا فی النار ومن هذا القبیل جعل راس من رفع
او وضع راسه فی الصلوة قبل الامام راس حمار ومنه مسخ اخذ
الرشوة وواضع الاحادیث وامثال ذلك کثیر انتهی وجماعة دیگر میگویند
که این نه از باب انقلاب ست ونه از باب مسخ است بلکه نوع است از مشابهت
در افعال وحرکات که اوصاف مختلفه را باهم بهم میرسد بمنزله آنکه درویشے
روهیلها جماعة از هندیان دستار زانج بسته وزلفین را آویخته
چند لفظ پشتو آموخته خود را درهیله وضع کردند و مانند آنها خشونت
در معاملات وضرب وخلاق بموجب عمل سے آوردند کذا هذا بحکم من
تشبه بقوم فهو منهم آن افراد انسان که کار خبیثان میکنند در عرف خبیث
میگویند وبه هندی بهوت سے مانند بے آنکه تغیرے در حقیقت آنها واقع
شود همین است که اکثر علماء عراق وعرب این را مسلک مختار گفته اند وهو الاقوی

والاصح نظر الی الدلیل وانیه کان یمیل سیدی الوالد قدس سره فی اثناء البحث
فی هذا المسئلة کما وقع مرارا عدیدة سنہ ۱۳۰۱ھ۔

بنام امام شاہ صاحب

گرامی منشی امام شاہ جیو سلمہ اللہ تعالیٰ از فقیر عبدالعزیز و فقیر رفیع الدین
بعد از سلام مسنون الاسلام واضح باد رقیمہ کریمہ رسید مطالب چند مرقوم
بود اجوبہ آں نوشتہ میشود یکے سوال اول ۔ آنکہ پیش فقہائے حنفیہ فرض است
و در حدیث شریف است کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیر زنخ را ترکنند
اگر ربع لحیہ مسح ربع لحیہ را مسح فرض شد زیر زنخ را ترکردن چہ
احتیاج است ۔ جواب ۔ مسح ربعہ لحیہ فرض است و ترکردن زیر زنخ
سنت است کہ رتبہ او از مرتبہ اکتفا بر فرض بزرگ تر ست زیر زنخ
از وجہ خارج است شستن آں بالضرورۃ از فرض خارج و ہمچنیں کث
اللحیۃ را غسل جلد مخفی سنت است پس از فرضیت مسح ربع لحیہ شستن
زیر زنخ تعارض نیست ۔ سوال دوم ۔ روز قیامت کہ لقائے حضرت
باری جلشانہ خواہد شد چہ طور خواہد شد در تجلی ذات یا صفات ۔
جواب ۔ ایں تقریر در رسالہ دراز بہ تفصیل مستوفی دریں باب نوشتہ
است کہ اظہار آں دریں مقام طولے دارد اما سخن مختصر اینست کہ متفق علیہ
اہل سنت وجماعۃ است کہ دیدار الٰہی در جنت بے کیف خواہد بود یعنی بغیر
لون و شکل و بعد و جہت تصویر ایں مقام محققان اہل عقل و کشف بچند

Marfat.com

وجہ بیان فرمودہ اند حکیم ابونصر فارابی در کتاب فصوص خود میگوید کہ انکشاف
شے گاہے بروجہ جزئی شخصے میباشد وگاہے بوجہ کلیہ کہ عنوان یک شخص
یا اشخاص کثیرہ شود اول را رویت وثانی را معرفت وثالث را علم گویند
حاصل در وقت تعلق بدن از حق تعالے شانہ قسم ثانی است وبعد
خلع بدن ایں معرفت ترقی نمودہ بدرجہ اول خواہد رسید ایں را تعبیر برویت
نمودہ مے شود بقدرت الٰہی جل شانہ بہ نسبت آں ذات مقدس
ہمچناں جرم ولذات در مبصر ولبصیر پیدا خواہد شد وایں را بحز البصار
رویت تعبیر نتواں کرد کہ عبارت دیگر مشعر بر کمال انکشاف نیست و
دریں نقل ہم اندک تغیرے واصلاح کردہ شد یعنی در کلام شریف ایشاں
حصول جرم ولذات در باصرہ نبود واتفاق علماء است کہ نام رویت ہماں
ادراک است کہ بتوسط حاسہ باشد نہ مجرد ادراک قلبی والا ایں قول
موافق تاویل اہل اعتزال میشود بنا برآں دو سہ حرف دریں زیادہ
کردہ شد واز کلام بعضے دیگر مستفاد میشود کہ رویت در شاہدہ تحقیق
میشود بحصول خلل مرئی در جلیدیہ واز آنجا مجمع النور واز آنجا در حس
مشترک واز آنجا نفس ناطقہ صورت خیالیہ وہمیہ وعقلیہ تحریر میکنید
ودریں نزول میکند کہ علم عقلی بواسطہ وہم وخیال حس مشترک نزول
میکند وشبیہ حالت البصار حاصل میشود اما چونکہ تا جلیدیہ نزول نیست
البصار حقیقی نتواں گفت ودر آں جہاں کہ نفوس مقدسہ ومطہرہ گشتہ کمال
اتصال بجانب مبدء پیدا میکند اشعۂ نورانی آں ذات مقدسہ بر قوت

Marfat.com

عقلیہ و وہمیہ پرتو میزند و آنجا بر خیال وحس تشرک نزول میکند و بسبب
شیوع فضل الٰہی بہ قوت مدرکۂ انسانی رفع موانع نوم و تعطل و حواس
در جمع النور و جلیدیہ نیز ریزش خواہد کرد، چنان کہ خیالات دریں جہان
در جہت و مکان نیست آں معائنۂ حقیقت نیز در جہت و مکان نخواہد
بود و دیگرے گفتہ است کہ در حدیث شریف آنچہ در باب رویت
وارد شدہ بر نفی جہت و سلب لوازم جسمیت ایمائے نمیدہد باین قدر است
کہ آں تجلی عبارتی صورتے از سائر مظاہر بدو وجہ امتیاز میدارد و اما از
از سائر مخلوقات کہ نیز مظاہرہ صفات آنجناب اند پس باآنکہ ظہور ذات
دراں مقام بعنوان الوہیت است و در سائر مظاہر خلقیہ و انواع کائنات
چنانچہ از نار حضرت کلیم ندائے انی انا اللہ لا الہ الا انا سر میزد و اما
از سائر تجلیات صوری و خیالی و حسی ایں جہانی پس بدیں وجہ است
کہ ظہور ذات مقدسہ دراں مقام بصورتے خیالی صور کائنات معلومہ
و مقرون بحدے از عظمت و کبریائی و نور و بہا و جمال و صفا و شمول
کمالات ذاتی و اسمائی خواہد بود کہ حوصلہ ناظر اکمل و اشرف را ازاں
در وہم و عقل خود گنجائش ندارد و بر اکثر ازاں در تصور آوردن نمیتواند
و آنچہ اہل سنت نوشتہ اند کہ رویت آنجہانی بے کیف است
برائے دفع اشکالات معتزلہ از ثبوت لوازم جسمیت گفتہ اند چوں
حقیقت تجلی دریافت شود جملہ اشکالات ازہم مے باشند و معہذا بعضے
اکابر میفرمایند کہ نفس را بسبب استغراق قوی در شہود حق احساس ہیچ

Marfat.com

غیر از مکان و مکان و جہت وجود خود و غیر خود نخواہد بود ہمیں را معائنہ
بے جہت و شکل و لوازم جسمیت میتواں گفت بالجملہ ہمچناں کہ گفتہ میشود
کہ زید و عمر را صریحا دیدم و حال آنکہ سوائے بعضے اعراض الشاں ندیدہ
ایم ہرگاہ ایں مسامحہ تعبیر در شاہد کہ موضوع لغوی لفظ رویہ است جاری
باشد در غائب بدفع آں چرا باید کوشید و چرا التزام باید کرد کہ کنہ ذات
صرف از تعلق فہم و ادراک معراست در قید احساس و ابصار رفتہ آید
ایں رویت در حق خواص و عوام بسہ وجہ مختلف میشود یکے بحسب قرب و
بعد و دیگر بحسب قلت و کثرت حجب و دیگر بسبب زیادتی معرفت صفات
و کمی آں کہ در دار دنیا مکتسب شدہ و تائید اینست کہ شبہہ نیست کہ
بدن ارضی را بہ نسبت روح حیوانی در وجدان بدل ذات مقدسہ حجاب
زیادہ تر است و روح حیوانی را ہمچنیں بہ نسبت عالم مثال سفلی را بہ
نسبت عالم مثال علوی کہ مقام ملائکہ مقربین است چوں بعالم مثال
ترقی نماید صورت ہماں عالم اکتساب کند و بدن او حکم ارواح علویہ
پیدا کند آنچہ در ایجا غیب است آں جا شہادت گردد و اشرقت
الارض بنور ربہا و حقائق اعمال و ہیاکل ملائک و احوال جنت و نار معائنہ
شود لاجرم اعظم تجلیات الٰہی را کہ کارخانۂ تدبیر و فیضان قضا و قدر و
نزول شرائع بر انبیاء و صدور امر و نہی ملائکہ از آنجا است بحسب مراتب
اتصال نفس آشکار اگردد و متجلی شود و جوارح بدیں بعیت قوائے روح
مطلقہ آں واردات گردد یقین است حالت معائنہ بصری حاصل خواہد

Marfat.com

کرد واللہ اعلم بالصواب ۔ سوال سوم آنچہ نوشتہ کہ ذات حق الآن
کما کان ست و در اکثر اوعیہ فی آید سبحان من لا یتغیر بذاتہ ولا
بصفاتہ بحدث الا کون وان و حق تعالےٰ بایقدہ ظہور مخلوقات در آتش
و صفاتش تغیر نباید در فہم نمے آید جواب مثال ظہور کائنات از حق سبحانہ
و تعالےٰ ولہ المثل الاعلیٰ من کل ما یفہم در یدی ظہور صور در آئینہ است
را ذاتے است کہ جرم معین است و صفاتے است خانہ لازمہ از قدر
و شکل و رنگ و شفافی و نشیب و فرازی در سطح مانند آگی و صفاتے است
خارجیہ عارضیہ مانند برگشتن روئے او از مغرب و از زمین بفلک پس تغیر
دو قسم صفات در طرف حصول جوہر آئینہ راصل است و اما صورت منتشر
آئینہ در آں مطلقاً در آنطرف حاصل ہستند و ز ظہور و خفائے آنہا
در ذات و صفات آئینہ تغیرے نے افتد اگرچہ ہزاراں ہزار صورت
نیک و بد و پاک و ناپاک در وے نمودار گردد واللہ اعلم۔

سوال چہارم ۔ کافراں بزور خود بر ملک تصرف یافتند و مارث ملک
ملک مذکور در تصرف آنہا ماند پس ملک مذکور را کدام وقت و عصر
مالک میشوند و کدام شرائط است کہ دادن ایشاں ازاں ملک و ہبہ کردن
ازاں ملک در حق کسے حلال شود اگر ہمیں صورت مسلماناں متصرف
شوند و بکے بدہند گرفتن آں روا باشد یا نہ۔ سوال پنجم ۔ اگر کفار
بر اشیائے منقولہ متصرف شوند و بکے بدہند گرفتن آں روا باشد یا نہ
جواب :۔ اگر کفار بر اشیائے منقولہ متصرف شوند چوں بدار خود ببرند

Marfat.com

مالک میشوند اما چوں بر ملک متسلط میشوند پس ایں ملک دالحرب کسے میشود
اختلاف ست بعضے میگویند کہ دار الاسلام ہیچگاہ دارالحرب نمے شود اگر
بدارالحرب متقل گردد دار الحرب میشود و بعضے میگویند کہ مادام کہ یک
شعار از شعائر الاسلام بوجہ اعلان ظاہر باشد دارالحرب نمے گردد
چوں ہمہ شعائر اسلام موقوف گردد دار الحرب میگردد یعنے میگویند کہ
یکے از شعائر اسلام موقوف سازند دار الحرب میشوند اما اصح ارجح آں
آنست کہ مادام حرب قائم است و مسلماناں از استخلاص آں ملک
عاجز گردیدہ منقاد ناگشتہ اند و استیلاء کفار بحدے نشدہ کہ ہر چیزے
را از شعائر اسلام کہ خواہند موقوف سازند و مسلماناں بے استیمان ایشاں
اقامت دارند و بر املاک خود بے اذن ایشاں متصرف اند آں ملک دار الاسلام
است و دار الحرب نشدہ و تصرفات عارضی ایشاں معتبر نیست و بعد
تسلط اسلام آں تصرفات اعتبار ندارد و چوں مسلمان از جنگ
برگردند و منقاد شود گو کہ فکر جمع اسباب در دل داشتہ باشند اما
از مقاومت درماند و امامت مسلماناں با استیمان ایشاں گردد تصرف
بر املاک خود باذن ایشاں کند و جریان شعائر اسلام از راہ بے تعرضی
ایشاں باشد نہ از روئے قوت مسلماناں آں ملک دالحرب میگردد و تصرف
ایشاں جائز است ہمہ ایشاں جاری و اما غلبہ و تسلط مسلماناں بر بلاد
کفار پس تصرفات ایشاں در آں ملک جائز است در امور یکہ موافق شریعت
اند و در غصب اموال مسلمین نیست واللہ اعلم بالصواب۔

Marfat.com

سیال ششم۔ صلوٰۃ الوسطیٰ کدام است وفرضا اگر یکے وسطیٰ میشود چہار نماز باقی مے مانند وتصدیق کمال ازانہا برمیخیزد جواب۔ در صلوٰۃ الوسطیٰ ہفت قول است تعین ہریکے از پنج نماز ومجموع نمازہا معًا قول ششم وہم بودن بدستور ساعت جمعہ ولیلۃ القدر واسم اعظم قول ہفتم اصح وارجح ہمین است کہ صلوٰۃ وسطیٰ صلوٰۃ عصر ست وچہار نماز باقی کمال تقیید از آنہا برنمی خیزد وزیرا کہ تقید صلوٰۃ وسطیٰ در نفس او نیست بلکہ در محافظت آداب زائدہ است چوں وقت مستحب وجماعت ومسجد واسباغ وضو ومسواک واذان وامامت ومزید اطمینان وکثرت اذکار ومزیت تاکید درایں امور از قبیل مزیت افضل بر فاضل است نہ فاضل بر ناقص۔۔۔۔۔۔ ودر ثبوت ایں قدر تفاوت خود شبہہ نیست واللہ اعلم۔ سوال ہفتم۔ شریعت معلوم است کہ احکام ظاہری را گویند ودراں مامور ہستند وطریقت وحقیقت ومعرفت کہ ذکر آں در رسائل مے آید در فہمیدنے آید کہ چہ چیز است۔ جواب۔ لفظ شریعت دو معنی وارد عام وخاص معنی اول ما جاء عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی امور دین من اعتقاد وعمل وخلق وحال ونیۃ ورخصت وعزیمت وامر ونہی ومعنی دوم آنچہ تعلق وعمل جوارح دارد از عبادت مالی وبدنی وبیان آں عہدہ فقہ است ودر کتب فقہ مذکور۔ طریقہ ہمیں را مقابل طریقت است وآنچہ تعلق باخلاص وعین الیقین وتحقیق مشاہدہ واستغراق در آں دارد حقیقت ست وآنچہ تعلق بمکاشفہ اسرار اعتقادات دارد ولذکیفیت

Marfat.com

توحید و معیت و قربیت و اسرار محبت و ولا و مراتب ولایت و اولیاء
و مانند آں آنرا معرفت گویند و ایں ہمہ در معنی اول شریعت داخل
اند از ہر فنے کاملان آں فن غیر منصوص را استنباط نمودہ یا منصوص
ملحق ساختہ شرح و بسطے دیگر دادہ علم جداگانہ استخراج کردہ
اند و ہمیں اسماء مسمیٰ نمودہ اند۔ سوال ہشتم ۔ معرفت کمال ہر شئی بچہ طور
میشود زیرا کہ از دیدن و شنیدن و خوردن معرفت کامل حاصل نمیشود۔
جواب ۔ حقائق اشیاء افضلال صفات الٰہی اند ظہور آنہا در خارج
مربوط بفعل از بعد است فاعلی و غائی و مادی و صوری و ظہور کمال ایں
حقائق بہ ترتیب آثار مختصر آنہا است و حصول ثمرات خاصہ بانہا پس
معرفت کمال ہر چیز بالاجمال بہ تجلی ذات حق است بر سالک در ضمن آں
شئے کہ ایں تجلی بعد مشاہدہ کثرت در وحدت در مقام سیر باللہ فی الاشیاء
حاصل میشود بالتفصیل باحاطہ مبادی و خواص اوست از قوانین حکمیہ مع تشخیص
مبدا تعین و مراتب تنزل آں از قوانین کشفیہ داگر از محسوسات باشد
ادراک بحواس نیز در تتمیم معرفت حقیقت او در داخل است ۔ واللہ اعلم
سوال نہم ۔ قصہ ابلیس کہ در کلام اللہ وارد است معلوم نیست کہ
سوال جواب او بچہ طور گردیدہ بطور الہام یا بطور دیگر ۔۔۔۔۔
جواب :۔ طور ایں کلام در نقلیات ہیچ وارد نشدہ اما وجدان چناں
دریافت میکند کہ از راہ ہاتف بود یعنی شقی ایں ندائے مے شنید و
میدانست کہ ایں ندائے حق است و در نفس الامر یکے از ملائکہ مظاہر قہر

Marfat.com

کلام الٰہی را اوامی ساخت کہ ایں او را منیب رید و نمے شناخت لیکن باید دانست
کہ کفر ایں ملعون کفر جہل و اجتہاد نیست بلکہ کفر جحود و عناد است پیش از
لعنت قوت ملکیہ کہ بہم رسانید بود تلقی از غیب میکرد و دلائل نکردہ انار و سلب
تمودہ تا از الم تبض و فرط تعطش بقرار نگرد و و قدم در راہ توجہ نہ نہد بلکہ
ہمیں راہ را مخروج لبخط و عتاب نمودہ در کموت اہانت طرد و برپا داشتہ اند
اما در جوہر روح او رقیقہ مظلم افگندہ اند کہ گاہے خود را مستحق حبس دگاہے در لباس
استغنا و مایوسی گمان کردہ بقوت طاعات و اسماء مکتبہ در شیاطین و مردم
تقرب میکند و آں رقیقہ مظلمہ را بقرائن آں مموہ ساختہ خلق را بضلال و جہل
و قسوت و تکثر اماتی باطلہ رنگین مینماید نعوذ باللہ منہ واللہ اعلم۔

سوال دہم۔ مشہور است سجدۂ ارواح واز کلام اللہ ہمیں قدر معلوم و گردیدہ
کہ الست بربکم قالو بلیٰ و تعبیر نیست معلوم بچہ وجہ بود و ساجد بیک سجدہ دو سجود
و تارک آں و مخل امرین مذکورین کدام کس شدند۔

جواب۔ سجدہ دریں موقف مرضی نیست مومنین کہ خاتمہ ایشاں بر ایمان میشود
جواب بے توقف داد و کافراں بتوقف اما بعض فقہا میگویند کہ انبیاء را دو سجدہ
کردہ اند و عوام مومنین یک سجدہ کافراں نہ کردہ سند ایں سخن معلوم
نیست آرے در احادیث و آیات گرفتن چہار میثاق معلوم می شود
اول از غیر اولو العزم دوم از سائر انبیاء سوم از علماء چہارم
از عامہ قال تعالیٰ واذ اخذنا من النبیین میثاقہم ومنک
ومن نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ ابن مریم واخذنا

Marfat.com

منهم میثاقا غلیظا وجاے دیگر فرموده انہ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن به ولتنصرنه وجاے ارشاد شد واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتاب لتبیننه للناس ولا تکتمونه وجاے دیگر فرموده واذ اخذ ربك من بنی آدم من ظهورهم ذریتهم واشهدهم علی انفسهم الست بربکم قالوا بلی واللہ اعلم ....

سوال یازدہم - درحالت ہمہنگی کلام حرام ست وچوں زن و شوہر فراہم آیند ذکر اللہ ضرور است ہمیں امر مابین مبائنت دارند۔

جواب - درحالت ہمہنگی کلام حرام نیست بلکہ مکروہ است و ایں مکروہ ہم بایکدیگر ست نہ مجرد تلفظ بر زبان و ذکر اللہ و رہاے فتن و نجاست منع است و در شغل جمع نہ و معہذا علما نوشتہ اند کہ اما ذکر اللہ در بیت الخلاء وہم در وقت جماع پیش از آمدن و کشف عورت کردن پس مسنون است مبائن و منافات نیست واللہ اعلم۔

سوال دوازدہم :- دیدن جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درحالت منام فرقہ سنیہ و شیعہ ہر دو را میسر میشود و ہر یک الطاف آنجناب بیان میکنند و احکام موافق خود نقل مینمایند اغلب کہ ہر دو کساں را افراط کردن ..... سوال جناب خوش نمے آید و خطرات شیطانی را آنجا دخل نیست ایں را چہ تصور تواں کرد - جواب - مضمون حدیث من رانی فی المنام فقد رانی اکثر علماء تخصیص بصورت مذکورہ در وصفہ منورہ نمودہ اند

Marfat.com

وبعضے تعمیم کردہ بجمیع صور تہا کہ آنجناب از ابتدائے نبوت تا وفات در
جوانی وکہلان سالی وسفر وحضر وصحت ومرض بران بودہ اند تواند وسنّی و
شیعی بران صورت احتمال پیش نیست ووقوع ان ثابت نشدہ ولا نقض
بالفرضیات اما تحقیق ایں ست کہ دیدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در
خواب بر چہار قسم میتواند شد یکے رویائے الٰہی کہ اتصال تعین بآنجناب است
وہلکے علی التحقیق کہ دیدن متعلقات آنجناب است از دین ایشان وسنت
ایشاں ودرثہ ایشاں ونسب مطہر ایشاں ودرجہ سالک در متابعت وصحبت
ایشاں ومانند آں بصورت آنجناب متمثل دریدہ مناسبات کہ در تعبیر
اند ورویائے نفسانی کہ ظہور صورت اعتقاد بہ خود است کہ برطبع
خیال منقوش است مثل انتقاش صورت بر کاغذے ایں ہر سہ قسم
در حق آنجناب جائز ست وقسم چہارم کہ شیطانی است یعنی تمثل
شیطان بصورت آنجناب ہمیں منتفی وممتنع است اما در قسم سوم
شیطان گاہے آوازے وکلامے تلبیس میکند ودوسہ سے انداز چوں بشنود
بعض روایات کہ در وقت قرأت سورۂ نجم وقت سکوت آنجناب شیطان
حرف وسوسہ گفتہ بعض سامعین مشرکین را مشتبہ ساخت در عین حیات
اینہمہ ممکن باشد در خواب چہا ممکن نیست لہذا در شریعت غرا احکام خواب
بالصحت نمی شمارند ودر احادیث مشہورہ نمی شمارند احیاناً اگر از اہل بدعت
دیدن آنجناب بصحت رسد ازیں قبیل خواہد بود واللہ اعلم ہمولہ از نامہا محفوظ
کردہ باشد۔ والسلام۔

Marfat.com

بنام شخصے

رقیمہ کریمہ رسید مشتمل بر سہ مطلب بود۔ اول طریقہ سہروردیہ حضرت مجدد الشیخ احمد الفسر ہندی عن ابیہ الشیخ عبد الاحد عن شیخ رکن الدین گنگوہی عن ابیہ الشیخ عبد القدوس گنگوہی عن شیخہ الشیخ قاسم درویش عن شیخہ السید بڈھن بہرائچی عن شیخہ السید اجمل عن شیخہ ـــــ السید جلال المعروف بمخدوم جہانیاں السندیں احدہما عن ابیہ السید احمد الکبیر عن ابیہ السید جلال البخاری عن شیخ بہاء الدین زکریا الثانی عن الشیخ رکن الدین ابی الفتح عن ابیہ الشیخ بہاء الدین زکریا عن صاحب الطریقۃ الشیخ شہاب الدین السہروردی و نیز شیخ رفیع الدین امام کہ از اجداد حضرت مجدد اند پیش امام شیخ بہاء الدین زکریا از خلفاء ایشاں بودند پس بہ تحمل است کہ ایشاں را از اجداد خود اجازت ایں طریقہ رسیدہ باشد بلکہ موروث خاندان ایشاں ہمیں طریقہ باشد و طریقہ چشتیہ و قادریہ و نقشبندیہ از مکتساب ایشاں و والد ایشاں باشد دیگر اعتذار بشغل ہمہ اوست و تحقیق ایں آں است کہ مراد تحصیل حالتے است کہ اضطراری قلب شود و اختیار رفع آں نماند اگر کسے را اعتقاد حقیقت وحدت وجود ثابت است ملازمت ایں شغل باایں حالت میکند والا ہرگز نمیکند بلکہ ہمیشہ باطنش عکس میکند کہ ایں خیال من خلاف واقع است ایں شغل صاحب را ہرگز نفع نخواہد داد و شبہ نیست کہ ظہور ایں معنی خود بخود بہ تصفیہ قلب اولیٰ و اقویٰ است

واز مدخلیت تصنع وتکلیف بعید تر است وخواجہ خرد رحمۃ اللہ علیہ نوشتہ اند
مادام شخصیکہ معتقد توحید وجودی نیست حصول فنافی اللہ وجود ادرا ممکن نیست
درحق منکر اورہمہ فناہا درحجب نورانیہ است کہ غیر حق است وتجلیات
اوہمہ لذائذ ولطائف وغیرہ نہ ظہورات حق تعالیٰ وتحقیق توحید وجودی طولے
میخواہد مجمل آنکہ آیات کلام اللہ واحادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
معیت وقرب ذاتی صریحًا اثبات میکنند وجوابش بآنکہ ہمہ مصروف از ظاہر
اند بے امتناع او نمیوانند شد وایں ہمہ از خلاف عقل ما است نہ از کتاب
وسنت پہ انصاف است کہ منصوصات شرع را غیر شرعی ومخیلات عقل
ناقص خود را شرعی نام کنیم در جامع ترمذی در حدیث لوادلیتم بحبل الی الارض
السابعۃ السفلی لہبط علی اللہ ودر حدیث ان اللہ یقبل الصدقۃ من
الطیب ہمیشہ صریح مینویسد کہ مذہب سلف اجرائے آں بر ظاہر ست
کہ بلاکیف بالجملہ نفی غیرت محضہ واتحاد ووحدت فی الجملہ منصوص
است وآواز انی انا اللہ از آتش وکنت سمعہ وبصرہ دلیل واضح است
وبشرط انصاف از کلام حضرت مجدد نفی وحدت وجود مطلقًا ثابت نیست بلکہ
نفی بعض اقسام آں اما آنچہ در ذہن مستقر میشود ازالہ آں بسہ دری دشوار
ودوام تکرار متعذر الطرفین دیگر حقیقت ذکر جہر وحق آنست کہ انکار آں سفاہت
واضح است در تلاوت قرآن جہر صریح است ما اذن اللہ لشی ما اذن
یعنی تغنی بالقرآن بجہریتہ ودر تلبیہ حج آمدہ افضل الحج العج والثج اے
رفع الصوت بالتلبیہ واراقتہ الدم وقرآن را فضیلت معروف است وکنا

Marfat.com

نعرف الفقراء صلوٰۃ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم بالذکر و فضل الذکر الذی یسمعہ
الحفظۃ علیٰ الذی لا یسمعہ الحفظۃ بسبعین ضعفاً و بناء طریقہ چشتیہ و اویسیہ و قادریہ
کہ ہمہ پیران ما اند بر ذکر جہر است حکم بآنکہ فعل حرام موجب قرب الٰہی نمیشود باطل است
بلکہ ذکر جہر موجب جمعیتے است کہ بالاتر ازاں جمعیتے نیست چوں خواجہ علاؤ الدین غجدوانی
بعد رفتن حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ بہ حج ذکر جہر استماع کردند و بعد مراجعت غدر
آوردند بآنکہ شمارا بسبب قوت باطن حاجت ایں نبود مارا ازیں نفع بسیار شد حضرت خواجہ
نقشبند یہ انکار آں نکرد و چوں خود از روح حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی ذکر خفیہ و عمل
بر عزیمت گرفتہ بودند خود نمیکردند و مثل شمارا کہ در فقہیات تقدیم حدیث باجتہاد یا میکنند
یعنی تردد بے جا است اگرچہ مذہب حنفیاں باشد دراں روایت اگرچہ مشہور است لیکن فقیر را
بعینہٖ آں کتاب یاد کردن محتاج تفحص است یک دفعہ خواجہ سراے عالم بفقہیات از طرف بادشاہ
روم امیر حج شدہ آمد در مدینہ با شیخ ابراہیم کردی ملاقات نمود گفت کہ دریں سفر بدعت عظیم
ازیں مردم دور کردم فرمودند کدام بدعت گفت ذکر جہر از مسجد و شہر و بیت المقدس موقوف
کنانیدم الشیاں ایں آیۃ خواندند و من اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا
اسمہ و سعیٰ فی خرابہا چند روایت کہ از فتاوی نوشتہ بود پیش نمود و فرمودند اگر
کار بتقلید است شما مقلد دیگر و من مقلد دیگر و روایات شما بر من حجت نیست و اگر
کار بتحقیق است نیک گوئے و میدان بعد ازیں چند رسالہ در اثبات ذکر جہر نوشتہ
اند بعض ازیں رسائل پیش فقیر ہم موجود است بالجملہ الحق احق بالاتباع والسلام

Marfat.com

مکتوبات

جناب

شاہ رفیع الدین رح دہلوی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بنام عبدالرحمٰن صاحب

فضیلت اکتساب مودت انتساب اخون زادہ عبدالرحمٰن بن اخون حاجی محمد سعید بریلوی سلمہم اللہ تعالےٰ از فقیر رفیع الدین بعد سلام تحیۃ الاسلام معلوم بعد رقیمہ کریمہ الیشاں رسید فقیر بخیریت ست و ورق دوستاں حاضر و غائب دعوات خیریت ہا میکند از صحبت ہا کہ با مولوی مدن صاحب اتفاق افتاد و مذکور علمی با میان آمدہ استفسار نمودہ بودند صحبت اول با الیشاں در مراد آباد شدہ بود مولوی نور الاسلام صاحب فرزند مولوی سلام اللہ صاحب حاضر بودند شخصے سوال کرد کہ بیت مثنوی مولوی روم۔

ہفت صد ہفتاد قالب دیدہ ام ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام

چہ معنی دارد گفتم یک معنی عام فہم دارد و یک معنی خاص فہم تقریر معنی ثانی بواقفان فن تصوف مے تواند شد ازاں سکوت کردہ بمعنی اشتغال ینمایم از روئے کتاب و سنت معلوم ست کہ حق تعالےٰ ارواح بنی آدم را از صلب حضرت آدم برآوردہ اخذ میثاق نمود بار در صلب حضرت آدم مستور ساخت بعد ازاں قدر الواح کہ از صلب کسے برآوردن مقدمہ فرمودہ بود در صلب او مستور کرد چنانچہ در وقت ندائے حضرت ابراہیم علیہ السلام برائے حج بعض ارواح از اصلاب جواب داند و ہماں کساں را در دنیا حج میسر میگردد و لبیک دیگر جواب ہمیں ندامت ایں احوال عوام را منتہی گشتہ دانساں را السبب

کمال معرفت بیاد دادند واشارت بانتقال خود از اصلاب آبا بارحام امہات
واز ارحام امہات باصلاب آبا بیان کردہ تعین عدد ہفت صد و ہفتاد متحمل
ست کہ محض برائے تکثیر باشد و متحمل کہ بیان واقع باشد ایشاں گفتند
کہ ایں معنی نیست بلکہ معنی دیگر است گفتم آں معنی دیگر کدام است و دریں
معنی چہ قباحت ست ایشاں قباحت کہ دریں معنی تقریر کردہ و گفتند کہ
مراد آنست کہ انساں را ہفت طور انقلاب ست یکے خاک بودن - دوئم
غذا شدن - سوم خون شدن، چہارم نطفہ شدن، پنجم علقہ شدن، ششم گوشت
و استخواں و عروق شدن - ہفتم زندہ گشتن مراد ہمیں قوالب ست گفتم اول
ازیں ہفت مرتبہ تعبیر بہفت صد و ہفتاد کردن بسیار مستبعد ست دویم متکلم
دیدہ ام و شنیدہ ام یا روح است یا بدن ظاہر ست کہ آں ہفت روح است
و مراد از بدن مجرد ہیولیٰ است فقط یا مع الصورۃ ظاہر ست کہ صور جسمیہ و
نوعیہ باقی نمے ماند - تا در ہمہ قوالب یک شخص باقی ماند و اگر ہیولی است
محققان حکماً گفتہ اند کہ ہیولیٰ وحدت ابہامی دارد و ہیولیٰ عام اجسام واحد
بالشخص فی ذاتہ نہ کل شخص نہ جزء بحدوث صور اجزاء و امتیاز می باشد
و بعد مفارقت صور ہمہ یکے میگردد و در جزء اشخاص متمائزہ باقی ماند
گفتند کہ شاید ہیولیٰ مراد باشد و عدم امتیاز اجزا کہ تقریر میکند غلط است
گفتم ایں خود بر صدر را خوانندگان مشہور و معروف ست ایں را انکار کردند
گفتم کہ صدر را اگر موجود باشد ملاحظہ بفرمایند مولوی نور الاسلام جیو کہ برایں
انکار تعجب بسیار کردند و صدر را موجود نبود یک صحبت ایں ست صحبت دویم

Marfat.com

دربیلی اتفاق افتاد که بطریق ضیافت بخانه ایشاں رفته بودم مذکور روقت
حواشی مرزا زاهد شد گفتم فی الواقع نظر ایشان بسیار غامض ست واکثر
اعتراضات مردم برایشاں از سوء فهم وقلت تدبیر ست ومن خود شاگرد
ایشاں نیم واکثر اعتراضات را دفع کرده ایم اما در بعض جاها حق بطرف
مخالف است گفتند ایں چنین کدام مقام ست گفتم مثلاً مرزا میفرمایند
که اسماء کتب فی الحقیقة اعلام جنسیه است۔ بعد ازیں میفرمایند که واما دخول
الالف واللام فی کلام المولدین ومثل الکافیه الشافیه فالنظر الی المعانی
الاصلیه فانها فی الاصل اوصاف ودریں کلام دو بحث ست اول آنکه دخول
الف ولام تنها در کلام مولدین نیست بلکه در قرآن مجید ست ....
انزل التوراة والانجیل وانزل الفرقان ولقد کتبنا فی الزبور
بحث دویم آنکه الف ولام جزو اوست مثل النجم والصعق دویم آنکه ممنوع
الدخول است مثل محمد وعلیؑ سوم آنکه جائز الدخول والنزع است مثل
الحسن والعباس پس دخول الف ولام چوں بر اعلام جائز ست چه حاجت
توجیه است گفتند ایں را هم جوابی است گفتم چه جواب ست گفتا تنها در
کافیه وشافیه ومانند آں ایں جواب است چوں ایں جواب را حاصلے
نفهمیدم قصور فهم قائل دیده بجواب نه پرداختم وسودائے ایں چنداں مذکور
مذکور است بحثے بمیاں نیامده۔

(۲) فضیلت پناه محبت دستگاه مولوی عبدالرحمن بن حاجی محمد سعید
سلمه الله تعالیٰ از فقیر رفیع الدین بعد سلام مسنون الاسلام لائح باد رقمه

رسیدہ وخاطر دوستی ومحبت را رنجشے بسبب صعوبت معاش شما رسید
بموجب ایمائے رقعہ بنام مولوی جمال الدین صاحب ورقعہ بنام سید قاسم علی
شاہ صاحب نوشتہ فرستادہ ام خواہند رسانید امید کہ خدائے تعالیٰ بسعیٔ۔
سرمیناں گرہ کشائی فرماید آئندہ احوال خود مینوشتہ باشند والسلام۔

(۳) فضیلت ومحبت دستگاہ مولوی عبدالرحمٰن بن حاجی محمد سعید
سلہم اللہ تعالےٰ از فقیر رفیع الدین بعد سلام تحیۃ السلام مکشوف باد سابق
ازیں دو رقعہ آں عزیز القدر رسیدہ بود در یکے سوال معنی شعرے بود
کہ نہ الفاظ او درست بودند ونہ وزن او ظاہر از کتابے سقیم نقل نمودہ باشد
ودر رقعہ دویم استفسار از مسئلہ بود کہ شاہ صفی القدر صاحب آں
را از نوشتہ فقیر بر فضلائے آنجا عرض کردند وآنہا بانکارش آمدند وفقیر را ایں
مسئلہ مطلقاً محفوظ نہ بود کہ کدام مسئلہ است واز کدام باب ست واکنوں
رقعہ کہ رسید در وے دو خط برائے حکیم غلام حسین خاں وحکیم عطاء اللہ خاں
مرقوم بود دو خط بنام ہر دو صاحب نوشتہ ملفوف ہمیں خط ساختہ فرستادہ
است حق تعالےٰ نافع گرداند وآنچہ در مقدمہ استفتا ارقام نمودہ بودند
معلوم شد ومراں بکنایہ مفہوم گشت وصراحتہً آں موعود علی اللقا ماند اما ہنوز
استفتائے ازاں طرف نرسیدہ مگر از طرف لکھنؤ در مقدمۂ وحدت وجود ووحدت
رسیدہ بود صاحبان رام پور را ازیں باب بحثے والتفاتے نیست جواب
آں را فقیر ہنوز فرصت نوشتن نیافتہ اماد در رسالہ ہمراہ آں بودند یکے رسالہ
میاں عبدالرحمٰن نام مرد سندھی دویم رسالہ مولوی عبدالحکیم نام معترض آں

Marfat.com

میاں محمد اسماعیل برادر زادہ ما فرزند میاں عبدالغنی و مولوی عبدالرشید الدین
خاں شاگرد ما شدہ اند و در مسائل شرعیہ فقیہہ از طرف رام پور خطے نرسیدہ
والسلام حاجی عبداللہ صاحب و میاں عبدالرحیم برادران را سلامہا خواہند
و مسماۃ محمدی بیگم دختر حاجی محمد شاہ را سلام رسانند و خیریت
ایشاں مینویسند والسلام۔

Marfat.com

مکتوبات

شاہ عبدالعزیزؒ

و

شاہ رفیع الدینؒ دہلوی

(اردو ترجمہ)

از مولوی محمد سلیمان بدایونیؒ

و

مولوی محمد جمیل الدین بدایونی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فضائل مراتب وگرامی قدر اخون زادہ عبدالرحمٰن اور ان کے بھائیوں کو واللہ برتر انہیں سلامت رکھے) فقیر عبدالعزیز کی طرف سے بعد سلام شوق معلوم ہو کر بعافیت ہونے پر خدا کا شکر ہے اور اس کی درگاہ کرم میں درخواست ہے کہ ہمیں اور تمہیں معاف کرے۔ آپ کا گرامی نامہ ملا۔ اور خیریت معلوم ہوئی خدا کا شکر ادا کیا۔ رسالہ مذکور انشاء اللہ تعالےٰ محمد صالح کی دکان پر بھیج دیا جاوے۔ بڑے بھائی صاحب شاہ محمد صاحب سلمہم اللہ تعالیٰ لکھنؤ شہر میں محمد افضل خاں کی چھاؤنی میں رہتے ہیں اور خیریت سے ہیں ان کے اکثر خطوط آتے ہیں اطمینان رکھئے اور ہر طرح سے خیریت ہے مگر کافروں کے غلبہ اور ان کی کارروائیوں سے مسلمانوں کے ذرائع معاش خصوصاً علماء اور فقراء کے گروہ کے مسدود ہیں اور زندگی تلخ ہے خدائے تعالیٰ اسلام کو غلبہ اور ظاہری اور باطنی اطمینان عطا فرمائے۔ دعاء خیر کے سوا اور کیا لکھوں۔ والسلام

(۲) فضائل مآباں عزیز القدر اخون زادہ میاں عبدالرحمٰن و دیگر فرزندان حاجی صاحب مرحوم سلمہ اللہ تعالیٰ، کو فقیر عبدالعزیز کی طرف سے بعد مسنون واضح ہو کہ آپ کا خط ملا۔ اس میں لکھا ہے کہ چند بار خط بھیجے گئے لیکن جواب نہ ملا۔ ادھر تو اس وقت تک کوئی خط نہ پہنچا ورنہ کیسے ممکن تھا کہ جواب میں قصور ہوتا یا کاہلی سے کام لیا جاتا۔ یہی خط ہر کارہ کے ذریعہ سے پہنچا۔ بلکہ مجھے خود آپ برادرانِ دینی کی طرف سے فکر و تردد تھا کہ

Marfat.com

کہاں ہیں اور کیسے ہیں ۔ اور کوئی شخص ایسا نہ ملا جو آپ کے حالات سے واقف ہوتا ۔ اور اس خط میں بھی اپنا حال تفصیل سے نہیں لکھا ہے لہذا انتظار ابھی باقی ہے اور فقیر کو اپنا دعاگو خیال کریں اور اس ملک کے نوابوں اور امیروں کی بد اعتقاد کی بابت لکھا ہے ۔ ویسا ہی سننے میں آیا ہے ۔ اللہ ہمیں کافی ہے ۔ اور سب سے اچھا کارساز ہے اور خدائے بزرگ و برتر کے سوا کسی کو قوت اور توانائی نہیں ہے ۔ اس ملک میں جب سے جاٹ اور مرہٹوں کو غلبہ حاصل ہوا اسلام کی ظاہری صورت جو پہلی تھی اگر مردہ نہیں حقیقت سے خالی تھی بگڑ گئی اور مسلمانوں کو عام طور پر اور علماء اور زاہدوں کو خاص کر طرح طرح کی تکلیف ایسی پہنچتی ہے لہذا یہاں سے ہجرت کا ارادہ ہے اور ہندوستان میں اس ملک کے سوا کہیں مسلمانوں کا مجمع نہیں ہے ۔ لیکن اس ملک کے لوگوں کی خرابیٔ اعتقاد کو سنکر اس معاملے میں دیر کر رہا ہوں ۔ اور مجبوراً اس وقت تک وادیٔ مخرب میں قیام اختیار کیا ہے ۔ اگر پریشانی کی نوبت ہوئی مجبوراً اسی طرف پہنچیں گے اور وہاں کے امراء کے فاسد عقیدوں کو دور کریں گے ۔ لیکن ہدایت اور گمراہی لامذہبی کے ہاتھ نہیں ہے فقیر نے گذشتہ زمانے میں اس تہمت کے رد میں ایک رسالہ بھی لکھا ہے ۔ انشاء اللہ تعالےٰ اس کی نقل بعد میں بھیجی جاوے گی ۔ اور بڑی بھائی صاحب شاہ محمد صاحب کے ہاں اب تک لکھنؤ میں ٹھہرے ہیں ان کے خطوط اکثر آتے ہیں اور خیریت معلوم ہوتی رہتی ہے اس وقت چند ماہ نواب افضل خاں برادر نجیب الدولہ مرحوم کے ساتھ رہتے ہیں اور نواب افضل خاں

Marfat.com

سلوک بھی کہتے ہیں۔ خیریت سے ہیں اطمینان رکھئے۔ حاجی محمد سعید جیو
کے سب لڑکوں کے نام تحریر فرمایئے تاکہ دعا کے وقت نام لے کر دعا کیجاوے
اللہ برتر سب کو نیکی اور رضائے الٰہی کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ظاہری و
باطنی مکروہات سے محفوظ رکھے۔ اخون زادہ یہاں خود پہلے مل چکے ہیں اور ان
کے نام سے پوری واقفیت ہے اور دوسرے بھائیوں سے نہ ہی ملاقات ہوئی
اور نہ نام معلوم ہوئے۔ ضرور اطلاع دیجئے۔ ظاہری اور باطنی دعائے
خیر کے سوا کیا لکھوں میرے تینوں بھائی میاں رفع الدین و میاں عبدالقادر
اور میاں عبدالغنی دعا کہتے ہیں۔ ۲۱ ربیع الثانی

(۳۵)

فضیلت مآب گرامی قدر اللہ برتر آپ کو سلامت رکھے۔ فقیر عبدالعزیز کی طرف سے
بعد سلام محبت کے واضح ہو کہ آپ کا گرامی نامہ مرحمہ بعد ملاء اور حالات مندرجہ معلوم
ہوئے۔ خط و کتابت نہ کرنے کی جو شکایت آپ نے لکھی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ آپ کو میری حالت معلوم نہیں ہے اور نہ یہ معلوم ہے کہ میں کس حال میں گرفتار ہوں
چار سال سے مجھے سخت مرض ہو گیا ہے اور سب کام چھوٹ گیا ہے۔
ڈیڑھ سال سے اتنی زیادتی ہے کہ حواس ہی نہ رہے خصوصاً آج کل کہ بات
کرنے اور سننے سے بھی مجبوری ہے۔ اس بیماری کے شروع ہونے سے
میں نے کسی کو خط نہیں لکھا ہے جب کسی کا خط آتا ہے تو جواب ضروری
ہوتا ہے اور جواب لکھوا دیا جاتا ہے۔ وہ بھی اپنے ہاتھ سے نہیں لکھ سکتا
میرے اکثر خطوط جو دوستوں کو جاتے ہیں انہیں دیکھ لیجئے کہ میرے

Marfat.com

دستخط نہیں ہوتے ۔اس سے پہلے میں عبارت لکھوا دیا کرتا تھا اور دوسرے لکھ دیتے تھے ۔اب کچھ دنوں سے میں لکھوا بھی نہیں سکتا ہوں ۔بلکہ خطوں کا دیکھنا اور یہ دیکھنا کہ خطوں کا جواب جو میں نے لکھوایا وہ ٹھیک ہے مشکل ہو گیا ہے اور دن رات عجب حالت میں گزرتے ہیں جس کا لکھنا ممکن نہیں وہ تو دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا ہے ۔اس زمانہ میں جس نے فقیر کو دیکھا ہو ان سے دریافت کیجئے کہ کیسی گذرتی ہے ۔ الغرض ایسی حالت ہے کہ جسے نہ زندگی کہہ سکتے ہیں نہ موت ۔جس نے مجھے پہلے دیکھا تھا وہ اب دیکھے تو یہی جانے گا کہ یہ شخص جو اس مجبوری کے عالم میں ہے ۔ اور تحفہ اثنا عشریہ میں یزید کے لئے پلید اور خبیث استعمال کیا گیا ہے یزید پلید حدیث کی بنا پر ہے جس سے فردوس دیلمی اور دوسری کتابوں میں اور نیز صاحب صواعق محرقہ نے اس حدیث کو نقل کیا ہے ۔بلکہ حاکم کی روایت سے یہی ثابت ہے کہ سب سے پہلے جو میری سنت کو تبدیل کرے گا وہ بنی امیہ میں سے ایک یزید نامی ہو گا۔" اور بروایت اول کے مطابق کہ جو میری امت کے امر میں سوراخ کرے یعنی خلل ڈالے وہ ضرور پلید اور خبیث ہے اور اس کی پلیدی اور خباثت میں کوئی شک نہیں ہے اور میں نے کوئی بات اشارۃً یا کنایۃً معاویہ رضی اللہ عنہ کی بابت نہیں لکھی اگر تحفہ اثنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عشریہ میں ایسی کوئی بات ہے تو وہ الحاق ہے جو لوگوں نے فتنہ انگیزی کے لئے کیا ہے اور گروہ رفضہ کے مذہب کی بنیاد ابتدا ہی سے مکر و فریب پر ہے ۔چنانچہ میرے کانوں تک یہ پہنچا ہے کہ الحاق کرنا شروع کر دیا ہے ۔

Marfat.com

اللہ ہی سب سے اچھا نگہبان ہے مگر یہ تعریفات معتبر نسخوں میں نہ ملیں گے اور بوڑھے قندھاری نے جو شکایت کی ہے۔ اس کا دفعیہ یہ ہے دنیاوی ذلت اور کمی کوئی امر معیوب نہیں۔ فتوح عراق میں مغیرہ بن شعبہ سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ عرب والے ذلیل تھے اور اسلام سے اللہ نے انہیں عزت دی،، آج کل اس ضلع میں دیکھو کہ سید جو اشراف الشرفا ہیں وہ کافروں کے ہاتھوں میں کیسے پھنسے اور ذلیل ہیں اور کافروں کی رعیت ہونے کو غنیمت سمجھتے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کے دل میں ان کی عزت نبی کریمؐ کی اولاد ہونے سے ہے وہ کافروں کی رعیت ہونے اور ذلیل ہونے سے نہ جائے گی۔ قندھار کے افغانوں کو بھی اسی قسم کی دنیا کی ذلت تھی اور وہ بھی سلاطین صفویہ کے عہد میں تھی۔ اب وہ ذلت بھی نہ رہی لہٰذا کوئی شکایت کی بات نہیں گذشتہ زمانہ کا حال بیان کیا گیا اور ہرگز یہ عیب نہیں ہے بلکہ لوگ تو خود بیان کیا کرتے ہیں کہ ہم پہلے زمانہ میں ایسے تھے اب اللہ برتر نے ہمیں عزت دی ہے بلکہ ایسا ذکر تو اللہ کی نعمت کا بیان کرنا ہے۔ بمصداق آیۂ کریمہ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اس میں جیسا بیان کیا گیا اسے یاد کرنا چاہیئے کہ اللہ نے ہمیں ذلت کے بعد عزت عطا فرمائی۔ یہ حدیث صحیح ہے اور اس کے معنی میں بھی کوئی دقت اور شبہ نہیں ہے۔ حبیب معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے پیرو شامی وغیرہ باغی ہوئے چنانچہ اہل سنت وجماعت کا یہی مذہب ہے اب تو کوئی بھی شبہ نہ رہا اور یدعونھم الی الجنۃ کے معنے ہیں وہ انہیں حق کی طرف بلاتے ہیں۔

Marfat.com

اور یدعونک الی النار کے معنی ہیں تجھے باطل کی طرف بلاتے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ عمار کے عقیدہ کے موافق اور حقیقت بھی یہی ہے کہ وہ لوگ اس گروہ کو حق کی طرف بلاتے تھے اور وہ گروہ انہیں باطل کی طرف بلاتے تھے۔ میرے بھائی رفیع الدین کچھ دن سے دوآبہ میں سفر کر رہے ہیں۔ اگر وہ وہاں ہوتے تو سب باتوں کو تحقیق و تفصیل سے لکھتے اور سجع بھی کہہ کر بھیجتے جب وہ آئیں گے اور ان کا عربی سجع آگیا تو ضرور لکھ دیا جاویگا دلائل الخیرات کے اسناد اس وقت موجود نہیں ہیں انشاء اللہ تعالیٰ کبھی فرصت میں تلاش کر کے بھیجدیا جاوے گا۔ اور اسلحہ کے تعویذ ماہ سفر کے آخری چہار شنبہ کو لکھے جاتے ہیں۔ جب لکھے جاویں گے بھیجے جاویں گے اور آپ کے خوف اور ترس کا تعویذ بھیجا جاتا ہے۔ گلے میں ڈالنا چاہیئے۔ اخون زادہ میاں عبداللہ آپ کے بڑے بھائی کہاں ہیں۔ ان کا حال اور دوسرے بھائیوں کا حال مفصل لکھو۔ جب آپ خط لکھیں تو ان کے حالات تفصیل سے لکھئے۔ اور سب کو سلام کہہ دیجئے

(۴)

فضائل مآب حاجی الحرمین اخون زادہ عبداللہ و عبدالرحمن سلمہ اللہ تعالیٰ فقیر عبدالعزیز کی طرف سے مسنون الاسلام اور ترقی دارین کے لئے دعائیں پہونچیں۔ تمہارا خط مسرت نمط ملا۔ تمہاری اور تمہارے بھائیوں کی خیریت معلوم ہوئی خدا کا شکر ادا کیا۔ اور طبیعت کو اطمینان ہوا فقیر ہمیشہ دوستوں کے لئے خاص طور پر تمہارے لئے کہ حاجی محمد سعید مرحوم کی یادگار ہو دعاگو اور خیر خواہ ہے۔ ملاقات کا اشتیاق جب کہ لکھا ہے۔

Marfat.com

کیوں نہ ہو۔ مثل مشہور ہے باپ دادا کی محبت، دنیا کی قرابت داری ہے
حاجی صاحب مرحوم کی محبت مجھے حد سے گزر گئی تھی۔ البتہ اصل کے حالات
فروع میں سرایت کئے ہوئے ہیں اور ہمارا دل پھر تمہارے دیکھنے کو چاہتا
ہے لیکن اللہ تعالےٰ خیریت و اطمینان کے ساتھ عمل میں لائے۔ اس معنی
(ملاقات) کے واقع ہونے تک تعلیم دو۔ اس کے مشاغل سننے سے جو
تم رکھتے ہو مجھے خوشی ہوتی ہے اور ہم اس بات کے خواہشمند ہیں۔
کہ اللہ تعالےٰ تم کو ظاہر و باطن میں اپنے نیک بزرگوں کے پسندیدہ طریقے
پر قائم رکھے۔ تم نے لکھا تھا کہ حافظ معین الدین کے ذریعہ سے ایک خط
بھیجا ہے جس کا جواب اس طرف سے نہیں بھیجا گیا۔ تمہاری طرف سے حافظ
معین الدین کے ذریعہ کوئی خط نہیں آیا تھا لیکن بہت دن ہوئے ایک
دوسرے ذریعہ سے ایک خط پہنچا تھا اور ہم نے اس کا جواب بھی بھیج دیا
تھا۔ غالب ہے کہ پہنچا ہوگا اور اس کا بھی احتمال ہے کہ راستہ میں ضائع
ہو گیا ہو۔ بہر حال ہم کو اپنے حق میں دعا گو سمجھو۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میر سید احمد کی حمایت

بنام منشی محمد نعیم خاں

منشی صاحب عالی مراتب زبدۂ اہل اخلاص خلاصہ ارباب اختصاص
اللہ تعالےٰ محفوظ رکھے، دنیا اور آخرت میں برکتیں نازل ہوں، فقیر عبدالعزیز
کی طرف سے سلام مسنون اور دعائے نزدیک کے بعد معلوم ہو کہ آپ کا
محبت آمیز خط میر سید احمد صاحب دامت ان سے مسلمانوں کو نفع بخشے، کے
مکتوب کے ساتھ ملا اور سوال بھی تفصیل سے معلوم ہوا میرے دوست اس
رقم کا قصہ .... حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے
میں بھی ان کے نذکستوں کو پیش آیا تھا کہ ان کے بلند مرتبے ان پر ظاہر ہو
جاتے تھے اور دور دراز کے وعدے غیب سے ان پر ظاہر ہو جاتے تھے
لوگوں نے یہی بات پوچھی سید الطائفہ نے فرمایا تِلْكَ خَيَالَاتُ تَرَبِّيٰ
بِهَا اَطْفَالُ الطَّرِيْقَةِ یعنی یہ خیالات بے اصل نہیں ہیں بلکہ خدا کی طرف سے
ان لوگوں کے لئے ہوتے ہیں کہ جو طریقت میں تربیت حاصل کرتے اور کسی شخص
کے تابع ہوتے ہیں جو ان کو خدا کی طرف دعوت دیتا ہے۔ ان کی ایسی مثال
ہے کہ جس بچے کو مکتب میں لے جاتے ہیں تو استاد یا ماں باپ اس سے
اچھے اچھے وعدے کرتے ہیں کہ تیرے لئے ہم نے اچھا لباس بنایا ہے
اور مٹھائی تیار کی ہے اور تمہیں ہم فلاں اچھی چیز دیں گے اور ہم تم سے
بہت خوش ہیں۔ اور تمہارے لئے پتنگ کی تختی بنوائی ہے۔ وعلیٰ

Marfat.com

ہذا القیاس پہلے بزرگوں اور اولیائے کرام مثلاً غوث اعظم قدس سرہ اور دوسرے بزرگوں سے مغفرت کے وعدے متبعین اور مریدوں کے لئے رحمت اور ان کے طفیل سے تمام مخلوق پر نظر رحمت کی، روایات منقول ہیں۔ اور وہ سب وعدہ صحیح ہوئے مشہور حدیث میں آیا ہے کہ اس امت میں چالیس ابدال ہیں کہ ان سے کوئی زمانہ خالی نہیں ہوتا۔ بھم یمطرون اھل الارض وبھم ینصرون وبھم یرزقون، کہ دنیا والوں کے لئے ان کے طفیل سے بارش ہوتی ہے نصرت اور رزق حاصل ہوتا ہے پس کیا تعجب ہے کہ ان مراتب میں سے چند مرتبے میر سید احمد کو بھی حاصل ہو گئے ہوں اور اُن میں سے ان کے معاصرین کو بھی کچھ اثر پہنچا ہو۔ غرض کہ اس کا انکار اچھا نہیں ہے بلکہ انتظار کرنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ ان وعدوں کے اثرات کو ظاہر فرمادے پس یہ سب باتیں سچ ہیں۔ ترقی دارین کے سوا اور کیا لکھوں۔

بنام مولوی نور محمد صاحب

مولوی صاحب مجمع کمالات ومناقب اور پابند احکام شریعت مولوی نور محمد صاحب سلمہٗ۔ سلام مسنون کے بعد احقر عبدالعزیز التماس کرتا ہے کہ آپ کا خط جس میں توحید وجودی اور توحید شہودی کا مسئلہ دریافت توحید کیا ہے۔ اور وحشت ناک باتوں کا انکار کیا ہے ملا۔ وجودی اور شہودی مہربان من حقیقت امر یہ ہے کہ صوفیہ کرام قدیم سے اس مسئلہ کی طرف

Marfat.com

اشارہ کرتے تھے اور اس کی تاویل کبھی حکایت سے ہو سکتی تھی اور کبھی سکر پر محمول کی جاتی تھی چنانچہ اپنے چند بزرگوں کے قول لکھے ہیں۔ لیکن پانچسو سال سال بعد کہ طبقہ سلف گذر گیا ان حضرات کے دو فرقے ہو گئے اور کثیر جماعت نے ان اشارات کو حقیقی سمجھ کر اس کے قائل ہوئے کہ وجوب اور امکان قدیم وحادث و مجرد اور جسمانی و مومن اور کافر و طاہر و نجس کے مراتب میں وجوب وجود واحد ظاہر ہے لیکن ہر مظہر کے لئے جدا حکم ہے اور مظاہر کے احکام میں فرق ضروری ہے۔ مومن کے لئے نجات، اور کافر کے لئے قتل اور قید کا۔ اور یہی حالت تمام متضاد صفتوں میں ہے چنانچہ لکھا ہے ؎

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد گر فرق مراتب نکنی زندیقی

اور شریعت کے ظاہر احکام بھی اسی فرقے سے وابستہ ہیں کیونکہ بیاہی عورت حلال اور غیر منکوحہ حرام ہے۔ باپ کی تعظیم ضروری ہے اور ہر ہر پیکار کافر واجب التحقیر۔ احکام میں فرق نہ کرنا اور محض وحدت وجود کا لحاظ رکھنا خلاف شریعت اور الحاد اور بے دینی ہے اور اسی طرح وجود کو جو ان کے خیال میں عین ذات حق ہے باوجودیکہ وہ مختلف مظاہر میں ظاہر ہے، حدیث محض میں ہر نقص سے پاک صاف اور کمالات سے متصف جانتے اور یہ بھی یقین کرتے کہ کثرت کے مراتب کے نقائص اس پر عائد نہیں ہوتے مثلاً شعاع آفتاب باوجودیکہ نجاستوں پر پڑتی ہے۔ مگر وہ نجس نہیں ہوتی اور مفہوم انسانی کی حقیقت اگرچہ مسلمانوں و کافروں و صالح و کافر اور عالم و جاہل میں ظہور کرتی ہے لیکن خود نقصان قبول نہیں کرتی اور اکثر صوفیوں اور

Marfat.com

مشہور علماء نے اسی طریقہ کو اختیار کیا ہے اور اس بارے میں رسالے اور کتابیں لکھی ہیں ان میں سے قابل اعتماد دو ہیں جو سلسلہ قادریہ کے شیخ اکبر محی الدین بن العربی و شیخ صدرالدین قونوی و شیخ عبدالکریم جیلی شیخ عبدالرزاق جھنجانوی و شیخ امان پانی پتی نے اور سلسلہ کبرویہ کے مولانا جلال الدین رومی اور شمس الدین تبریزی نے اور سلسلہ سہروردیہ کے فریدالدین عطار نے اور سلسلہ چشتیہ کے سید محمد گیسو دراز نے اور سید جعفر مکی نے اور سلسلہ نقشبندیہ کے حضرات خواجہ عبیداللہ احرار و ملا نورالدین جامی اور ملا عبدالغفور لاری اور حضرت باقی باللہ کابلی نے لکھی ہیں۔ اور اسی خیال کے شیخ عبدالرزاق کاشی اور شمس الدین فناری و قیصری و سعدالدین فرغانی ہوئے ہیں اور ان بزرگوں کی تصانیف موجود اور مشہور ہیں چنانچہ وہ آپ کے ملاحظہ سے گذری ہوں گی دوسری جماعت ان اشارات کو تصریف بیان اور مستی پر محمول کرتے ہیں اور وحدۃ وجود سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بعض وقت سالک کی نظر میں وحدۃ وجود آتی ہے مگر حقیقت میں نہیں ہوتی۔ چنانچہ آفتاب کی روشنی میں ستارے بے نور ہو جاتے ہیں اور نظر نہیں آتے حالانکہ موجود ہوتے ہیں اور نور بھی رکھتے ہیں لیکن دن کے وقت نور آفتاب کے غلبہ کی وجہ سے ان کا نور ماند ہو جاتا ہے اور یہی حال چراغ کا مشعل کے سامنے ہے ....

ہاں اگر کوئی ایک طریقہ کی تقلید میں غلو پیدا کرکے اور ترقی مراتب کو بھی نظر انداز کر دے اور اعتدال کو چھوڑ کر خالق کو معبود اور حادث کو قدیم اور ملوث کو منزہ اور حرام کو حلال اور نجس کو پاک سمجھے تو وہ ملحد اور

Marfat.com

زندیق ہو جاتا ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جس گروہ نے خالص توحید کی راہ اختیار کی ہے اول کی توحید محض مشاہدہ اور نظر میں ہے نہ وجود میں اور یہ مذہب شیخ علاء الدین سمنانی اور قدماء کی دیگر جماعتوں کا اور امام احمد ربانی اور ان کے متبعین کا ہے اور ان حضرات کے اس عقیدہ کے ثبوت میں بہت سے رسالے اور کتابیں لکھی ہیں، جیسا آپ کو معلوم ہوگا۔ پس ہم لوگوں کو جو اس اختلاف کے بعد پیدا ہوئے ہیں ان دونوں طریقوں میں سے کسی ایک سے علیحدگی اور دوسرے اعتقاد میں ہو سکتا۔ پس ہمارے لئے یہی راستہ ہے کہ جس طرح ہم اربعہ مذاہب میں حق کو دائر سمجھ کر کہتے ہیں کہ مذہب حنفی صحیح ہے جس میں خطا کا احتمال ہے اور دیگر مذاہب، شافعی مالکی وغیرہ غلط اور اس میں صحت کا احتمال ہے۔ اسی طرح ان دو مذہبوں توحید وجودی اور توحید شہودی میں ایک دلیل کو مرجع جان کر دوسری کو گمراہی اور بے راہی نہیں ماننا چاہیئے، کیونکہ اس سے بہت سے بڑے علماء اور مشائخ کی گمراہی اور تکفیر لازمی آتی ہے۔ یہ اختلاف سنی و رافضی یا سنی و خارجی کے اختلاف کے مانند نہیں ہے کہ تکفیر اور تذلیل دونوں میں سے کس طرف کی کیجاوے ہاں یہ اختلاف مذہب اربعہ کے اختلاف کی مانند ہے۔ ہاں اگر توحید وجودی کے قائلوں میں سے کوئی اعتدال سے بڑھ جائے اور الحاد اور زندقہ کے درجہ پر پہنچے تو وہ بے راہ اور گمراہ ہے اور اسی طرح توحید شہودی کے قائلوں میں سے اعتدال کی راہ سے نکل کر علماء اور صوفیہ کی جماعت کثیر کی تکفیر اور تذلیل کرے وہ بھی قابل طعن اور ملامت ہوگا۔ یہ ہے اس معاملہ

تکفیر کا فائدہ

کالب لباب، میاں رمضان صاحب کے حال کو دیکھا چاہیئے۔ اگر وہ پابند شریعت ہیں اور لوگوں کو نماز و روزہ و تلاوت قرآن و ذکر و رجاء و خوف صلاح و تقویٰ کی طرف بلاتے ہیں تو وہ الحاد اور زندقہ سے بہت دور ہیں اور اگر معاذاللہ احکام شریعت کی پابندی نہیں کرتے ہیں اور اگر آدمیوں کو اباحت اور بے دینی کی طرف بلاتے ہیں تو ضرور تکفیر اور تذلیل کے قابل ہیں اور کتب فقہ میں لکھا ہے کہ اگر کسی مسئلہ میں چند اسباب ہیں جو موجب کفر ہیں اور ایک وجہ کفر کی ہے پس مفتی پر لازم ہے کہ وہ عدم کفر کی طرف مائل ہو۔ سوائے اس صورت کے کہ قائل نے خود کفر کی تصریح کر دی ہو۔ فتاوی عالمگیری میں مرقوم ہے

بنام حافظ مصری صاحب

توحید وجودی اور توحید شہودی

حافظ صاحب مہربان عالی مراتب مجمع حسنات و مناقب حافظ مصری صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ فقیر عبدالعزیز کی طرف سے بعد ابلاغ سلام مسنون معلوم ہو کہ آپ کا خط بابت مسئلہ وحدۃ وجود اور اس کے انکار کرنے پر جو معاملہ میاں محمد رمضان صاحب اور مولوی نور محمد صاحب کے درمیان ہوا اعلا۔ مہربانی سے توحید وجودی کے قائل اکثر اولیاء اللہ ہیں جو اہل سنت و جماعت کے خواص سے ہیں اور ہر طریقہ کے ہیں۔ چنانچہ ان میں سے بعض کے نام نور محمد صاحب کے خط میں لکھے ہیں۔ پس جو توحید وجودی کے قائل ہیں انہیں کافر کہنا اور ان کے پیچھے نماز ادا کرنے سے پرہیز کرنا اور ان سے شادی بیاہ نہ کرنا اور ان کا ذبیحہ نہ کھانا ہرگز جائز

Marfat.com

نہیں بلکہ انہیں مسلمان اور اہلسنت جاننا چاہیئے۔ اور ان سے سلام اور چھینک
کے جواب اور مریض کی مزاج پرسی اور نماز جنازہ اور دعائے مغفرت میں اہل
سنت مسلمانوں کا برتاؤ کرنا چاہیئے۔ ہاں توحید وجودی کا اعتقاد اسلام کے ضروری
اعتقادات میں داخل نہیں ہے اگر کوئی اس پر اعتقاد نہ رکھے اور اسے نجانے
تو اس کے اسلام میں کوئی نقصان نہیں ہے لیکن یوں اولیاء اللہ کی جو توحید
وجودی کے قائل ہیں ان کی تحقیر و توہین اور تکفیر و تذلیل نہیں کرنی چاہیئے اور
عوام الناس کے لئے یہ بہتر ہے کہ وہ اس مسئلہ کے اثبات اور انکار میں خاموش
رہیں اور اس مسئلہ میں بحث و تکرار نہ کریں۔ کیونکہ ہر شخص کی عقل اس مسئلہ کو
نہیں سمجھ سکتی۔ اور کتاب "بلبل باغ نبی" کے ابیات میں وہی الفاظ ہیں جو
مولانا جلال الدین رومی و شیخ فرید الدین عطار و فخر الدین نے استعمال کئے
لیکن ان الفاظ کو عوام کی مجلس میں بیان نہ کرنا چاہیئے۔ تاکہ وہ کم سمجھی سے
فتنہ میں نہ پڑ جائیں اور قدماء صوفیہ کے اصطلاحات میں حقیقۃ الحقائق آیا
ہے جو شرع میں نہیں آیا۔ اہل سنت کے ہر فرقے میں بعض اصطلاحیں ایسی
ہیں جو شرع میں مستعمل نہیں ہے۔ مثلاً متکلمین اہل سنت کے اصطلاح میں
واجب الوجود۔ اور اہل سنت صوفیہ کی اصطلاح میں وجود مطلق۔ قیصری
و فرغانی اور مولانا جامی کے کلام میں بہت آیا ہے اور شرع میں نہیں آیا ہے
پس ان لفظوں کا اطلاق اگرچہ بدعت ہے لیکن بدعت سیئہ نہ ہوگا۔ کیونکہ
اس کا استعمال بہت سے مقدس اور متقی عالموں نے کیا ہے۔ شاہ محمد رمضان
صاحب جو لوگوں کو نماز پڑھاتے ہیں اور لڑکیوں کے قتل اور بنی آدم اقارب

Marfat.com

کے نکاح کی حرمت اور ذبح بغیر اللہ اور کفر کی رسموں سے منع کرتے ہیں بالکل
خیر اور ٹھیک ہیں اس میں انہیں نہ چاہیئے بلکہ ان احکام کے رائج کرنے اور
شہرت دینے میں کوشش کرنا چاہیئے کیونکہ سنت کے قائم کرنے اور
بدعت کے مٹانے میں بہت ثواب ہے۔ اور مولوی نور محمد نے مسلمانوں
کی جماعت کثیر کے سامنے جس میں میں بھی تھا وحدت وجود کے قائلوں کی طعن
و تشنیع سے بالکل انکار کیا اور فرمایا کہ اگر دانستہ یا نادانستہ بھول و
چوک سے کوئی بات اس شخص کی زبان سے نکلی ہو تو میں اس سے توبہ نصوح کرتا
ہوں۔ میں نے زیادہ تر مخالفت اس امر کی کی کہ یہ مسئلہ عوام کی زبان پر رائج
اور شائع نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ وہ اس مسئلہ کی حقیقت کو دریافت نہیں
..... کرتے۔ اس حالت میں یہ ضروری ہے کہ اس نواح میں منادی کی جاوے
اور اشتہار دیا جاوے کہ اس مسئلہ کے اقرار یا اثبات میں کوئی گفتگو نہ کی جاوے
اور اس مسئلہ کو زبان پر نہ لاوے۔ جو اس پر عمل نہ کرے گا اسے سزا اور
سرزنش کی جاوے گی اور مسلمان آپس میں شیر و شکر کی طرح مل جل کر رہیں
اور دین کے ضروری کاموں میں جن کا تعلق عقیدہ اور عمل سے ہے ہمیں مشغول
رہیں۔ والسلام۔

فرنگی کی ملازمت

بنام شاہ غلام علی مجددی

شاہ صاحب عرفان مراتب سلکم اللہ تعالیٰ بعد سلام مسنون معلوم ہو کہ
آپ کا خط ملا جس میں آپ نے اس مدرسہ میں چند روز سے فرنگی کی نوکری

Marfat.com

عہدہ مفتی قبول کرنے کی خبر سنکر متفکر ہونے کا حال لکھا ہے کچھ خبر تو صحیح ہے اور کچھ صحیح نہیں۔ اصلی بات یہ ہے کہ مولوی رعایت علی فرنگی کے مختار کا بہت امادہ ہیں اور بار بار مجھے لکھا کہ ایک عالم جو متدین ہو اور رشوت خور نہ ہو اور فقہی مسئلوں سے خوب واقف ہو میرے پاس بھیج دیجئے تاکہ میں ہر واقعہ اور حادثہ میں فقہ کے بموجب فیصلہ کر سکوں۔ یہاں سے یہ لکھا گیا کہ آپ فرنگی کے نوکر اور دبلے ہیں ایسا نہ ہو کہ وہ خلاف شریعت احکام کی تعمیل کا حکم دیں اور ایسی حالت میں اس شخص کو فرنگیوں سے ملنے کی ضرورت پڑے اور امور اسلام میں سستی کا باعث ہو۔ وہاں سے بڑی تاکیدوں کے ساتھ تحریر آئی کہ اس شخص کو فرنگیوں سے ملنے کی قطعاً ضرورت نہ ہوگی اور نہ انہیں خلاف شرع حکم کی تکلیف دی جاوے گی، بلکہ شہر میں ایک علیحدہ مکان میں قیام کریں گے اور شرع محمدی کے مطابق بے کھٹکے حکم کریں۔ ان تحریرات کے موصول ہونے پر اس پر غور و فکر کیا گیا کہ کافروں کے ساتھ ایسا تعاون عمل جس سے شرعی احکام کا رواج متصور ہو شریعت کی رو سے جائز ہے یا نہیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ آیت دل میں (سورۂ یوسف) قال الملک۔ اجعلنی ... انی حفیظ علیم۔

بیضاوی نے کہا کہ اس آیت میں کافر سے ملازمت چاہنا اور اس کے متعلق مدد کرنا اور ملازمت کرنا جبکہ خلق پر اقامت حق اور سیاست کی کوئی راہ نہ ہو سوائے اس کے اس کے جواز کی دلیل ہے۔ یہ تو شریعت سے تعلق رکھتا ہے۔ رہا طریقت کی بابت تو ترک و تجرید اور فقر کا اختیار کرنا اور

Marfat.com

کسب کو چھوڑنا جملہ طریقوں میں اس شخص کے لئے ہے جو اپنے اختیار سے اس ترک کو اپنے اوپر لازم کر لے اور کسی کے ہاتھ پر اس عہد کی بیعت کرے۔ جب کوئی شخص ایسے فقر کا التزام اور اس پر عہد نہ کرے اور دنیاوی علائق سے تعلق اور ملازمت کرنے باوجود اسے مشغولی باطن ذکر و فکر کرنے سے اور مشاہدہ حاصل ہوتا ہے بالجملہ کسب معاش اور تعلق کی اجازت ہے یہ طریقت میں حرام نہیں ہیں ورنہ قاضیوں اور دیگر اہل پیشہ کو طریقت کی تعلیم دینا جائز نہ ہوتا۔ حالانکہ اس فرقہ کے بہت اشخاص اولیائے اکابر ہوئے ہیں اور تکمیل اور کمال کے درجہ پر پہنچے ہیں۔ پھر ایک مبتدی کا کیا ذکر ہے اس طریقت میں ترک اور تجرید قصد اور ارادے سے ہوتی ہے اور وہ بھی چند شرطوں کے ساتھ۔ یعنی بال بچے نہ ہوں اور والدین نہ ہوں کیونکہ ان کی خدمت فرض ہے اور قرابت دار نہ ہوں جن پر شفقت واجب ہے پس قابل غور یہ ہے کہ اس میں کافروں کی صحبت اور حدودِ اسلام میں سستی یا کفر کی رسوم میں ان کی موافقت یا ان کی خوشامد یا کذب یا دیگر مفاسد کا کوئی خوف اور اندیشہ نہیں ہے جو مالدار مصاحبوں کو لاحق ہوتا ہے پس یہ شریعت اور حقیقت دونوں میں بلا شک و شبہ مباح ہے۔ مثلاً ہم نے سنا ہے اور دیکھا ہے کہ خلفاء اور بعض اصحاب اور اولیاء معلّم گری کرتے اور یہودی بچوں کو پڑھاتے اور عمدہ بشارات حاصل کرتے تھے۔ پھر ایسے شخص کا کیا ذکر ہے جس نے ابھی اس وادی میں قدم نہ رکھا ہو اور ترک اور تجرید کو اختیار نہ کیا ہو۔ ان امور مرقومہ کی بنا پر یہ تجویز کیا گیا تھا کہ مولوی عبدالغنی صاحب یہاں سے جاویں اور اگر وہ

Marfat.com

برائیاں نہ ہوں جن کا وہم و گمان ہے تو خیر ورنہ لوٹ آویں۔ جب اتنا معلوم تھا تو دل میں برافروختگی نہ ہونی چاہیئے تھی اور اتنا ذہن نشین مجملاً ہونا چاہیئے تھا کہ میں نے بھی عمر بھر ان مذکورات میں صرف کی ہے اور اپنے آباؤ اجداد کی وضع کو دیکھا اور سنا ہے۔ دفعتہً کوئی ناپسندیدہ حرکت بلا حجت شرعی اور حقیقت کی بابت بلا سوچے سمجھے نہ ہوگی جو مکروہ اور بری ہوں نہ اپنے لئے اور نہ دوسروں کے لئے تجویز کی جاوے گی۔ زیادہ کیا لکھوں۔ والسلام والاکرام

شاہ صاحب عرفان مراتب اللہ آپ کو سلامت رکھے سلام مسنون

کے بعد واضح ہو کہ معارج القدس امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے نفس اور اس کی قوتوں کی شناخت اور اس کے اخلاق کے سنوارنے اور ان کے فساد کی درستی کے بارے میں لیکن یہ حکمت کے طور پر بیان کئے گئے ہیں اور اس میں تھوڑی آمیزش تصوف اور سلوک کے قواعد کی بھی ہے اور کتاب الطاف القدس فی معرفۃ النفس ولی نعمت علیہ الرحمۃ[1] کی تصنیف ہے اس میں تصوف اور سلوک کے قاعدوں کے مطابق لطائف نفس کی شناخت کرتا ہے۔ بالفعل یہ دوسرا طریقہ زیادہ فائدہ مند اور سہل ہے اگر مطالعہ کرنا چاہتے ہیں تو الطاف القدس کو پڑھئے کتاب معارج القدس میں انتہائی دشواریاں ہیں اور اس زمانہ میں اس کے مطالب پر غور کرنا مشکل ہے

دعائے مراتب عرفان و کمال کے سوا کیا لکھوں۔

(والسلام)

---

[1] شاہ ولی اللہ دہلوی۔

Marfat.com

مفتی صدر الدین کے حالات

بنام مولوی امین اللہ صاحب

مولوی صدر الدین صاحب جو اس شہر (دہلی) کے نامور فاضل ہیں۔ اکثر علوم عقلی و نقلی، عربی ادب، اصول، فقہ، کلام اللہ، فنون فارسی میں سب مہارت رکھتے ہیں، اور فقیر کے یہاں اکثر علوم نفسیہ انہوں نے حاصل کئے ہیں اس طرح ان کی ارادت اور تعلق فقیر کے ساتھ موروثی ہے۔ ان کے دادا معتبر فاضل اور میرے والدہ ماجد (شاہ ولی اللہ دہلوی) کے خاص دوست اور شاگرد تھے۔ اس وقت (مفتی صدر الدین) چند معاملات کی وجہ سے کلکتہ آرہے ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ آپ سے ملاقات ہوگی ان کے معاملات کے متعلق۔ ملاقات اور اعزاز و اکرام میں جس قدر ممکن ہو سکے رعایت کیجئے۔

بنام شاہ اہل اللہ دہلوی

اللہ تعالیٰ سکھ اور مرہٹوں کو ہماری طرف سے مزہ چکھائے بہت برا مزہ بہت جلد بلا تاخیر و مہلت کے ان شریروں نے اللہ کی بہت سی مخلوق شہید کر ڈالا اور غریب گڈریوں تک کو اپنے ظلم و ستم سے ستایا ہر سال یہ ہماری بستیوں اور شہروں پر چڑھائی کرتے ہیں اور صبح و شام حملہ کرتے رہتے ہیں آیا کوئی پناہ گزینوں کے لئے پناہ گاہ ہے اور آیا فریادی کے لئے کوئی فریاد رس ہے جس کے دل میں خوف خدا اور انصاف ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ اس ملک سے ان کو تائید فرمائے یہ بدترین دشمن

Marfat.com

ہیں اور غول بیابانی ہیں ۔ میں اپنا ان لوگوں کا معاملہ خدا کے سپرد کرتا ہوں
اس امید پر کہ وہ ہماری حفاظت کرے گا۔

(۳) پھر معلوم ہوا کہ ملک تباہ و برباد ہو رہا ہے ظالموں اور بدمعاشوں
کے ہاتھ سے ۔ آپ پر غالباً یہ مخفی نہ ہوگا ـــــ جو کچھ قوم سکھ نے کیا
ہے جو نشان نحوست ہیں۔

بنام مولوی عبدالرحمٰن صاحب

گینڈے کا حکم

اخون زادہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ۔ آپ کا خط ملا۔
.... نقیر چند سال سے طرح طرح کی بیماریوں کی کثرت سے فقہ کی
کتابوں کی طرف رجوع کرنے سے محروم ہے اور بینائی نہ رہنے کی وجہ سے
کسی کتاب کا مطالعہ نہیں کر سکتا ہوں لہذا کتابوں کے جمع کرنے کو بیکار سمجھ کر
بند کر دیا لیکن جو دیکھا یا سُنا وہ یاد ہے ۔ آپ نے دریافت کیا ہے کہ گینڈے
کی بابت کیا حکم ہے ۔ شیخ الاسلام نے صیدیہ میں دو حکم نقل کئے ایک قول
یہ ہے کہ گینڈا حرام ہے کیونکہ وہ انسان اور دوسرے جانوروں پر حملہ کرتا
اور مار ڈالتا ہے اگرچہ گوشت نہیں کھاتا ہے ۔ پس اس میں درندگی کی صفت
پیدا ہوئی اور سب درندے حرام ہیں ۔ اور کتاب حیات الحیوان میں لکھا
ہے کہ گینڈا انسان کا سخت دشمن ہے انسان کی آواز سن کر اس کا پیچھا کرتا
اور مار ڈالتا ہے اگرچہ اس میں سے کچھ نہیں کھاتا ۔ یہی مستظرف میں ہے۔

Marfat.com

دوسرا قول جو نقل کیا ہے کہ وہ حلال ہے کیونکہ وہ گھاس اور پتی کھاتا ہے اس لئے وہ چرندوں میں ہے درندہ نہیں ہے۔ اس وقت کتاب صیدیہ موجود نہ تھی کہ اس کی عبارت نقل کی جاتی لیکن عبارت کا مضمون یقیناً یہی ہے اور کتاب حیات الحیوان میں کمال الدین موسیٰ اور دمیری شافعی کے قول اس کے حرام ہونے کے بابت درج ہیں۔ یہ کتاب بھی نہ ملی جو عبارت نقل کی جاتی۔ لیکن یہ یاد ہے کہ کرگدن کو حمار ہندی بھی کہتے ہیں۔ لیکن کرگدن مشترک ہے اس جانور اور ایک دوسرے جانور میں جو اس سے چھوٹا ہوتا ہے اور بھینسے کی شکل کا ہوتا ہے اور آخر الذکر کی بابت صحیح روایت ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ نے کو ذمہ میں حلال ہونے کا حکم دیا تھا۔ بعض پرانے علماء کو اشتباہ پیدا ہوا اور انہوں نے اس کے حلال ہونے کا فتویٰ دیا اور حقیقت حال اللہ ہی کو معلوم ہے۔ اور آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ جانور تین جانوروں سے مشابہ ہے اس کا بدن اور پیر فیل کی مانند ہیں اور اس کا وسط بھینسے کی مانند ہے اور اس کے منہ میں جو دانتے ہیں اور سر پر جو سینگ ہے اس سے سؤر سے مشابہت پیدا ہوتی ہے اور کتابوں میں صاف طور پر لکھا ہے کہ جب حلال اور حرام جانوروں مشابہت پیدا ہو تو اس جانور کی صورت پر حکم دیا جائے گا جس سے زیادہ مشابہ ہو۔ اگر حلال جانور سے زیادہ مشابہ ہے تو حلال ہے اور حرام جانور سے زیادہ مشابہ ہے تو حرام ہے چنانچہ بھیڑیئے اور بکری سے جو بچہ پیدا ہوتا ہے یہی حکم لگایا جاتا ہے۔ چونکہ کرگدن میں فیل اور خوک سے مشابہت موجود ہے اس لئے اس کے حرام ہونے کا حکم بہتر اور مناسب تر ہے اور یہ مقررہ

Marfat.com

قاعدہ ہے کہ جب حرام اور حلال جمع ہوں تو حرمت کا حکم ہے (اس کا قول ختم ہوا) فقیر توفیق اللہ تعالیٰ سے کہتا ہے کہ فتاویٰ رحمانی میں مذکور ہے کہ فیل اور کرگدن امام اعظم اور امام ابو یوسف کے نزدیک حلال ہیں۔ اور امام محمد کے نزدیک حرام۔ یہ ذخیرہ سے نقل کیا ہے اور یہ دونوں طرف کی دلیلیں بیان کی ہیں۔ لیکن یہ مخالف ہدایہ کے ہے کیونکہ بیع فاسد کے باب میں میں لکھا ہے کہ امام محمد فیل کو نجس العین کہتے ہیں اور اس کی خرید و فروخت کو جائز نہیں سمجھتے اور یہی رائے کرگدن کے لئے ہے۔ امام اعظم اور امام ابو یوسف کا کہنا ہے کہ ہاتھی درندہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ فیل اور کرگدن دونوں حرام ہیں۔ کھانا نہیں چاہیئے۔ اگرچہ اس کی خرید و فروخت دونوں اماموں کے نزدیک جائز ہے۔ پس کوئی اس کے کھانے کا حکم دے جائز نہیں دے۔

بنام شخصے

مہربان من اکثر اسلامی فرقوں میں اور اہل سنت کے نزدیک یہ مسلّم ہے کہ انسان کے بدن یعنی پریشان روح میں جن و شیاطین تصرف کرتے ہیں اور اس کے نام ہی سے اس امر کا پتہ چلتا ہے۔ چنانچہ عربی میں اسے صرع الجن کہتے ہیں اور عام طور سے آسیب اور خبط کہتے ہیں۔ چنانچہ تفسیر نیشاپوری میں اس آیت کے تحت میں یتخبطہ الشیطان من المس مذکور ہے اور اکثر مسلمان یہ مانتے ہیں کہ تقدیر الٰہی کے ماتحت شیطان

کو مرگی و قتل و ایذا رسانی کی قدرت ہے اور مسئلہ میں فرقہ معتزلہ کے سوائے کسی کو مخالفت نہیں ہے ۔ اور معتزلہ نے اس آیت کی رکیک توجیہات کی ہیں جو اپنی تفاسیر میں درج نہیں اور انہیں نقل کرنا فضول ہے۔ چاروں انجیلوں میں بھی پندرہ حصے آسیب زدہ جن کے لکھے ہیں جو دم عیسےٰ سے بدنوں سے نکلے ۔ اور تھوڑا بہت اس بارے میں حدیث میں ہے اب ہم اصل مسئلہ کی طرف آتے ہیں ۔ آیا انسان مرنے کے بعد تصرف کرتا ہے یا نہیں اس مسئلہ میں علما اہلسنت مختلف الرائے ہیں ۔ اکثر محققین نے مرنے کے بعد انسان کا تصرف تجویز کیا ہے اور بعض نے اس سے انکار کیا ہے ان انکار کرنے والوں کی دلیل یہ ہے کہ اگر انسان بھی یہ کام کرے تو اس کی حقیقت جن کی حقیقت میں منقلب ہو جائیگی اور حقائق کی تبدیلی محال ہے اور اگر انسان صالح ہے تو وہ اس قسم کا ظلم اور ایذا رسانی کیسے کر سکتا ہے کیونکہ یہ نیکی کے خلاف ہے اور اگر وہ فاسق یا کافر بنے تو وہ موکلان عذاب سے اس عمل کے لئے کیسے فرصت پاتا ہے لہذا مجوزین اس بارے میں دو گروہ ہیں ایک جماعت کہتی ہے کہ یہ انقلاب نہیں .... بلکہ آخرت کا مسخ ہے جس کی اصلیت آخرت اور مرنے کے بعد بہت سی حدیثوں سے ثابت ہے جامع صغیر سیوطی میں متعدد کتابوں سے اور معراج منامی کے تتمہ میں آنحضرتؐ سے نقل کیا ہے کہ میں نے بہت سے پوشیدہ شیاطین کی کھالی کو دیکھا جنہوں نے اس مردہ کے کفش کو یکبارگی پکڑ لیا جو حالت ناپاکی میں مرا تھا میں نے اسے ان کے ہاتھوں سے چھڑا دیا ۔ یا جیسا کہا گیا اور اس حدیث سے

Marfat.com

اس قسم کے معاملہ کی بو دماغ میں پہنچتی ہے۔ جب یہ بات آخرت کے مسخ کی قسم ہو گیا تو عذاب سے خلاصی کا کیا سوال بلکہ یہ بھی عذاب کی ایک قسم ہے جس میں وہ گرفتار رہے۔ علماء حنفیہ ماتریدیہ کا یہی مسلک ہے۔ ملا معین جو ماوراء النہر کے معتمد علماء میں سے ہیں برزخ کی شرح میں لکھتے ہیں کہ انسان عالم برزخ میں مسخ ہو کر جن ہو جاتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا عذاب اور غضب ہے جس پر چاہتا ہے اور یہ بھی اس طرح پر ہے جیسا کہ گذشتہ زمانے میں سابق امتوں میں مسخ ہو کر بندر اور سور جاتے تھے۔ لیکن یہ عذاب اللہ تعالےٰ نے عالم شہود میں اس امت مرحومہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے اٹھا لیا باستثناء اس کے جو قیامت کے علامات سے ہوں گے۔ اور صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ قیامت کے قریب اس امت میں مسخ اور زمین میں دھنس جانا اور فحش ہوگا۔ یہ تو برزخ میں انسان کا مسخ ہے اور غالباً یہ کافروں اور ظالم و موذی اور زانی اور مغلم مسلمانوں کا مسخ خاصکر ہے جبکہ وہ حالت خباثت میں مرے یا قتل ہوئے اور یہی حال مرتدوں کا جو بلا توبہ گئے مرے۔ اور ایسے سب لوگ مسخ نہ ہوں گے بلکہ صرف وہ جنہیں اللہ تعالیٰ مسخ کرنا چاہے اور عذاب کرے لیکن صالحین اور ولیوں کا مسخ نہ ہوگا خواہ وہ حالت خباثت میں مریں اور قیامت میں کثرت سے مسخ ہوگا، جیسا کہ وارد ہوا ہے کہ اصحاب کہف کا کتا ملعم ہو جائے گا۔ اور ملعم کتا ہو جائیگا اور کتا جنت میں جائے گا اور ملعم دوزخ میں ڈالا جائیگا اور یہی حال اس شخص کے سر کا ہے جو امام سے پہلے سر سجدے میں رکھے یا اٹھائے اس کا سر گدھے

Marfat.com

کا ہو جائیگا اور اسی طرح راشی اور حدیث بنانے والے وغیرہ کا مسخ ہوگا۔ اور دوسری جماعت کا یہ کہنا ہے کہ یہ تو انقلاب ہے اور نہ مسخ بلکہ گوناگوں گروہوں کے آپس میں ملنے سے افعال و حرکات میں مشابہت کی ایک قسم ہے اور اس طرح کی کہ روہیلہ گروی میں بہت سے ہندیوں نے بڑی پگڑی باندھ کر اور دو زلفیں لٹکا کر چند پشتو کے الفاظ سیکھ کر روہیلہ کی وضع بزالی اور معاملات میں سختی اور بلا وجہ مار پیٹ کرتے تھے یہ بھی اسی طرح کی ہے اور بموجب اس کے کہ جس نے جس قوم کی مشابہت پیدا کی وہ اسی قوم سے ہے۔ اور جو انسان جی کا کام کرنے میں انہیں عام طور پر خبیث کہتے ہیں اور ہندی میں بھوت کے نام سے پکارتے ہیں اور ان میں کوئی حقیقتاً تبدیلی نہیں ہوتی اکثر علمائے عراق و عرب نے اسی کو مسلک مختار کہا ہے اور وہ سب سے زیادہ قوی اور صحیح ہے بہ نظر دلائل کے۔ اور میرے والد صاحب کا بھی اسی طرف میلان تھا۔ جیسا کہ اس مسئلہ کے بحث کے دوران میں متعدد بار ظاہر ہوا۔ سنہ ۱۲۰۱ھ۔

بنام امام شاہ صاحب

گرامی منش امام شاہ جیو سلمہ سلام مسنون کے بعد واضح ہو کہ آپ کا خط جس میں چند مطالب تحریر تھے ملا۔ ان کے جواب لکھے جاتے ہیں

سوال اول بہ حنفی فقیہوں کے نزدیک چہارم داڑھی کا مسح فرض ہے — اور حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ٹھوڑی کے نیچے تر کرتے تھے۔ جب چہارم ریش کا مسح فرض ہے تو ٹھوڑی کے نیچے تر کرنے

کی کیا ضرورت تھی۔ **جواب**۔ ربع ریش کا مسح فرض ہے اور تھوڑی کے نیچے ترکرنا سنت ہے اور اس کا درجہ محض فرض پر اکتفا کرنا بڑھ کر ہے۔ زیر زنخ چہرہ سے علیحدہ ہے لہٰذا اس کا دھونا بھی فرض سے باہر ہے۔ اسی طرح گھنی داڑھی کی ڈھکی ہوئی جلد کا دھونا سنت ہے۔ لہٰذا چہارم ریش کے مسح کے فرض ہونے سے زیر زنخ دھونے کی ممانعت نہیں ہوتی۔

سوال دوم! اللہ جل شانہٗ کا دیدار قیامت میں کس طرح ہوگا۔ ذات کی تجلی ہوگی یا صفات کی۔ **جواب** — اس بات کو مستونی نے ایک بڑے رسالہ میں تفصیل کے ساتھ لکھا ہے یہاں اسے بیان کرنا باعث طول ہوگا۔ مختصراً یہ ہے کہ علمائے اہل سنت وجماعت اس پر متفق ہیں۔ دیدار الٰہی جنت میں بے کیف ہوگا۔ یعنی بغیر کسی رنگ، شکل و مسافت و سمت کے کے ہوگا۔ عقلمند اور صاحب کشف محققوں نے اس کی تصویر چند طریقوں پر بیان کی ہے۔ حکیم ابونصر فارابی نے اپنی کتاب نصوص میں لکھا ہے کہ بعض وقت کلی طور پر ایک شخص کے فہم میں آتی ہے یا بہت سے آدمیوں کی سمجھ میں آتی۔۔۔ ہوتی ہے اول کو رویت دوسری کو معرفت اور تیسری قسم کو علم کہتے ہیں۔ مختصر یہ کہ بدن سے تعلق رہنے کے وقت خدا تعالیٰ سے انکشاف قسم ثانی سے ہے اور بدن کے نکل جانے کے بعد یہ معرفت ترقی کر کے اول درجہ میں پہنچ جائے گی اور اسے رویت سے تعبیر کرتے ہیں اور جل شانہٗ کی قدرت سے ناظر و نظر میں ویسا ہے جرم اور لذات پیدا ہوں گے جو اس ذات مقدسہ کے سزاوار ہے۔ اور اس کی تعبیر کے صرف ابصار اور رویت سے ہو سکتی ہے کیونکہ

Marfat.com

کوئی دوسری عبارت کمال ایک چند کی خبر نہیں دیتی ۔ اور اس نقل کرنے میں کچھ تبدیلی اور اصلاح کی گئی ہے کیونکہ انہوں نے باصرہ میں جرم اور لذات کا پایا جانا نہیں لکھا ہے اور علماء متفق ہیں کہ رویت اسی ادراک کو کہتے ہیں کہ جو حواس کے ذریعہ سے حاصل ہو ۔ محض ادراک قلبی کو نہیں کہتے ہیں ۔ چونکہ یہ قول معتزلہ کی تاویل کے مطابق ہوتا تھا لہٰذا یہ دو تین لفظ اضافہ کر دیئے گئے ۔ اور بعض دوسروں کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ رویت مشاہدہ میں متحقق ہوتی ہے جبکہ اس چیز کا عکس جسے ہم دیکھ رہے ہیں جلیدیہ میں پہنچتا ہے ۔ اور وہاں سے مجمع النور میں اور وہاں سے حس مشترک میں اور وہاں سے نفس ناطقہ خیالی اور وہمی اور عقلی صورتوں کی تجرید کرتا ہے اور اسی سلسلہ سے نزول کرتا ہے جیسا کہ وہم و خیال کے ذریعہ سے معقولات حس مشترک میں اترتے ہیں ۔ اور نظروں کی حالت کی مشابہت پیدا ہو جاتی ہے ۔ لیکن جب تک جلیدیہ (تری جسم) تک نزول نہیں ہوتا حقیقی نظر آنا نہیں کہہ سکتے اور اس عالم میں کہ نفوس پاکی اور طہارت حاصل کر کے اپنے پروردگار سے کمال اتصال پیدا کرتے ہیں اس ذات مقدس کی نورانی شعاعیں عقلی اور وہمی قوتوں پر سایہ ڈالتی ہیں اور وہاں سے خیال اور حس مشترک میں نزول کرتے ہیں ۔ اور فضل الٰہی کے ظاہر ہونے سے انسانی قوت ادراک کی رکاوٹیں مثلاً نیند اور بے حواسی دور ہو جائیں گے اور مجمع النور اور جلیدیہ میں ہی ریزش ہوگی ۔ جیسا کہ اس دنیا میں خیالات بے جہت و بے مکان ہیں وہ معائنہ حقیقت بھی جہت و بے مکان ہوگا ۔

Marfat.com

ایک اور کا یہ کہنا ہے کہ رویت کے بارے میں جو کچھ حدیثؐ میں وارد ہوا ہے اس میں جہت کی نفی اور لوازم جسمانی کی سلب کا کوئی اشارہ نہیں ہے۔ اتنا ہے کہ اس بیان کردہ تجلی کی صورت تمام مظاہر سے دو سبب سے امتیازی صورت رکھتی ہے مگر تمام مخلوقات الٰہی سے کہ وہ بھی صفات الٰہی کے مظہر ہیں اسی طرح امتیاز ہے کہ وہاں تو ظہور ذات بعنوان الوہیت ہے اور تمام مظاہر میں بعنوان آفرینش اور اقسام کائنات ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ نے آگ سے یہ آواز "بے شک میں اللہ ہوں اور میرے سوا کوئی معبود نہیں" سنی۔ اور اس جہاں کی کل صوری و خیالی و حسی تجلیات سے امتیاز اس وجہ سے ہے کہ ذات پاک کا ظہور وہاں کائنات معلومہ صورتوں میں کسی صورت ہوگا اور وہ اسمائی عظمت و کبریائی نور و چمک و جمال و صفا سے پیوستہ ہوگا اور اس میں ذاتی اور اسمائی کمالات اس درجہ کے شامل ہوں گے کہ اکمل اور اشرف ناظر کے وہم اور عقل میں اس کے سمانے کا حوصلہ نہ ہوگا۔ اور اس میں سے زیادہ تر کا تصور ہی نہیں ہو سکتا۔ اور جو کچھ اہل سنت نے لکھا ہے کہ آخرت میں رویت بے کیف ہوگی اس سے صرف یہ مراد ہے کہ معتزلہ کے لوازم جسمیت کے ثبوت سے جو دشواری پیدا ہوتی ہے اس کو رد کیا جاوے۔ جب تجلی کی حقیقت معلوم ہو جائے تمام اشکالات پاش پاش ہو جاتے ہیں اور اسی وجہ سے بعض اکابر فرماتے ہیں کہ نفس کو شہود میں زبردست استغراق ہونے کی وجہ سے کسی غیر چیز کا یعنی زمان و مکان و جہت اور اپنے وجود اور غیر کے وجود کا احساس نہ ہوگا۔ اسی کو معائنہ بے جہت و بے تشکل و بے لوازم جسمیت کہہ سکتے ہیں فی الجملہ

Marfat.com

زید اور عمر کے بعض عرضوں ہی کو ..... دیکھ کر کہتے ہیں کہ ہم نے زید اور عمر کو صریحًا دیکھا۔ جب رویت کے موضوع لغوی شاہد یعنی حاضر میں کی سہولت جاری ہے تو اسے غائب کی بابت دور کرنے کی کیوں کوشش کی جاوے اور کیوں لازمی کر لیا جاوے کہ ذات محض کی حقیقت معرا ہے کہ فہم اور ادراک کے تعلق کے احساس اور نظر کی قید میں آ سکے۔ لیکن یہ خواص و عوام کے حق میں تین وجہ سے مختلف ہوتی ہے۔ اولاً نزدیکی اور دوری کے موافق دوسری حجابوں کی کمی اور کثرت کے موافق اور تیسرے اس دنیا میں جو کچھ حاصل کیا اس سے معرفت اور صفات میں جو زیادتی یا کمی ہو۔ اور اس کی تائید میں یہ ہے کہ ذات مقدسہ کے لئے دلی وجدان میں بلاشبہ بدن ارضی کو روح حیوانی کے مقابل میں زیادہ حجاب ہے اور اسی طرح روح حیوانی کے عالم مثال سفلی کے مقابل میں جو جن و شیاطین کا مقام ہے زیادہ حجاب ہے اور یہی حالت عالم مثال سفلی کی بمقابلہ عالم مثال علوی کے ہے جو ملائکہ مقربین کا مقام ہے۔ اور جب عالم مثال میں ترقی کرے گا تو اسی عالم کی صورت حاصل ہو جائے گی اور اس کا بدن ارواح علویہ کا حکم پیدا کرے گا اور جو چیز غیب میں ہے وہاں پیش نظر ہو گی اور زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہو گی اور اعمال کی حقیقتیں اور فرشتوں کی صورتیں اور جنت و دوزخ کا حال نظر آئے گا۔ اعظم تجلیات الٰہی کے لئے ناگزیر ہے کہ نفس کے اتصال کے مراتب کے موافق ظاہر اور روشن ہو کیونکہ اسی سے تدابیر کا کارخانہ اور قضا و قدر کا فیض اور نبیوں پر شریعت کا نزول اور فرشتوں پر ان ہی کا صدور ہوتا ہے اور قوای روح کی اس پیروی سے

Marfat.com

اعضاء اس واردات کے لئے آزاد ہو جائیں گے اور یقین ہے کہ چشم دید حالت حاصل ہو گی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سوال سوم :۔ کہا جاتا ہے کہ ذات حق اس وقت بھی ویسی ہی ہے جیسی تھی اور اکثر دعاؤں میں آیا ہے کہ پاک ہے وہ ذات جو مخلوقات کے پیدا ہونے اور مٹنے سے نہیں بدلتی۔ اتنی مخلوقات کے ظاہر ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفات میں کوئی تبدیلی نہ ہو سمجھ سے باہر ہے۔

جواب :۔ حق سبحانہ تعالےٰ سے کائنات کے ظہور کی مثال دا اور ہمارے فہم قیاس سے برتر اس کے لئے مثل ہے، ایسی ہے جیسے آئینہ میں صورتوں کو ظہور۔ آئینہ کا جسم معین ہے اور صفات میں کچھ لازمی و خارجی ہیں (In Separable Accident) اور عارضی خارجی ہیں (Separable Accident) لہٰذا آئینہ کے صفات میں دو قسم کی تبدیلی موجود ہے مگر جو صورت آئینہ میں منعکس ہوتی ہے اسے کوئی دخل ان تبدیلیوں میں نہیں ہوتا اور ان کے ظاہر اور پوشیدہ ہونے سے آئینہ کے ذات اور صفات میں تبدیلی نہیں ہوتی ہے۔

سوال چہارم ! کافروں نے اپنی زبردستی سے ملک پر قبضہ کر لیا عرصہ دراز تک وہ ملک ان کے قبضہ میں رہا پس وہ ملک کسی وقت اور کتنی مدت میں ان کی ملکیت ہو جاتا ہے۔ اور کن شرائط پر جو کچھ اس ملک سے دیں یا ہبہ کریں وہ حلال ہو۔ اور اگر مسلمان اسی طرح قابض ہوں اور کسی کو دیں تو اس کا لینا جائز ہے۔

Marfat.com

سوال پنجم :- اگر کافر مال منقولہ پر قابض ہو جائیں اور کسی کو دیں تو اس کا لینا جائز ہے یا نہیں۔

جواب! اگر کافر مال منقولہ پر قابض ہو کر اپنے شہر اور گھر کو لے جاویں مالک ہو جاتے ہیں — اور اگر ملک پر قبضہ کرتے ہیں تو اس میں اختلاف کہ یہ ملک کب دارالحرب ہو جائے گا۔ بعض کہتے ہیں کہ دارالسلام کبھی دارالحرب نہیں ہوتا باستثناء اس کے کہ وہ دارالحرب میں سے مانا جاوے۔ بعض کہتے ہیں جب تک شعائر اسلام میں ایک شعار بھی علانیہ ظاہر ہو دارالحرب نہیں ہوتا اور جب کل شعائر اسلام موقوف ہو جائیں تو دارالحرب نہیں ہوتا ہے۔ لیکن سب سے زیادہ صحیح اور قابل ترجیح یہ ہے کہ جب تک لڑائی قائم ہے اور مسلمان اس ملک کے چھڑوانے سے عاجز ہو گئے ہیں لیکن مطیع نہیں ہوئے ہیں اور کفار کا غلبہ اس درجہ کا نہیں ہوا ہے کہ وہ شعائر اسلامی میں سے جس چیز کو چاہیں موقوف کر دیں مسلمان بھلا ان سے اس طلب کئے ہوئے رہتے ہوں اور اپنی جائدادوں پر بلا ان کی اجازت کے تصرف رکھتے ہوں وہ ملک دارالسلام ہے اور دارالحرب نہیں ہوا اور ان کے تصرفات قابل اعتبار نہیں ہیں۔ اور اسلام کے تسلط کے بعد ان تصرفات کا کوئی اعتبار نہ رہے گا۔ اور جب مسلمان لڑائی میں ہار جائیں اور ان کے مطیع ہو جائیں گو کہ دل میں سامان جمع کرنے کی فکر ہو۔ لیکن مقابلہ سے عاجز ہیں۔ اور مسلمان ان کی امان دینے سے قیام پذیر ہیں اور اپنی املاک پر بھی ان کی امانت سے تصرف رکھیں اور ان کی عدم تعصب کی وجہ سے شعائر اسلام جاری ہوں نہ کہ مسلمانوں کی طاقت کی وجہ سے ملک دارالحرب بھی ہو سکتا

Marfat.com

ہے اس لئے ان کا تصرف جائز اور ان کا ہبہ جاری ہے۔ لیکن مسلمان کافروں کے شہروں پر غالب آئیں اور قبضہ کر لیں تو اس ملک میں ان کے تصرفات جائز ہیں۔ ان باتوں میں جو شریعت کے موافق ہیں اور مسلمانوں کا مال غصب کرنے کا حق نہیں ہے اور صحیح بات جاننے والا اللہ ہے۔

سوال ششم: صلوٰۃ الوسطیٰ کون سی نماز ہے اور اگر ایک وسطیٰ مان لیا جاوے تو باقی چار نمازوں سے کامل پابندی اٹھ جاتی ہے۔

جواب:۔ صلوٰۃ الوسطیٰ میں سات قول ہیں۔ پانچوں نمازوں میں سے ہر ایک کا تعین اللہ پانچوں نمازیں ایک ساتھ مجموعی طور پر، قول ششم یہ ہے کہ یہ بھی ساعت جمعہ اور لیلۃ القدر اور اسم اعظم کی طرح مبہم ہے۔ اور قول ہفتم اور یہی اصح اور ارجح ہے کہ نماز عصر ہے۔ اور باقی چار نمازوں سے کمال تقلید اس لئے نہیں دور ہوتی کیونکہ صلوٰۃ وسطیٰ کی تعیین اس کے نفس میں نہیں ہے بلکہ زیادہ آداب کی محافظت میں ہے۔ جیسے وقت مستحب و جماعت و مسجد اور وضو و مسواک کو کامل طور پر کرنا و اذان و اقامت اور زیادہ اطمینان رکھنا اور کثرت اذکار کرنا۔ اور ان امور میں تاکید کی زیادتی اس قسم کی ہے جیسے افضل کو فاضل پر برتری ہے نہ ایسے جو فاضل کو ناقص پر ہے اور اس قدر فرق ثابت کرنے میں شبہ کی گنجائش نہیں ہے واللہ اعلم۔

سوال ہفتم:۔ شریعت کی بابت معلوم ہے کہ احکام ظاہری کو کہتے ہیں ہم سنتے ہیں اور مسائل میں جو طریقت و حقیقت اور معرفت کا ذکر آتا ہے یہ سمجھ میں نہیں آتا کیا چیز ہیں۔

Marfat.com

جواب :۔ لفظ شریعت کے دو معنی ہیں ایک عام اور ایک خاص۔ معنی اول یعنی عام تو یہ ہیں کہ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امور دین میں متعلق اعتقاد و عمل و خلق و حال و نیت اور عزیمت اور امر و نہی کے فرمایا۔ معنی دوم وہ ہیں جس کا تعلق جوارح سے از قسم عبادت مالی اور جسمانی کے ہے اور اس کا بیان کرنا فقہ کا منصب ہے اور فقہ کی کتابوں میں اس کا بیان ہوتا ہے اور اسی کو طریقت وغیرہ کے مقابل کرتے ہیں۔ پس جس چیز کا تعلق اخلاق اور نیتوں اور عبادتوں کے آداب سے بالارادہ رکھتے ہیں وہ طریقت ہے اور جس چیز کا تعلق اخلاص اور عین الیقین اور تحصیل مشاہدہ اور استغراق سے ہے وہ حقیقت ہے اور جس چیز کا تعلق اعتقادات کے رموز کے مکاشفہ سے اور توحید کی کیفیت وسعت و قربیت سے اور محبت اور ولا کے اسرار اور ولایت اور اولیاء کے درجات سے ہے اسے معرفت کہتے ہیں۔ اور یہ سب شریعت کے اول معنی میں داخل ہیں۔ ہاں ہر فن میں اس فن کے کاملین نے غیر منصوص کو اخذ کر کے منصوص سے ملا کر سب کچھ شرح اور وسعت دے کر ایک جداگانہ علم نکال لیا ہے اور انہیں ناموں سے اس علم کو موسوم کرتے ہیں۔

سوال ہشتم :۔ ہر چیز کے کمال کی شناخت کس طرح ہوتی ہے۔ کیونکہ کامل کی شناخت، دیکھنے سننے اور کھانے سے نہیں ہوتی۔

جواب :۔ اشیاء کی حقیقتیں اللہ تعالیٰ کے صفات کا پرتو ہیں۔ اور عالم ظاہر میں ان کا رونما ہونا چار علتوں یعنی فاعلی و غائی و مادی اور صوری سے وابستہ ہے۔ اور ان حقائق کے کمال کا ظہور ان کے مختصر

نشانیوں کے ترتیب اور ان میں خاص خاصیتوں کی پیدا ہونے میں ہے۔ بس ہر چیز کے کمال کی شناخت اجمالاً ذات حق کی تجلی ہے جو سالک پر اس چیز کے ضمن ظاہر ہوتی ہے اور یہ تجلی کثرت در وحدت کو سیر بالید فی الاشیاء کے مقام میں مشاہدہ کرنے کے بعد حاصل ہوتی ہے اور مفصلاً یہ کہ حکمت کے قوانین کی رو سے اس کے مبادیات اور خواص کا احاطہ کیا جائے اور اس کے ساتھ ہی قوانین کشفیہ کے رو سے اس کے مبداء کا تعین اور تنزل کے مراتب تشخیص کی جاویں۔ اور اگر وہ چیز محسوسات میں سے ہے تو حواس سے دریافت کرنا بھی اس کی حقیقت کی معرفت کے اتمام میں داخل ہے، واللہ اعلم

نواں سوال :۔ ابلیس کا قصہ کلام اللہ میں آیا ہے لیکن یہ نہیں معلوم ہے کہ سوال و جواب کس طرح ہوئے، الہام کے طریقہ پر یا دوسرے طریقہ پر۔

جواب :۔ اس بات چیت کے طریقہ کی بابت معقولات میں کچھ نہیں آیا ہے لیکن عقل سلیم یہ بتاتی ہے کہ ہاتف کے ذریعہ سے تھا۔ یعنی یہ شقی ایک آواز سنتا تھا اور سمجھتا تھا۔ کہ یہ خدا کی آواز ہے لیکن اصل مظاہر قہر کے فرشتوں میں سے ایک کلام الٰہی کو ادا کرتا تھا اور وہ اسے نظر نہیں آتا تھا اور نہ پہچانتا تھا لیکن یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ اس کا کفر نادانی یا حجاب کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ انکار اور دشمنی کا کفر ہے ملعون ہونے سے اس نے ملکوتی قوت پیدا کر لی تھی اور غیب سے اس پر

Marfat.com

القاء ہوتا تھا۔ اس کی یہ قوت نہ زائل ہوئی اور نہ سلب کی گئی تاکہ وہ انقباض کے رنج اور تشنگی اور فراوانی سے بے قرار نہ ہو اور توبہ کا اقدام نہ کرے بلکہ اسی راہ سے اس کا غصہ اور عتاب لگا رہے اور راندۂ درگاہ ایزدی ہونے کو حقیر سمجھتا رہے۔ لیکن اس کے جوہر روح میں رقیق سیاہی ڈالی گئی جس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو کبھی سزاوار قید اور کبھی اپنے آپ کو مستغنی اور مایوس خیال کر کے اپنی عبادتوں اور اسماء مکتبہ کی قوت سے شیاطین اور آدمیوں میں تصرف کرتا ہے اور اس تاریک رقیقہ کو اس کی مناسبت سے طمع کر کے مخلوق کو خوشنما دکھا کر گمراہی و جہالت و درشتی و من گھڑت غلط کاریوں کی طرف لے جاتا ہے۔

سوال دہم! روحوں کا سجدہ مشہور ہے اور کلام اللہ سے الست بربکم قالو بلیٰ ہی معلوم ہوا اس کی تفصیل معلوم نہیں کہ کس وجہ سے یہ ہوا اور کن لوگوں نے دو سجدے کئے اور کس نے ایک سجدہ اور کون تارک اور کون فرمانبردار مندرجہ بالا امور کے ہوئے۔

جواب: اس مقام پر سجدہ کا ذکر نہیں ہے وہ ایمان والے جن کا خاتمہ ایمان پر ہوتا ہے انہوں نے فوراً جواب دیا۔ کافروں نے توقف سے بعض فقیہوں کا کہنا ہے کہ انبیاءؑ نے دو سجدہ کئے عام مومنوں نے ایک اور کافروں نے نہیں کیا۔ لیکن یہ معلوم نہیں کہ اس کی کیا سند ہے۔ لیکن کلام اللہ کی آیتوں اور حدیثوں سے چار عہد و پیمان

Marfat.com

یعنے معلوم ہوتا ہے اول پانچ اولوالعزم انبیاء سے دوم کل انبیاء سے سوم علماء اور چہارم عوام سے۔

سوال پانزدھم :۔ ننگے ہونے کی حالت میں کلام حرام ہے اور جب میاں اور بیوی جمع ہوں تو اللہ کا ذکر ضروری ہے۔ یہ احکام آپس میں اختلاف رکھتے ہیں۔

جواب :۔ برہنہ ہونے کی حالت میں کلام حرام نہیں ہے بلکہ مکروہ ہے اور یہ کراہیت ایک دوسرے سے بات کرنے کے متعلق ہے۔ تنہا زبان سے تلفظ کرنے سے متعلق اور اللہ کا ذکر نجاست وغیرہ کی جگہ پر منع ہے اور جماع کی حالت میں منع نہیں ہے اور عالموں نے اسی وجہ سے لکھا ہے کہ اللہ کا ذکر بیت الخلاء اور جماع کے وقت داخل ہونے اور ننگا ہونے سے پہلے مسنون ہے۔ کوئی اختلاف اور فرق نہیں ہے۔

بارھواں سوال :۔ سُنّی اور شیعہ دونوں فرقوں کے لوگ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھتے ہیں۔ اور اپنی موافقت میں احکام نقل کرتے ہیں اور آنحضرت کی مہربانیوں کا بیان کرتے ہیں۔ اور آنجناب کے بارہ میں دونوں فرقے کے لوگوں کو اچھا معلوم نہیں ہوتا اور خطرات شیطانی کا یہاں دخل نہیں۔ اس سے کیا خیال کرنا چاہیئے

جواب :۔ حدیث من رانی .... جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے دیکھا، کے مضمون کے بارہ میں اکثر علماء نے روضہ مبارک میں مدفونہ صورت کی ہے۔ اور بعض نے ان تمام صورتوں کی تعمیم کی بعثت

Marfat.com

سے اور وفات تک خواہ جوانی کی یا پیرانہ سالی کی خواہ حضر میں ہو یا سفر میں۔ سُنّی اور شیعہ کا تو راد احتمال سے زیادہ نہیں اور چونکہ اس کے وقوع کا ثبوت نہیں اور مفروضہ باتوں کی کوئی تفتیش نہیں ہے لیکن تحقیق بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں چار قسم کا ہو سکتا ہے۔ اولاً رویاء الٰہی جس میں آنجناب سے اتصال مخصوص ہے دوسرے رویائے ملکی جس میں آنجناب متعلقات دوبارہ دین اور سنت اور ان کے وارثوں اور نسب مطہر کے بارے میں اور سالک کو آپ کی پیروی اور محبت میں جو درجہ ہے وغیرہ آنجناب مقدس کی صورت میں ان مناسبتوں سے نظر آتے ہیں۔ تیسرے رویا نفسانی یعنی جس صورت کو اپنے خیال میں مقرر کر رکھا اس اعتقادی صورت کا اظہار یہ تینوں قسم کا خواب آنجناب کے بارے میں جائز ہے۔ اور چوتھی قسم کہ شیطانی ہے۔ یعنی شیطان آپ کی صورت سے تمثل پیدا کرے بالکل منتفی اور ممتنع ہے۔ لیکن تیسری قسم میں شیطان اپنی آواز اور کلام سے فریب دیتا ہے اور وسوسہ ڈالتا ہے، بعض روایتوں کی شہادت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت جب سورۂ نجم پڑھ رہے تھے تو جب آپ خاموش ہوئے تو شیطان وسوسہ کے طور کہتا جس سے مشرکین سامعین کو اشتباہ ہوا۔ جب یہ بات آپکی زندگی میں ممکن تھی تو خواب میں کیوں ممکن نہیں۔ لہٰذا شریعت میں خواب کے احکام کو صحیح شمار نہیں کرتے اور مشہور حدیثوں میں نہیں مانتے۔ اگر اہل بدعت میں سے کوئی کبھی

Marfat.com

آنحضرت کا دیکھنا صحیح سمجھے تو وہ اسی طرح کا ہوگا۔ واللہ اعلم ہمیشہ خط بھیجتے رہا کیجئے والسلام

بنام شخصے

خط مذکور تین مطالب پر مشتمل تھا

اول :۔ مجدد الف ثانی کا سلسلہ سہروردیہ کا ہے کہ مجدد صاحب اپنے باپ شیخ عبدالاحد ان کو شیخ رکن الدین گنگوہی سے اُن کو اپنے باپ شیخ عبدالقدوس گنگوہی سے ان کو شیخ قاسم درویش سے ان کو شیخ بڈھن بہرائچی سے ان کو سید اجمل سے ان کو سید جلال المعروف بہ مخدوم جہانیاں انہیں دو سندوں سے اولاً اپنے باپ سید احمد کبیر ان کو اپنے باپ سید جلال بخاری سے ان کو شیخ بہاوالدین ذکریا سے دوسری سند شیخ رکن الدین ابوالفتح سے ان کو اپنے دادا شیخ بہاوالدین زکریا ان کو صاحب طریقت شیخ شہاب الدین سہروردی سے۔ علاوہ ازیں شیخ رفیع الدین جو مجدد صاحب کے اجداد میں ہیں شیخ بہاوالدین زکریا کے پیش امام اور خلفاء سے تھے۔ خیال ہے کہ اس طریقہ کی اجازت اپنے اجداد سے پہنچی ہوگی بلکہ خاندانی طریقہ یہی تھا اور طریقہ چشتیہ وقادریہ ونقشبندیہ ان کے اور ان کے کسب کردہ طریقہ ہوں گے۔

مطلب دوم! ہمہ اوست کے شغل سے خارخواہی۔ اور اس میں تحقیق یہ ہے کہ اس سے اس حالت کا حاصل کرنا ہے جو قلب کے اضطرار کے لئے

Marfat.com

ضروری ہے اور اسے دور کرنے کا اختیار نہ رہے۔ اگر کسی کو وحدت وجود کی حقانیت
کا اعتقاد لیکا ہے تو اس شغل کی ملازمت سے یہ حالت پیدا ہوتی ہے اور
اگر اعتقاد نہیں ہے تو یہ حالت پیدا نہ ہوگی۔ بلکہ اس کا باطن حکم کرے گا
کہ یہ میرا خیال واقعہ کے خلاف ہے اور شاغل کو کوئی نفع نہ ہوگا اور بلاشبہ
تصفیہ قلب کے ذریعہ سے اس معنی کا خود بخود پیدا ہونا اولیٰ اور قوی تر ہے
اور تصنع اور تکلف کے دخل سے زیادہ بعید ہے۔ خواجہ خسرو رحمۃ اللہ علیہ
نے لکھا ہے کہ جب تک کسی کو وحدت وجود کا اعتقاد نہ ہوا سے فنا فی اللہ کا
درجہ ملنا ممکن نہیں ہے۔ اس کے منکر کے حق میں تمام فنائیں نورانی حجابوں میں
ہیں جو ماسوائے حق ہے اور اس کی تجلیات لذائذ و لطائف وغیرہ میں نہ کہ
حق تعالےٰ کا ظہور۔ توحید وجودی کی تحقیق طویل ہے مجملاً یہ ہے کہ کلام اللہ
کی آیتوں اور احادیث نبوی سے معیت اور قرب ذاتی صاف ثابت ہوتا ہے
اور جب تک ان کا انکار نہ کیا جاوے یہ جواب کہ یہ ظاہر کے خلاف ہیں ہے
صحیح نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ سب ہماری عقل کے خلاف ہیں نہ کہ کتاب اور سنت
یہ کیا انصاف ہے کہ منصوصات شرعی کو خلاف شرع اور اپنی ناقص عقل
کے خیالات کو شرعی کہیں۔ جامع ترمذی میں اس حدیث میں اگر تم رسی کے
ذریعہ سے زمین کے ساتویں طبقے میں لوٹ جاؤ تو ہبوط علی اللہ ہوگا۔
اور اس حدیث کہ اللہ تعالیٰ پاک چیزوں کا صدقہ قبول کرتا ہے صاف لکھا
ہے کہ سلف کا مذہب کہ اس کا ظاہر پر اجراء بلا کیف ہوتا ہے مختصر یہ
کہ نفی غیریت محضہ اور اتحاد و وحدت فی الجملہ منصوص ہے؟ اور آگ سے اتنی فنا اللہ

Marfat.com

کی آواز اور کنیت سمعہ و بصرہ روشن دلیل ہے اور بشرط انصاف حضرت مجدد کے کے کلام سے وحدت وجود کی نفی مطلق ثابت نہیں ہوتی بلکہ انہوں نے اس کی چند قسموں سے انکار کیا ہے لیکن جو کچھ ذہن میں بیٹھ جاتا ہے اس کا جدا نہ ہونا دشوار ہے اور ہمیشہ تکرار کرنا مشکل ہے۔

مطلب سوم :۔ ذکر جہر کے بارے میں حق یہ ہے کہ اس کا انکار کھلی کم عقلی ہے۔ تلاوت قرآن میں جہر صاف ہے ما اذن اللہ لشیی ما اذن یعنی قرآن کو جہر سے پڑھنا اور لبیک کہنا۔

اور تلبیہ حج میں آیا ہے کہ سب سے اچھا حج وہ ہے جس میں عج اور ثج ہو یعنی لبیک کہنے میں آواز بلند اور ارافۃ الدم ہو اور قرآن کی فضیلت مشہور ہے اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز ختم کرنے کو ذکر سے پہچانتے تھے اور اس ذکر کی فضیلت جسے پرہیزگار سے ستر گنا زیادہ اس ذکر پر جسے پرہیزگار نہ سنیں اور طریقہ چشتیہ اور اویسیہ اور قادریہ کی بناء ذکر جہر پر ہے اور وہ سب ہمارے پیر ہیں اس پر یہ حکم لگانا کہ فعل حرام ہے قرب الٰہی حاصل نہیں ہوتا غلط ہے بلکہ ذکر جہر سے ایسا اطمینان ملتا ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی اطمینان نہیں ہے، خواجہ نقشبند کے حج پر جانے کے بعد خواجہ علاؤالدین غجدوانی نے ذکر جہر سنا اور جب واپس آئے تو عذر کیا آپ کو اپنی قوت باطنی کی وجہ سے اس کی ضرورت نہ تھی مجھے اس سے بہت فائدہ ہوا خواجہ نقشبند نے اس سے انکار نہیں کیا اور خود چونکہ خواجہ عبدالخالق غجدوانی ذکر خفی اور عمل بر عزیمت سیکھا تھا خود نہ کرتے تھے اور آپ جیسوں

Marfat.com

کے لئے کہ مسائل فقہی میں اجتہادیات پر حدیث کو مقدم سمجھتے ہو اس معنی میں تردد بیجا ہے۔ اگر آپ متفق ہوں تو اس میں ایک مشہور روایت ہے جس کو لفظ بہ لفظ لکھنا بلا تلاش کے مشکل ہے۔ ایک دفعہ خواجہ سرائے فقیہات کے عالم سلطان روم کی طرف سے امیر حج ہو کر آئے اور مدینہ میں شیخ ابراہیم کردی سے ملے اور بولے کہ اس سفر میں ان آدمیوں سے بڑی بدعت دور کر دی۔ فرمایا کہ وہ کونسی بدعت تھی، کہا کہ میں نے مسجد اور شہر بیت المقدس سے ذکر جہر موقوف کرا دیا۔ شیخ نے یہ آیت پڑھی من اظلم ..... خرابہا چند روایتیں فتاویٰ میں سے لکھی تھیں۔ دکھائیں اور فرمایا کہ اگر تمہیں تقلید سے غرض ہے تو تم دوسری طرح کے مقلد ہو اور میں دوسری طرح کا مقلد ہوں، روایات میرے لئے حجت نہیں ہیں اور اگر تحقیق سے غرض ہے تو تیار ہوں اس کے بعد ذکر جہر کے اثبات میں چند رسالے لکھے تھے۔ ان میں سے چند فقیر کے پاس موجود ہیں۔ بالجملہ الحق احق بالاتباع والسلام

مکتوبات شاہ رفیع الدین دہلوی

بنام عبدالرحمٰن صاحب

فضیلت اکتساب و مودت انتساب اخون زادہ عبدالرحمٰن بن اخون حاجی محمد سعید بریلوی سلمہم اللہ تعالیٰ۔ فقیر رفیع الدین کی طرف سے سلام تحت الاسلام کے بعد معلوم ہو کہ آپ کا گرامی نامہ پہنچا میں خیریت سے

Marfat.com

ہول اور حاضر و غائب دوستوں کی خیریت کی دعا کرتا ہوں آپ نے مولوی مدن سے ملاقات اور علمی تذکرہ کی بابت دریافت کیا ہے۔ ان سے پہلی ملاقات مراد آباد میں ہوئی، مولوی نور الاسلام صاحب خلف مولوی سلام اللہ موجود تھے کسی نے سوال کیا کہ مثنوی مولوی روم کی اس بیت کے کیا معنی ہیں۔

ہفت صد ہفتاد و قالب دیدہ ام ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام

میں نے کہا کہ اس کے دو معنی ہیں ایک عام فہم دوسرے خاص دوسری یعنی خاص فہم معنی تصوف کے واقفوں کو بتائے جا سکتے ہیں لہٰذا اس کو چھوڑ کر اول معنی بیان کرتا ہوں۔ کتاب اور سنت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کی روحوں کو (صلب) پشت آدم علیہ السلام سے نکال کر عہد کرایا۔ پھر انہیں پشت آدم میں چھپا دیا۔ اس کے بعد ہر شخص کے صلب سے جس قدر روحیں مقدر کی تھیں اس کی پشت میں چھپا دیں چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب حج کی منادی کی تو کچھ جواب نہیں دیا اور انہیں لوگوں کو دنیا میں حج نصیب ہوتا ہے اور لبیک تلبیہ اسی ندا کا جواب ہے یہ بات عام لوگ بھول گئے اور کمال معرفت کی بنا پر آدمیوں کو یاد دلایا ہے اور روح کا صلب پدر سے رحم اور پھر مادر سے صلب پدر میں منتقل ہونے کی طرف اشارہ کیا اور سات سو ستر کا عدد کی بابت احتمال ہے کہ صرف کثرت اظہار کے لئے ہے یا واقعہ بیان کیا ہے مولوی مدن نے کہا کہ یہ معنی نہیں ہیں ..... بلکہ دوسرے معنی ہیں میں نے پوچھا کہ دوسرے معنی کیا ہیں اور اس معنی میں کیا غلطی ہے انہیں نے اس معنی کی غلطی بیان کر کے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان میں سات قسم کے انقلاب ہیں یعنی پہلے خاک ہونا

Marfat.com

دوسرے غذا بننا تیسرے خون ہونا چوتھے نطفہ ہونا پانچویں علقہ بننا چھٹے گوشت
ہڈیوں اور رگوں کا بننا اور پھر زندہ ہونا اور یہی قالب مراد ہیں میں نے کہا ان
سات سے سات سو ستر تعبیر بہت بعید ہے دوسرے دیدہ ام یا روئیدہ ام کا متکلم
یا روح ہے یا بدن یہ بات ظاہر ہے کہ اگر روح متکلم ہے تو یہ ہفت انقلاب روح کے
ہوئے اور اگر بدن متکلم ہے تو بدن سے تنہا ہیولیٰ مراد ہے یا ہیولیٰ مع صورت کے یہ
بات بدیہی ہے کہ جسمانی اور نوعی صورتیں باقی نہیں رہتی ہیں جس سے یہ مانا جائے
کہ سب قالبوں میں ہر شخصیت جداگانہ باقی رہتی ہے اور اگر تنہا ہیولیٰ مانا جائے
تو محقق حکیموں کا قول ہے کہ ہیولے وحدت پوشیدہ، اور جسموں کا عام ہیولیٰ
ہر فرد کی شخصیت میں نہ کل ہے نہ جزو بلکہ جیسی صورت پیدا ہوتی ہے اس کے
اجزا کا امتیاز ہوتا ہے اور صورتوں کے جدا ہونے پر سب ایک ہو جاتا ہے اور جزو میں
امتیاز شدہ شخصیت باقی رہتی ہے۔ کہا کہ شاید ہیولیٰ مراد ہوا اور اجزا کا امتیاز نہ ہونا
جو کہا جاتا ہے غلط ہے۔ میں نے کہا کہ یہ بات تو صدرا کے پڑھنے والوں کے علم اور
مشاہدہ میں ہے اس سے انکار کیا۔ میں نے کہا صدرا ہو تو ملاحظہ کر لیجئے اس انکار پر مولوی
نور الاسلام کو بہت تعجب ہوا۔ صدرا موجود نہ تھا۔ ایک ملاقات تو یہ ہے۔ دوسری
ملاقات بریلی میں جب میں ان کے یہاں دعوت کھانے گیا ہوا تھا۔ اس وقت مرزا
زاہد کے حاشیوں کا ذکر آیا۔ میں نے کہا فی الحقیقت ان کی نظر بہت دور رس ہے اور
اکثر لوگوں نے بے سمجھے اور بے سوچے اعتراض کر دیئے ہیں ہم خود ان کے شاگرد ہیں مگر
اکثر اعتراضوں کو دور کیا ہے لیکن بعض جگہ مخالف حق پر ہیں۔ پوچھا ایسا کون مقام
ہے۔ میں نے کہا مرزا فرماتے ہیں کہ کتابوں کے نام اعلام جنسیہ ہیں اس کے بعد فرماتے

Marfat.com

ہیں کہ علم جنسی پر الف لام کا داخل ہونا مولدین کے کلام میں پایا جاتا ہے۔ مثلاً الکافیہ والشافیہ پس اگر ان کے اصلی معنی کو دیکھو تو اصل میں یہ وصف ہیں۔ اس کلام میں دو بحث ہیں اولاً یہ کہ صرف مولدین کے کلام میں کتابوں کے نام پر الف لام نہیں ہے بلکہ قرآن مجید میں بھی ہے مثلاً انزل التوراۃ والانجیل وانزل الفرقان اور وغیرہ کتابی الزبور۔ **بحث دوم** یہ کہ الف لام اس علم کے جزو ہیں جیسے النجم والصعق دوسرے وہ علم جن پر الف لانا ممنوع مثلاً محمدؐ و علیؓ تیسرے وہ کہ ان پر الف لام کا داخل ہونا جائز ہے اور تثنا عنہ شلاً الحسن والعباس۔ پس اعلام پر الف لام کا داخل ہونا جائز ہے۔ اور کسی توجیہ کی ضرورت نہیں ہے۔ بولے کہ اس کا یہی جواب ہے میں نے پوچھا کہ جواب کیا ہے بولے کہ تنہا کافیہ وشافیہ وغیرہ یہ ہی جواب ہے چونکہ اس جواب سے کوئی نتیجہ سمجھ میں نہیں آیا میں نے قائل کی کم فہمی پر محمول کیا اور جواب نہ دیا ان دو باتوں کے سوائے کوئی بحث نہیں ہوئی۔

۲۔ فضیلت محبت دستگاہ مولوی عبدالرحمن بن حاجی محمد سعید سلمہ اللہ تعالےٰ فقیر رفیع الدین کی جانب سے بعد سلام مسنون الاسلام واضح ہو گرامی نامہ پہنچا آپ کی بیروزگاری سے دلی صدمہ ہوا۔ حسب خواہش آپ کی مولوی جمال الدین صاحب سید قاسم علی شاہ صاحب کو رقعے بھیجے ہیں پہنچے ہونگے امید خدائے بزرگ و برتر ان عزیزوں کی کوشش سے مقصد براری کرے آئندہ اپنے حالات لکھتے رہنا والسلام۔

۳۔ فضیلت و محبت دستگاہ مولوی حافظ عبدالرحمٰن بن حاجی محمد سعید سلمہم اللہ تعالےٰ۔ فقیر رفیع الدین کی طرف سے بعد سلام مسنون کے معلوم

Marfat.com

ہو۔اس سے پہلے دو رقعے تمہارے ملے ایک میں ایک شعر کے معنی دریافت کئے ہیں جس کے نہ الفاظ نہ وزن معلوم ہوتا ہے کہ کسی غلط کتاب سے نقل کیا ہوگا دوسرے رقعہ میں ایک مسئلہ کی بابت استفسار تھا جس کو شاہ صفی القدر نے فقیر کا لکھا ہوا بتا کر وہاں کے فضلاء کے سامنے پیش کیا اور وہ اس کو ضبط تحریر میں لے آئے ۱ فقیر کو یہ قطعی یاد نہیں تھا کہ کونسا مسئلہ ہے۔اور کس بات سے ہے۔

اور اب جو خط آیا ہے اس میں دو خط حکیم غلام حسین اور حکیم عطاء اللہ خاں کے واسطے بھیجنے کو لکھا تھا۔خط ہذا میں دو خط ملفوف کر کے ہر دو صاحبان کے لئے بھیجے جاتے ہیں۔خدا کرے کہ کام بن جاوے اور جو کچھ استفتا کی بابت لکھا تھا معلوم ہوا اور اس کی حقیقت اشارتاً معلوم ہوئی تصریح کا دیکھنے پر پتہ چلے گا۔لیکن استفتاء وہاں سے ابھی تک نہیں آیا ہے۔مگر لکھنؤ سے وحدت وجود اور وحدت شہود کے متعلق استفتاء آیا تھا۔صاحبان رامپور کو اس سے کوئی مطلب نہیں۔اس کے جواب کی فقیر کو ابتک فرصت نہیں ملی ہے لیکن اس کے ساتھ دو رسالے تھے ایک میاں عبدالرحمن سندھی کا دوسرا رسالہ مولوی عبدالحکیم کا ہے جن کو میرے بھتیجے محمد اسماعیل پسر میاں عبدالغنی اور مولوی رشید الدین میرے شاگرد نے مجھ کو پیش کئے ہیں مسائل شرعی فقہی کی بابت رام پور سے کوئی خط نہیں آیا ہے حاجی عبداللہ صاحب و میاں عبدالرحیم بھائیوں کو سلام پہنچے اور مسماۃ محمدی بیگم دختر حاجی محمد شاہ کو سلام پہنچانا اور ان کی خیریت لکھنا۔

تمت بالخیر

Marfat.com

حجۃ الوداع

آنحضرت صلعم نے حجۃ الوداع پر جبل عرفات میں، جہاں وہ لوگ کثرت سے جمع تھے جو چند ماہ یا چند سال قبل السبی بت پرستی میں مبتلا تھے جس نے ان کے ضمیر دل کو مردہ کر دیا تھا۔ فرمایا:۔

اے لوگو! میری بات خوب سن لو اور سمجھ لو! کیونکہ میں نہیں جانتا کہ اس کے بعد پھر بھی کبھی اس موقع اور اس مقام پر میں تمہارے درمیان موجود ہونگا۔ آپس میں ایک دوسرے کے لئے تمہاری جان تمہارا مال اور تمہاری آبرو اسی طرح لائق احترام ہے جس طرح یہ دن، یہ مہینہ اور یہ شہر محترم ہے۔ یاد رکھو، تمہیں خداوند تعالیٰ کے روبرو حاضر ہو کر اپنے اعمال کی جواب دہی کرنی ہوگی۔

خدا نے ہر حق دار کو وراثت کی رو سے اس کا حق دیدیا، اب کسی وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں۔ لڑکا اس کا ہے۔ جس کے بستر پر پیدا ہوا زنا کار کے لئے پتھر ہے اور ان کا حساب خدا کے ذمے ہے۔

جو لڑکا اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کے نسب سے ہونے کا دعویٰ کرے، وہ غلام جو اپنے مولیٰ کے سوا کسی دوسری طرف اپنی نسبت کرے، اس پر خدا اور اس کے فرشتوں اور تمام بنی نوع انسان کی لعنت ہوگی۔

اے لوگو! تمہاری بیویوں پر تمہارے اور بیویوں کے تم پر حقوق ہیں۔ اپنی حیثیت کے مطابق اچھا کھلاؤ، پہناؤ اور ان سے لطف و مروت اور حسن سلوک سے پیش آؤ۔ کیونکہ وہ خدا کی طرف سے تمہارے پاس امانت ہیں اور اس کے حکم سے تم پر حلال کی گئی ہیں، خدا کی مقرر کی ہوئی حدود کا احترام کرو اور ان سے تجاوز مت کرو۔

سود باطل قرار دیا جاتا ہے۔ مقروض صرف اصل زر ہی واپس کریگا۔ اور میں سب سے پہلے اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب کا سود باطل کرتا ہوں۔ تمہارے غلام! تمہارے غلام! ان کو

Marfat.com

وہی کھلاؤ جو خود کھاؤ اور وہی پہناؤ جو خود پہنو۔ اگر ان سے ایسا قصور سرزد ہو جو تم معاف نہیں کر سکتے تو ان کو علیحدہ کر دو، کیونکہ وہ بھی تمہارے ہی خدا کے بندے ہیں، ان سے بدسلوکی ہرگز مت کرو۔ جاہلیت کے تمام خون (یعنی انتقام خون) باطل کر دیئے گئے اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان کی طرف سے ربیعہ بن الحرث کے بیٹے کا خون باطل کرتا ہوں۔ اے لوگو خوب سن لو اور سمجھ لو کہ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں، عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں۔ تم سب ایک آدمؑ کے بیٹے ہو اور آدم مٹی سے بنایا تھا۔ مسلمان سب بھائی بھائی ہیں کسی شخص کو دوسرے کا حق غصب نہ کرنا چاہیئے ـــــ اپنے آپ کو ناانصافی میں مبتلا ہونے سے بچائے رکھو جو لوگ یہاں موجود ہیں۔ وہ یہ پیغام ان تک پہنچا دیں جو یہاں حاضر نہیں۔

اس خطبے کے اختتام پر حضور سرور کائنات نے ان کثیر التعداد اشخاص کے جوش عقیدت سے مسرور ہوتے ہوئے جو چند سال یا چند ماہ پہلے دشمنان اسلام تھے۔ بآواز بلند فرمایا۔

"اے خدا! میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا اور اپنی امانت ادا کر دی" اس ارشاد کے جواب میں ہزارہا صدائیں بلند ہوئیں۔

"ہاں آپؐ نے پیغام پہنچا دیا"

حضورؐ نے فرمایا "اے خدا گواہ رہیو!

اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ

Marfat.com

Marfat.com